بہ عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
رسالہ
تائید الاسلام
مقام لکھنؤ
بمطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مطبوع جہان ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذی الجلال الکبیر المتعال والصلوة والسلام علی من شریعته مصئونة من التحریف والزوال ودینه القیم فی غایة الاعتدال سیدنا ومولانا محمد الشافع المشفع یوم الرجف والزلزال یوم لا ینفع قرابة ولا مال صلی الله تعالی علیه وسلم ما هبت صبا وشمال وما تقاطر الوابل لهطال وعلی آله خیر آل واصحابه خیر اصحاب فی جمیع الخصال اما بعد ففی هذا الزمان قد شاع الضلال وزعم الجهال انهم اهل کمال وانهم فی تحقیق المذهب بمقام عال کلا ولا یعلمون الحرام عن الحلال ولا یمیزون الحکم عن الجهال بل صنعتهم اضلال وکل بضاعتهم اغفال فلما رایت ذلک الداء العضال اردت ان اکشف لهم عن مضائق الاشکال وادفع عقد الاعضال واحرر ما هو الحق الصریح بلا تطویل ولا انجاز واخلال وما توفیقی الا بالله وهو حسبی وعلیه الاتکال

خاکسار علی بخش عفی عنہ اہل اسلام کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ فخر الجلال
جناب والا خطاب سی ایس آئی سید احمد خان صاحب بہادر نے ایک تقریر
پرچہ تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۹۰ ہجری مین خاص خطاب
مین اس عاصی کے طبع کرائی ہے اوسمین دو قسم کے مضمون ہین ایک
مدرستہ العلوم کے باب مین دوسرا مذہبی امور مین اور مدرستہ العلوم کے
متعلق مین نے ایک خط جناب ممدوح کی خدمت مین لکھہ بھیجا ہے اور
تہذیب الاخلاق مین اوسکے طبع ہونے کی درخواست کی ہے اور اردو اخبار مین
بھی مطبوع ہو چکا ہے اوسیکے ذیل مین مذہبی خیالات جناب ممدوح کا
جواب علیحدہ لکھنے کا وعدہ کر چکا ہون چنانچہ اس رسالہ مین اوسکا بھی
جواب دیا جاتا ہے اور تہذیب الاخلاق سے بعض خلافیات جناب والا کا بھی
انتخاب لکھا جاتا ہے اور اوس سے کیقدر معتقدات اونکے مستنبط کیے جاتے ہین
اور ہیئت جدیدہ کو جو لائق معارضہ کلام الٰہی کے وہ سمجھ رہے ہین اور آسمان
و زمین کے قلابے ملا رہے ہین اوسپر بھی تھوڑی سی بحث لکھی گئی ہے
اور استرقاق کو خلاف نیچر قرار دیکر اوسکی حرمت مین جو آرٹکل تبریۃ الاسلام
نام رکھکر طبع کرایا ہے اوسکا بھی جواب دیتا ہون اور بعض اعتراضات
فلسفیانہ سے بھی تعرض کیا جاتا ہے اور ایک حدیث کے متعلق جو
حضرت عالی دماغ نے گفتگو لکھی ہے اور حضرت ابوہریرہ پر تہمت کا
کنایہ لکھا ہے اور میری تحریر پر اتہام کیا ہے اور مجکو کلمات متکبرانہ
کے ساتھ ممنون منت کیا ہے اوسکا بھی جواب دیا گیا ہے اور مجکو
یقین ہے کہ اہل اسلام جب اس رسالہ کو غور و تامل کے ساتھ دیکھینگے
اور مقولات جناب مخاطب والا مراتب کے سمجھ لینگے تو یہ امر
بخوبی کھل جائیگا کہ اصل اعتقاد ہمارے مخاطب کا اسیقدر ہے کہ
کوئی حدیث قابل وثوق نہین ہے اور اصول حدیث و اصول تفسیر

مقولات مفسرین و محدثین و اصول فقہ اور تمام فتاویٰ شرعیہ و کتب فقہیہ و
کتب سیر و عقائد بلکہ عام کتب دینی و الٰہیات اور نا معتمد اور غیر مفید
اور قابل انعدام ہین اور طریقہ زہد و عبادت و نوافل و کسر نفس و تعلیم صوفیہ
و ذکر و شغل جو فی زماننا مروج ہے لا ینفع ہے باقی رہا قرآن شریف
اوسکے معنی برعایت قواعد علم ادب و معنی بیان و اقوال مفسرین و
توافق احادیث اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے جس طرح ہوسکے
وہ تاویل کرنی چاہیے جس سے کوئی آیتہ مقولات اہل یوروپ اور فلاسفہ
جدیدہ اور نیچرل مذہب کے خلاف نہونے پاوین تفسیر بالراے ضروریات
ہی اور مذہب اسلام ہین جو عقیدہ خلاف نیچر کے ہو باطل ہے اور جو مسئلہ
خلاف عقل شریف نظر آئے و اہیات ہے اور امور معاد مین جو حقائق
اہل اسلام کے مسلمات مین ہین بے اصل ہین اور تقلید صحابہ کرام و
اہل بیت رسول انام کی ظلمت و ضلالت ہے اور علاوہ ان سب
عقائد کے سب و شتم رسول صلعم اور دیگر انبیاے سابقین پر بدلالت
التزامی تہذیب تبرتہ الاسلام ہین کیا ہے اور بدلالت مطابقی صحابہ کو
بے لفظ سنا رہے ہین اور باقی تمام امت مرحومہ کو جس لفظ کی ساتھ
یاد فرماتے ہین وہ کس حساب و کتاب ہین ہے تسپر دعوے ہے
کہ ہم حامی اسلام ہین یعنی اسلام پر جو لا مذہب اہل یوروپ اعتراضات
کر رہے ہین اونکا جواب یون دیتے ہین کہ وہ بات ہی اہل اسلام ہین
نہین ہے اور یہی مذہب آیندہ باقی رہیگا اور مجموعۂ موجودہ اسلام
باطل ہے الحاصل یہ امر اس رسالہ کے دیکھنے سے طے ہوجایگا
کہ جس دین اسلام پر تمام امت مرحومہ آج تک قائم رہی ہے اوسکو
جناب ممدوح باطل سمجھتے ہین اور جسقدر اسلام کو وہ اپنی اصطلاح مین
صحیح اور کافی قرار دیتے ہین اونکے ایجاد اور بدعت ہے باقی رہا سب و شتم

اکابر دین کا وہ تو جو کچہ نتیجہ دیتا ہے ہر شخص جانتا ہے اب ہم پہلے جناب والاخطاب کی تقریر کا جواب دینا شروع کرتے ہین **قولہ** آپ کو یہ الفاظ فرمانے اوس وقت مناسب تھے جب کہ میری کوئی تحریر یا تقریر اسلام کے برخلاف دیکھی ہوتی یا اسلام پر مین نے اعتراضات وارد کیے ہوتے حالانکہ جب میری تمام تحریر و تقریر کا منشاء اور مآل یہ ہے کہ جو اعتراض معترضین نے اور مخالف مذہب والون نے اسلام پر کیے ہین وہ درحقیقت اسلام پر وارد نہین ہوتے تو ایسی حالت مین مین حامی اسلام ہوا یا ملحد و مرتد الخ **اقول** اس رسالہ مین بعض تحریرات کا انتخاب پیش کرتا ہون دیکھیے کہ آپ کو تمام عقائد و احکام اسلام سے خلاف اور اوسپر اعتراض ہے یا نہین اور آپ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے نہ تو وہ اہل اسلام کے حق مین مفید ہے نہ معترضین کے واسطے جواب شافی ہے بلکہ اوسکا نتیجہ اسقدر ہے کہ پہلے آپ تسلیم کر لیتے ہین کہ فلاسفہ جدیدہ یا ملحدین نیچرل ہسٹ جو اعتراض کرتے ہین یا کر سکتے ہین اونکا مقولہ صحیح ہے اور جس اصول پر وہ اپنے دعوے کو قائم کرتے ہین وہ قرآن سے بھی زیادہ قابل یقین ہے بعدہ آپ ایسی بے اصل تاویل کر کے جواب دیتے ہین کہ اوسکو سنتے ہی ہر شخص سمجھ لیتا ہے کہ دن کو رات کہ رہے ہین اور جب وہ تاویل باطل نکلتی ہے تو اعتراض کی تسلیم لازم آتی ہے اور مذہب اسلام کا بطلان آپ کے اقرار سے قرار پاتا ہے مثلاً وجود ابلیس و قصۂ حضرت آدم مین فلاسفہ کو انکار تھا اور رقیت کو بھی وہ خلاف نیچر بیان کرتے تھے اور وجود افلاک و جنت و نار وغیرہ احکام معاد کے بھی وہ منکر ہین اور اوسپر معترض ہین اور معجزات انبیا کو وہ خلاف نیچر سمجھتے ہین اور روزہ رکھنا تیس روز تک برابر خصوصاً گرمی کے موسم مین خلاف نیچر جانتے ہین اور شراب جسقدر عقل کو زائل نکرے اور بدن کو

قوت دے اوسکو حرام سمجھنے سے انکار کرتے ہین اور بہت سی احکام
مذہب اسلام کے دیسے ہین جنکے باب مین سوا ے حکم خدا اور رسول صلعم
کے عقلی دلیل نہین ہے اونپر طعن وتشنیع کرتے ہین اس سب کے جواب
مین حضور والا نے فرمایا کہ مذہب اسلام مین وہ احکام ہی نہین ہین
بلکہ معترضین کا جو مذہب عقلی ہے وہ ہی قرآن سے بھی ثابت ہے
اور تاویلات رکیکہ بے اصل پیش کرکے آیات واحادیث مین معنے
پہنانے لگے آخر کو وہ تاویلات خلاف منطوق الفاظ قرآنی قرار پاکر
معترضین نے سمجھ لیا کہ محض دھوکا دیا جاتا ہے تو لاجواب ہوکر بطلان
مذہب اسلام تسلیم کیا گیا چنانچہ اکثر مقامات مین ہم آپ کی تاویلات کا
حال کھولینگے پھر فرمایئے یہ حمایت اسلام کی ہوئی یا بیخ کنی اس دین
کی ہے بخلاف ہم لوگون کے کہ پہلے اوس اصول پر برہان طلب کرینگے
جسپر لامذہبون کا مدار ہے اور اوسکے ابطال پر اوسوقت توجہ کرینگے
جب وہ ہمارے مسلمات سے خلاف ہونگے اور ہم اپنا اعتقاد قرآن
وحدیث پر قائم رکھینگے اور چونکہ ہم خوب یقین رکھتے ہین کہ خدا کا
کلام سچ ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا تو اوسکے خلاف جسکا قول
نظر آئیگا سمجھ لینگے کہ وہ خود ہی غلطی مین پڑا ہوا ہے کیونکہ غلطی مقتضاے
بشریت نا ممکن نہین ہے پس ایسے اوہام وظنون فلاسفہ کو معصوم
کی حدیث کے مقابلہ مین اور کلام الٰہی کے مخالفت مین باطل قرار دینگے
چنانچہ اس رسالہ مین تھوڑی سی بحث ہم لکھتے ہین اور میرا خاص کرکے
یہ اعتقاد ہے کہ اتبک کوئی مسئلہ علوم جدیدہ کا ایسا نہین ہے جو قطعی ہو جسکا
اور قرآن وحدیث صحیح واجماع امت اوسکے خلاف ہو جہانتک خلاف ہے
اونہین مسائل مین ہے جو اوہام وظنون فلاسفہ پر مبنی ہین اور اونمین
ہمیشہ رد وبدل ہوتا رہتا ہے اور اقوال متقدمین ومتاخرین کے

مخالف ہوتے آئے ہین جب یہی حال ہے تو ہمارے مذہب اسلام کے
شاداب اور سرسبز پودے کیون جلکر برباد ہونگے آپ کی ملت نیچریہ
کیون نہ برباد ہوگی ہمارے مذہب مین ہمیشہ علماء دین ایسے ہوتے رہے ہین
اور ہوتے جاوینگے جو فلاسفہ قدیمہ کی بھی خاک اوڑا چکے ہین اور فلاسفہ
جدیدہ کو بھی گھر تک ہوپنچادینگے ہمارے رسول صلعم کے ورثائے حقیقی کو
خدا سلامت رکھے ہر صدی کے اخیر یا شروع مین تجدید دین محمدی صلعم
کرتے رہین گے ہم تو ذرا بھی نہین ڈرتے ہین آپ ناحق دھمکاتی ہین
یہ سچ ہے کہ اب وہ زمانہ نہین رہا ہے جو سابقین اہل اسلام کو سامان بیحد تھا
اور بے تکلف جواب لکھنے پر مستعد ہوتے تھے مگر تو بھی دنیا مین آپ کے
اوہام وظنون کا جواب شافی دینے والے بہت سے موجود ہین بسم اللہ تحقیق
علوم جدیدہ کے مسائل کو یا ملحدین ونیچریون کے معتقدات کو آپ ثابت
کرتے جائیے اور اپنے اکابر دین کی تالیفات دکھلائیے کوئی نہ کوئی حامی
مذہب اسلام ضرور جواب دیگا خیر جسقدر اعتراضات آپ کی تحریرات سے
اتبک مستنبط ہوتے ہین اور اس تحریر جدید مین بھی بعض کا ذکر ہے اس
رسالہ مین پیش کرتا ہون اگر زندگی باقی ہے تو کچھ اور بھی پیش کرونگا
انشاء اللہ تعالی **قولہ** مین نے دیکھا ہے کہ شیعون کا اعتراض الخ

اقول ذرا مہربانی کیجیے اور قصہ قرطاس مین اوس حدیث کا نشان تو دیجیے
جسکو محققین متکلمین اہل سنت نے تسلیم کیا ہے اور بعض محققین نے اوسکی صحت سے انکار کیا ہے ہمارے
نزدیک جو حدیث صحیح ہے اوس سے انکار نہین ہوا ہے اور جو صحیح نہین ہے اوسکو
تسلیم نہین کیا گیا ہے اور اس مثال کے لکھنے سے آپ کو کیا فائدہ ہے
کیا آپ بھی واسطے دفع کرنے اعتراض فلاسفہ کے قرآن شریف کی کسی آیت
کی صحت کے منکر ہین یا اہل اسلام کے جسقدر فرقے کہلاتے ہین اونمین
کسیکو آپ حق جانتے ہین آپ کا تمام اعتقاد اسی پر مبنی ہے کہ شیعہ و

سُنّی وغیرہ جسقدر فرقے ہین سب باطل پر ہین اور جو کوئی ملت نیچریہ کے
اور معقولات فلاسفہ کے برخلاف ہے وہ گمراہ ہے نام بنام فرقون کو
اہل اسلام کے آپ تو گالیان سناتے ہین اور سب کو وحشی جانور کافر
مشرک بتاتے ہین پھر ہم اور شیعہ آپسمین نبٹ لین گے یہان اصل دین
اسلام ہی آپ برباد کیے ڈالتے ہین جب خدانخواستہ مذہب اسلام ہی
باقی نرہیگا تو شیعہ سُنّی کس بات پر لڑین گے لہذا دونون فرقہ کے علمار
پہلے آپ ہی سے مقابلہ کرینگے جب آپکی ملت نیچریہ باطل ہوچکے گی اور فلسفیت
جدیدہ کے اعتراضات دندان شکن دے لین گے تب گھر مین بیٹھکر
پوچھ لین گے کہ کیون جی خلافت بلافصل کا کیا حال ہے اب تو آپ نے
ایک مجتہد کی ضرورت مذہب شیعہ سے اپنے اجتہاد کی امید پر نکال دی ہے
مگر یہ بھی خبر ہے یا نہین کہ وہ لوگ جیسا اجتہاد آپ چاہتے ہین اوسکو باطل
سمجھتے ہین اور خلاف قرآن وحدیث کے فلسفی طریقہ سے نفرت رکھتے ہین
بلکہ قیاس کا طریقہ جو حضور کا ہے اوسپر طعن کرتے ہین **قولہ** آپ مجکو
مذہبی سخت الفاظ سے یاد کرتے ہین اور ملت نیچریہ میری طرف منسوب
فرماتے ہین اور بدمذہب کا القاب دینے والا قرار دیتے ہین اور اسی سبب سے
مجھسے نفرت رکھتے ہین مین ان باتون سے کچھ ناراض نہین ہون کیونکہ
مین سمجھتا ہون کہ آپ نے اس مطلب پر غور نہین فرمایا ہے آپ کو یہ الفاظ
فرمانے اوسوقت مناسب تھے جبکہ میری کوئی تحریر یا تقریر اسلام کے برخلاف
دیکھی ہوتی یا اسلام پر مین نے اعتراضات وارد کیے ہوتے حالانکہ جب میری
تمام تحریر و تقریر کا منشا اور مآل یہ ہے کہ جو اعتراض معترضون نے اور
مخالف مذہب والون نے اسلام پر کیے ہین وہ درحقیقت اسلام پر وارد
نہین ہوسکتے تو ایسی حالت مین مین حامی اسلام ہوا یا ملحد و مرتد الخ
اقول مین نے جو اپنی تحریرات مین جناب عالی کو نیچرل ہٹ یا حامی ملت

نیچریہ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے وہ آپ ہی کی متعدد تحریرات سے اخذ کرکے
نتیجہ نکالا ہے کیونکہ مین ثابت کرتا ہون کہ آپکا اصل عقیدہ یہ ہے کہ نیچر کی پابندی
لازم ہے خلاف اوسکے ہونا ممکن نہین ہے اور مذہب اسلام اوسیکا نام ہے
جو موافق نیچر کے ہو اور جسقدر خلاف نیچر کے ہو وہ باطل ہے کسی تحریر مین تو
صاف صاف لفظ نیچر کا موجود ہے کسی مین اوسکا ترجمہ قانون قدرت و قانون
فطرت وغیرہ الفاظ کے ساتھ لکھا ہے اب مجکو ضرور ہوا کہ مین آپکی تحریرات
یاد دلادون اور یہ بھی ظاہر کردون کہ آپ کے نزدیک مذہب اسلام کیا چیز ہے
جسکے آپ حامی بنتے ہین اور ہم لوگ جسکو مذہب اسلام سمجھتے ہین وہ آپکے نزدیک
باطل ہے اور آپ اوسکے استیصال اور انقلاب کی کوشش کررہے ہین
پرچہ تہذیب الاخلاق یکم ذیحجہ سنہ ۱۲ ہجری مین ترجمہ اپنی کتاب خطبات
احمدیہ کی عبارت کا آپ نے لکھا ہے اوسکا خلاصہ بقدر ضرورت لکھتا ہون
ہر قوم مین خیال مذہب ایسا مختلف رہا ہے کہ کسی ایک پر بھی یقین کرنیکی
کوئی وجہ نہین جس طرح مسلمان و یہودی اپنے ایک خدا پر اعتقاد اور یقین
کامل رکھتے ہین اسی طرح ہندو اور مصری اپنے ۳۳ کرور دیوتاؤن پر اعتقاد
اور یقین کامل رکھتے ہین پس مذہب کا کسی اعتقاد پر مبنی ہونا اور پھر اپنے مذہب کو
سچا کہنا تحکم ہے سچا اصول بجز قانون قدرۃ کے کوئی نہین ہے اور اون
اصول کے مطابق جو مذہب ہو وہ ہی سچا مذہب ہے اور قانون قدرت کا
بنانے والا خدا ہے اور وہی مذہب اسلام ہے جو قانون قدرت کے
مطابق ہے مگر اسلام سے مراد یہ مجموعہ احکام نہین ہے جسکو لوگ سمجھ رہے ہین
ہان مجازاً اوسپر مذہب اسلام کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر حقیقتاً وہ مذہب
اسلام کہلانیکا مستحق نہین ہے کیونکہ اوسمین صرف احکام منصوصہ ہی نہین ہین
بلکہ مجتہدین و علما جو قابل سہو و خطا ہین اونکی رائے سے جو مسائل دلالۃ النص
یا اشارۃ النص یا قیاس سے نکالے گئے ہین اور اجتہادات کہلاتے ہین

شامل ہین اور اونکے اتباع کا نام تقلید ہے احکام منصوصہ بھی دو قسم کے ہین
ایک وہ جو اصلی ہین اور بلاشبہہ وہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہین دوسرے
وہ جو احکام اصلی کے حفاظت اور بقا و قیام کے لیے ہین انہی دونون قسمون مین بھی
تمیز کرنی لازم ہے الخ اور مجموعہ موجودہ اسلام کی نسبت ایک عیسائی مورخ کا
قول نقل کرکے جو کچھ اپنی راے لکھی ہے پرچہ یکم شوال ۱۲۸۸ ہجری مین موجود ہے
عبارت اوسکی یہ ہے ایک انگریزی مورخ نے لکھا ہے کہ عیسائیت اوس
بڑی سی بڑی خوشی کے جو قادر مطلق نے انسان کو دی ہے مطابق ہے
اور اوسکو ترقی دینے والی ہے برخلاف اسکے اسلام اوسکو خراب کرنے والا
اور دلت مین ڈالنے والا ہے یہ مت سمجھو کہ اس مصنف کا صرف یہ قول ہی قول ہے
بلکہ حالات اور اطوار و عادات موجودہ اہل اسلام سے اسکا ثبوت بھی ہے الخ
اور پرچہ ۱۵ شوال ۱۲۸۸ ہجری کے مضمون نمبر ۵ مین لکھا ہے انسان کے
خیالات جو آیندہ زندگی کی نسبت ہین جسکو معاد یا آخرت کے نام سے تعبیر
کرتے ہین اور جو مذہبی یقین سے پیدا ہوتے ہین انسان کی ترقی کے اکثر
ہارج ہین بلاشبہہ سچا مذہب جو درحقیقت خدا کی طرف سے دیا گیا ہو وہ
انسان کے کسی قسم کی ترقی کا مانع نہین ہو سکتا کیونکہ انسان کا تنزل الی اللوازم
الانسانیت سے خدا کا مقصد نہین ہے ورنہ انسان کو انسان بنانے کی
کیا ضرورت ہوئی مگر جب اس سچے مذہب مین بھی لغو خیالات اور بد تعصبات
ملجاتے ہین تو وہ ویسا ہی انسان کی ترقی کا ہارج ہو جاتا ہے الخ بلفظہ
اور پرچہ مذکور مین دوسری تقریر نمبر ۶ کا حاصل یہ ہے کہ معجزات انبیاء پر
اعتماد کرنے ایمان کا قائم ہونا صحیح نہین ہے بلکہ سواے عقل کے کوئی
سہارا نہین ہے صرف عقل ہی سے ایمان صحیح ہو سکتا ہے اور پرچہ یکم ذیقعدہ
۱۲۸۹ ہجری مین تقریر نمبر ۹ کا یہ خلاصہ ہے کہ پابندی رسوم کی قطعاً
ترک کرنی چاہیے کیونکہ وہ شگفتگی طبع کی مانع ہے تمام مشرقی یا ایشیائی

ملکون مین تمام باتون کے تصفیہ کا مدار رسم و رواج پر ہے اون ملکون مین
مذہب اور استحقاق اور انصاف کی لفظون سے رسمون کی پابندی مراد ہوتی ہے
پس اب دیکھو کہ اون قومون مین جنمین مسلمان بھی داخل ہین کیسا ابتر اور
خراب اور ذلیل حال ہے رسومات جس زمانہ مین مقرر ہوئین ممکن ہے کہ اونمین
غلطی ہوئی ہو یا اوسیوقت کے مناسب ہون جو زمانہ حال مین کچہ کام کی
نہین ہین اور ایجاد رسوم جدیدہ ہونا ضرور ہے جیسا کہ اہل یوروپ کا دستور ہے
تقریر نمبر ۲ اپرچہ ۲۰ ذیقعدہ کا یہ خلاصہ ہے کہ ہر شخص آزادی راے کا مستحق ہے
اطاعت جمہور کی درباب مذہب کے نہ چاہیے امور مذہبی مین اپنی راے کا
پابند ہونا چاہیے نہ جمہور کا جائز ہے کہ دس شخصون مین نو شخصون کی
راے غلط ہو اور ایک کی صحیح ہو کسی کی راے پر یقین کرنے کی کوئی وجہ
نہین ہے ایک مسلمان اگر مسلمان کے گھر مین پیدا نہوتا اور عیسائی کے
گھر مین پیدا ہوتا تو پکا عیسائی ہوتا پس اپنے ہم مذہبون کے اقوال پر قائم
ہونا اور اونکو جمہور ٹھہرانا نہ چاہیے اپنی رائے سے اپنا مذہب درست کرنا
لازم ہے تقلید کی گرم بازاری اور انسداد آزادانہ مباحثہ کا مسائل تسلیم شدہ مین
بھی نہایت بیجا ہے کسی عالم کے قول کی سند پیش کرنی یا فقہ و حدیث کو
اسیقدر سمجہ لینا کہ جو کچہ اوسمین لکھا ہے وہی مان لینا چاہیے اور اوسکے
اصول کو نہ دریافت کرنا نادانی ہے اور تقریر نمبر ۸ اپرچہ یکم ذیحجہ ۱۲۸۹ ہجری کا
یہ خلاصہ ہے کہ ہمارے مذہب کے بعض صحیح اور اصلی مسائل ایسے ہین
جنکی پوری تحقیق و تدقیق ابتک نہین ہوئی اگرچہ وہ مسائل فی نفسہ صحیح و درست
ہین الا بیان واضح اور تحقیق کامل نہونے کے سبب علوم عقلیہ کے برخلاف
اور تہذیب و شایستگی کے مخالف معلوم ہوتے ہین پس ہمکو اونکی تشریح
اور تفسیر مین تہذیب کرنی چاہیے کثرت ازدواج خدا و رسول کے حکم کے برخلاف
ہے اور اگرچہ ہندوستان مین انگریزون کی بدولت غلامی کی بد رسم

ف [illegible]

ف [illegible]

و ضلالت ہے فقہ و حدیث کی صحت پر [illegible] بیجا ہے ×

ف ۳

جو مسئلہ شریعت محمدیہ مصطفوی مخالف [illegible] ہو باطل ہے خصوصاً کثرت ازدواج و رقیت ×

موقوف ہو گئی ہے مگر ہمارے مہذب ہونے کے لیے صرف اوسکا موقوف ہونا کافی نہین ہے بلکہ ہمارے دل مین اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ درحقیقت یہ رسم خلاف مسلمانی مذہب کے تھی اور فی نفسہ خراب اور نالائق ہے اور تقریر نمبر ۲۳ پرچہ یکم محرم ۱۲۸۸ ہجری مین واعظین اور پیری مریدی کرنے والون کو مکار اور حرام خوار اور خدا کا دشمن لکھا ہے اور جو مولوی حدیث و تفسیر پڑھاتے ہین اونپر ذلیل و خوار ہونیکا الزام لگایا ہے اور تقریر نمبر ۲۴ پرچہ ۱۵ محرم ۱۲۸۸ ہجری کا خلاصہ یہ ہے کہ جو احکام درباب معاد کے بعد موت ہین جنکو نہ ہم دیکھہ سکتے ہین نہ چھو سکتے ہین وہ سب اصلی نہین ہین بلکہ تمثیلی ہین رنج روح سے مراد عذاب ہے اور کٹ ملاؤن کی اس فتوی سے کہ عذاب قبر سے انکار کیا اور معراج سے منکر ہوے اور شیطان کی وجود کو جنہر جدا گانہ مین نماننے سے نص قرآنی کا انکار کیا کچھ ڈرنا نہین چاہیے اور تقریر نمبر ۲۶ پرچہ مذکور کا یہ خلاصہ ہے کہ بعض اہل اسلام نے جو عہد کر لیا تھا کہ تمام رات نماز پڑھین گے اور ہمیشہ روزہ رکھین گے کبھی روزہ نہ چھوڑین گے عورت کے پاس کبھی نہ جائین گے حضرت رسول صلعم نے اونکو منع فرمایا اس حدیث سے بڑی سند ملتی ہے کہ اصلی اور سچی عبادت وہی ہے جو قانون قدرت کے مطابق ہے تمام قوی جو انسان مین پیدا ہوے ہین اسلیے نہین ہین کہ وہ بیکار کر دیے جاوین بلکہ سبکو شاداب اور اعتدال پر رکھنا چاہیے اور یہے فرائض اصلی عبادت ہے مگر جو اونکے سوا اور عبادات مین ہم اونسے بحث کرتے ہین ایک بڑی غلطی مین مسلمان پڑے ہین کہ اونہون نے زہد و ریاضت کو صرف راتون کو جاگنے اور ذکر و شغل کرنے اور نفل پڑھنے اور نفل روزہ رکھنے پر منحصر سمجھا ہے قطع نظر اسکے کہ اونکا ادا کرنا اور حد اعتدال سے گذر جانا جو قانون قدرت کے برخلاف ہے مقصود شارع ہے یا نہین ہم تسلیم کرتے ہین کہ وہ عبادت صحیح مگر اوسکے سوا اور نیک باتون کو

نمبر ۱
واعظین و صوفیہ و علما کو [illegible]

نمبر ۲
احکام معاد مثل جنت و نار و معراج و میزان و صور و حشر اجساد وغیرہ و عذاب قبر وغیرہ جو محسوسات نہین ہین باطل ٹھہرائے ہین

نمبر ۳
صرف فرائض پر عمل کرنا وہ بھی جو نیچر کے موافق ہون کافی ٹھہرایا ہے

نمبر ۴
جو عبادت خلاف نیچر ہو وہ باطل ٹھہرائی ہے

عبادت نہ سمجھنا جو اون سے زیادہ مفید ہین بڑی غلطی ہے ایک اور چھوٹا
خیال یہ ہے کہ ترک دنیا عبادت ہے جسطرح شارع نے ترک دنیا کے واسطے
فرمایا ہے وہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہے یعنے ہم دنیا کو اوس طرح
بکرین جیسا قانون قدرت نے ہمکو سکھایا ہے نہ اپنی ہواے نفسانی کے
مطابق تقریر نمبر ۳۵ پرچہ یکم ربیع الاول ۱۲۸۸ ہجری خدا نے جو کچہ ہمپر فرض کیا ہے
وہ بہت تھوڑا ہے اگر ہم واللہ لا ازید ولا انقص کے مضمون پر یقین کرین تو ہم
فرائض کے ادا کرنے سے قطعی بہشتی ہین باقی رہی اور بڑی نیکی وہ نادان خدا پرستی
نے سے حاصل نہین ہوتی ہمکو دینداری کے سبب دنیا کے کامون مین مصروف
ہونا چاہیے محرمات شرعیہ سے بچنا اور مباحات شرعیہ سے مزے اوڑانا اور
دنیا کو نیک کامون مین برتنا ہی سب سے بڑی نیکی اور اصلی خدا کی عبادت ہے
الخ بعدہ حج بیت اللہ و تعمیر مساجد و اعانت مدارس علوم دینی و خیرات وغیرہ
حسنات پر ترقی قومی کو ترجیح دیکر اور اون عبادات و حسنات کو پشیمانی
و غیر ضروری قرار دیکر لکھا ہے کہ مذہب کو حقائق موجودات سے موازنہ کرنا چاہیے
مذہب خدا کا قول اور فطرت خدا کا فعل ہے دونون ایک ہین طریقہ لباس و اکل
و شرب و اخلاق و عادات (یعنے نیچر ۱۲) ایسے اختیار کرنے چاہیین جس سے تہذیب یافتہ
قومون کی نظر مین حقارت نہو پرچہ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۸ ہجری خواجہ سرا
روضہ متبرکہ رسالتماب صلعم پر اور خانہ کعبہ پر متعین کیے گئے ہین اور یہ
ہیجڑے کے چھوٹے مسلمان اوسکو باعث افتخار جانتے ہین الخ تقریر نمبر ۴۳
پرچہ یکم جمادی الثانی ۱۲۸۸ ہجری زمانہ حال مین دینیات کی تعلیم بھی
مسلمانون مین مفید طریقہ پر نہین ہے اور کوئی علم مفید مروج نہین ہے
تقریر نمبر ۴۶ - ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۸۸ ہجری مین عورتون کا حال لکھا فرمایا ہے
کہ جب اونکے ساتھ کافر مسلمان مردون کا چال چلن جو اونکے ساتھ ہے
خیال کیا جاے تو عورتون کی نیکی حد سے زیادہ پائی جاتی ہے پرچہ ۱۵ رجب ۱۲۸۸ھ

نمبر ۱۰ جسقدر عبادات و حج بیت اللہ وغیرہ ہیں خلاف نیچر ہیون باطل ہیں

نمبر ۲ نیچرین جو ہین شرع ہی ہے

نمبر ۳ تعلیم دینیات کی جو مروج ہے غیر مفید ٹھہرائی ہے

نمبر ۱۵ کا خلاصہ یہ ہی کہ استرقاق خلاف قانون فطرت ہے اور وہ کام بیرحم وحشی جانور جفا کار شہوت پرستون کا ہے جس مذہب مین ایک لمحہ کے واسطے بھی جائز رکھا گیا ہو وہ مذہب ہی باطل ہے چند روز اسلام مین عمل بھی اوسپر ہا اور احکام بھی اوسکے متعلق نازل ہوے مگر سب سے اخیر سورۂ محمد بعد فتح مکہ کو سنہ ہجری مین نازل ہوئی اوسکی آیہ اما منا بعد و اما فداء نے کل آیات سابقہ کو منسوخ کر دیا اور استرقاق کو اگر اللہ تعالے جائز رکھے تو وہ شرک کا روادار سمجھا جاے وغیر ذالک من الاوہام اور اسی آرٹکل مین تقلید صحابہ کو بھی اس امر مین ناجائز قرار دیا ہے اور اجماع امت سے بھی کنارہ کیا ہے اور کتب سیر کو مہا بھارت قرار دیا ہے پرچہ یکم ذیحجہ سنہ ۱۲ ہجری نمبر ۶ مین ہے اللہ تعالے سب باتین اپنے قانون قدرت کے مطابق کرتا ہے اوسکا قانون قدرت کبھی ٹوٹتا نہین اور وہ ہر طرح کے قانون قدرت کے بنانے پر قادر ہے مگر جو قانون قدرت اوسنے بنا دیا ہے اوسکے برخلاف کچھ نہین ہوتا یہ اعتقاد رکھنا کہ حسن و قبح اشیاء کی اور کسی فعل پر ثواب یا عقاب ہونا صرف خدا کے حکم اور اوسکے امر و نہی کے سبب سے ہے محض لغو اعتقاد ہے بلکہ اوسی قانون قدرت پر مبنی ہے اور خدا کے احکام اوسی قانون قدرت کا بیان ہے پس بعض تو ایسی ہین کہ اونکے حسن و قبح کو ابتداءً ہی عقل انسان کی دریافت کر لیتی ہے اور بعض ایسے ہین کہ بعد الاخبار من الرسل عن اللہ تعالی اونکے حسن و قبح کو عقل تسلیم کرتی ہے اور تقریر نمبر ۱۱ پرچہ مذکور مین ہے کتب احادیث مین جسقدر احادیث مندرج ہین اور جو اقسام حدیث محدثین نے بیان کی ہین اونمین سے کسی پر اس بات کا یقین کامل نہین ہو سکتا کہ درحقیقت وہ پیغمبر صلعم کی حدیث ہے گو کتب حدیث مین مندرج ہین اور جو اقسام حدیث محدثین نے بیان کی ہین اونمین سے کسی پر اس بات کا یقین کامل نہین ہو سکتا کہ درحقیقت وہ پیغمبر صلعم کی حدیث ہے گو کتب حدیث مین مندرج ہو اور علماء نے اوسکو صحیح لکھا ہو بلکہ بعضی حدیث تو یقیناً حدیث

ف ۱ اس آرٹکل مین جو لکھا ہے اوس سے سب و شتم انبیاے سابقین و لاحقین صحابہ و اہل بیت و عام امت مرحومہ کی لازم آتی ہے

ف ۲ احکام پیغمبر کبھی نہین ٹوٹتے کا لفظ ... حشر و نشر و فنا باطل ہوجاینگے ۱۲

ف ۳ یعنی بعض احادیث

نہین اور بعضے مشتبہ ہین ممکن ہے کہ پیغمبر صلعم کی حدیث ہون اور ممکن ہے
کہ نہون حدیث بالمعنی جسقدر بخاری و مسلم مین ہین وہ احکام منصوصہ نہین
ہو سکتے بلکہ اجتہادی ہین یحتمل الخطاء والصواب اور جو حدیث در حکم مرفوع
ہے یعنی جسمین صحابی کا بیان ہے کہ پیغمبر صلعم کے زمانہ مین ہم یون کرتے تھے
یا اسطرح پر کرنا سنت ہے وہ بھی ناقابل وثوق ہے جسقدر احکام احادیث
کی لفظون سے بخصوصیت الفاظ یا بوجہ تقدیم و تاخیر الفاظ و خاصیت ابواب وغیرہ
از روے قواعد صرف و نحو و معنی بیان نکالے جاتے ہین وہ سب اجتہادی ہین
ممکن ہے کہ رسول صلعم کا وہ مقصود نہو پس وہ منصوص نہین ہو سکتی ہین بلکہ اجتہادی
ہین یحتمل الخطاء والصواب اور حدیث موقوف و مقطوع و معلق و مرسل و منقطع سب
نامعتمد ہین پس جملہ اقسام مذکورہ پر حدیث نبوی ہونیکا یقین نہین ہو سکتا
گو جمہور محدثین کی راے اسکے خلاف ہو کیونکہ اونکا محض حسن ظن ساتھ بخاری
اور مسلم کے ہے اور باقی جسقدر اقسام حدیث کی ہین سب نامعتمد ہین کوئی قابل
یقین نہین ہم محدثین کی راے نہین مانتے ہین بلکہ ہم یہ اصول قرار دیتے ہین
کہ جو حدیث خلاف قرآن کے ہو وہ باطل ہے اور جو حدیث کسی موجودہ شی کی
حقیقت کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور جو حدیث علم تاریخ کے خلاف ہو وہ بھی
باطل ہے اور جس حدیث مین کوئی واقعہ ایسا بیان ہو جسکو ہزارون آدمی دیکھ
سکتے تھے مگر اوس واقعہ کا ہونا صرف حدیث ہی مین مذکور ہو تو وہ بھی باطل ہے
اور جس حدیث مین ایسی بات مذکور ہو جسکا جاننا سبکو ضرور تھا مگر صرف اوسی
حدیث کے راوی نے بیان کیا وہ بھی باطل ہے اور جو حدیث اصول مذہب اسلام
کے برخلاف ہو وہ بھی باطل ہے اور جس حدیث مین ایسے عجائبات کا بیان ہو
جسکو عقل تسلیم نکرے وہ بھی باطل ہے جب تک بذریعہ الہام کے وہ بیان ثابت نہو
اور جس حدیث مین تھوڑے سے عمل پر بہت سا ثواب مذکور ہو اور جنت مین بہت بڑے
محل کا بننا یا ادنے گناہ پر سخت عذاب کا مذکور ہو وہ بھی باطل ہے جب تمام

ف
قواعد صرف و نحو و معنی
و بیان و اصول کے موافق
معنی قرآن و حدیث کے
لئے جاتے نہین *

نقائص مذکورہ بالا سے پاک ہو تب بھی یقیناً حدیث ہونا نہین کہہ سکتے نہ جزم
ویقین کر سکتے ہین ظن غالب البتہ ہو سکتا ہے تقریر نمبر ۶۲ پرچہ یکم ذیحجہ
سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا یہ قول صحیح ہے کہ انگریزی مدرسون
کی تعلیم سے ہر نوجوان اپنے مذہب سے بداعتقاد ہو جاتا ہے مگر ہمارا یہ قول ہی
کہ اگر ایسا ہی مذہب ہے تو مذہب ہی کو جانے دو بڑے بڑے عالمون نے
یہ تجویز کی ہے کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی دیجاے کتب درسیہ
عقائد و فقہ و اصول و تفسیر و حدیث و علم کلام بھی پڑھایا جاے تاکہ عقائد مین
پختہ رہے مگر ہم کہتے ہین کہ محققانہ تعلیم مذہبی البتہ مذہب کو محفوظ رکھ سکتی ہی
الا یہ اندھی تقلیدی تعلیم مذہبی مانع نقصان عقائد نہین ہو سکتی اور یہ کتب درسیہ
مذہبیہ اوسکا علاج نہین کر سکتی ہین بلکہ یہ کتابین تعلیم انگریزی کے ساتھ اگر
پڑھائی جائینگی تو اور زیادہ لامذہبی اور بداعتقادی پھیلے گی اسلیے کہ سوائے
قرآن مجید کے جسقدر کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہین ہزارون غلطیون سے
معمور ہین کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہین ہے جسمین کوئی نہ کوئی عظیم الشان
غلطی موجود نہو اور جنہے اسلام کی سچی حقیقت کو وہمی نہ بنا دیا ہو کتب موجودہ مین
وجود سبع سموات کے ابطال کا جواب کہان ہے اثبات حرکت زمین و ابطال
حرکت دوری آفتاب پر جو دلیلین لکھی ہین اونکی تردید کس کتاب مین ہے آیۂ کریمہ
ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار
مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً
فكسونا العظام لحماً کی جو تفسیر عالمون نے لکھی ہے وہ فن تشریح سے غلط معلوم ہوتی ہے ہم اپنی
آنکھون سے بوتلون مین بھرے ہوے نطفہ سے لیکر بچہ کے پیدا ہونے تک
کے تغیرات کو دیکھتے ہین جو مفسرین کی تحریرون کی غلطی کو ثابت کرتے ہین
خدا کی بات اور اوسکا کام ایک ہونا چاہیے یہ مسئلہ تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہی
پھر اوسکی تصدیق مذہب اسلام کی کس کتاب مین ڈھونڈین پس کتب موجودہ

ف ۱ [illegible]

ف ۲ اعتراضات فلسفیانہ قرآن شریف پر * * *

مذہبی کے پڑھنے سے نہ پڑھنا بہتر ہے بہشت مین جانے کے واسطے
خدا کو ایک پیغمبر کو برحق جاننا کافی ہے اور عمل مین نماز پڑھ لینے روزہ رکھ لینا
بس ہے ان غیر مفید کتابون کے پڑھنے سے کیا حاصل ہے تقریر نمبر ۶۴
پرچہ یکم محرم ۱۲۸۹ ہجری مین اپنے پرچہ تہذیب الاخلاق کو اڈیسن و اسٹیل
تقلید پر قائم کر کے اسٹیل اور اڈیسن مذکور کو پیغمبرون مین معدود کر کے اہل اسلام
کے علم دین کے مذمت شروع کی ہے اور یہ عیب نکالا ہے کہ خدا اور رسول کے
احکام تو سیدھے سادے تھے جو ان پڑھ بادیہ نشینون کو پہونچائے گئے تھے
اوسمین نکتہ چینیان اور باریکیان اور مسائل فلسفیہ و دلائل منطقیہ ملا کر وہ دین
لاچار لوگون کو قرآن اور معتمد حدیثون کو چھوڑنا پڑا اور زید و عمر کے بنائی ہوے
اصول کی پیروی کرنی پڑی اور چونکہ اہل اسلام ہر بات کے جواب مین کہتے ہین
کہ مذہبًا منع ہے ناچار ہمکو فقہ اور اصول فقہ و حدیث و اصول حدیث و تفسیر
و اصول تفسیر سے بحث کرنی پڑتی ہے پس ہندوستان مین صرف اسٹیل
اور اڈیسن ہی کی ضرورت نہین ہے بلکہ مقدس لوتھر کی بھی بڑی حاجت ہے
تقریر نمبر ۹۰ پرچہ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۹ ہجری مین لکھا ہے نبی آخر الزمان
صلعم کو امی کہنے مین یہ حکمت تھی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا جاری
رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے وہ خالص بے میل ہو
پس اب ہمیشہ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی
نسبت یہ کہا گیا ہے کہ العلم حجاب الاکبر اوسکے ہرگز پیرو نہون تقریر نمبر ۹۲
پرچہ یکم جمادی الثانی ۱۲۸۹ ہجری مین عقیدہ اول کا یہ خلاصہ ہے کہ اصل مادہ
عالم کا ازلی و ابدی و ناقابل فنا ہے اور تبدیل و تغیر صور نوعیہ کی ہوتی ہے
اور ذات باری علۃ العلل ہے تقریر نمبر ۹۵ - ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۸۹ ہجری
عقیدہ دوم کی بحث مین لکھا ہے کہ یہ شبہہ زائل نہین ہوسکتا کہ جائز ہے کہ
کوئی دوسرا کارخانہ قدرت بھی ہو اور اوسکا صانع اور علۃ العلل موجود بالذات

ازلی و ابدی ہو مگر ایمان و اسلام کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفیہ و عقلیہ
مباحث کو جو حالت فرضیہ غیر وجودیہ سے ہوتی ہین یقین اور ایمان سے
کچھ مناسبت نہین مولانا ے روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے
ع پاے استدلالیان چوبین بود ٭ پاے چوبین سخت بے تمکین بود ٭ الخ
تقریر نمبر ۱۸ اپرچہ ۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین لکھا ہے کہ مسٹر ایڈیسن کا
قول ہے کہ مذہب کے دو حصہ ہو سکتے ہین ایک اعتقادیات دوسرا عملیات
اعتقادیات سے مراد صرف وہ مسائل ہین جو وحی سے معلوم ہوئے ہین
اور جو عقل اور کارخانہ قدرت سے معلوم نہین ہو سکتے مگر ہمکو اوسین سے
کسقدر اختلاف ہے ہم اعتقادیات اون مسائل کو کہتے ہین جنکا ہونا عقل
و نیچر کے اصول پر ناممکن نہین ہے الا عقل و نیچر سے اونکو ہم یقین نہین کر سکتے مگر
وحی نے یقین لایا ہی مگر ہمکو اس بات مین شبہہ ہی کہ اون مسائل پر جنکو ہمنے اعتقادیات مین
داخل کیا ہی یقین لانا جزو ایمان ہی یا نہین عملیات مین مسٹر ایڈیسن نے اون مسائل کو داخل کیا ہے
جنکو عقل اور نیچر کی مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہی حصہ اول کا نام عقاید اور حصہ ثانی کا
نام اخلاق رکھا ہی مگر مین مسٹر ایڈیسن سے تھوڑا سا اختلاف کرکے کہتا ہون کہ اعتقادیات
اور عملیات مین کچھ علاقہ نہین ہی انسان اعتقادیات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اوسکے
اخلاق مین کچھ تفاوت نہین ہو سکتا و کذا لعکسہ پھر مسٹر ایڈیسن لکھتے ہین
کہ کوئی شخص اخلاق مین کمال حاصل نہین کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی
مذہب کا سہارا نہو یہ قول مسٹر ایڈیسن کا ہے مگر مین یہ کہتا ہون کہ کوئی
اعتقاد یا کوئی مذہب سچا نہین ہو سکتا جسکا نتیجہ اخلاق کی عمدگی نہو پس
اخلاق کو کسی مذہب کا کچھ سہارا درکار نہین ہے بلکہ مذہب یا اعتقاد کی
سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا درکار ہی بعدہ ایڈیسن لکھتے ہین کہ واسطے اختیار کرانے
مذہب کے خونریزی کرنی بیجا ہے غالبًا فرقہ رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ کا
ذکر کرتے ہونگے جنمین اس قسم کی خونریزیان جاری تھین لوگ خیال کرتے ہونگے

ف ۱ اعتقادیات جو خلاف نیچر ہوں باطل ہیں اور عملیات بعینہ مثل ...
ف ۲ علاوہ مذہب اسلام کے دوسرے مذاہب بھی سچے ہو سکتے ہیں
ف ۳ جہاد وسے مراد ...

کہ مسلمانون کے مذہب مین بھی ایسا ہی خونخوار امن و اخلاق کے برخلاف
جہاد کا مسئلہ ہے اگر وہ مسئلہ ایسا ہی ہو جیسا کہ بعض یا اکثر غیر محققین یا
خود غرض یا اکثر ظالم و مکار مسلمانون کے حکمرانون نے برتا ہے تو اوسکے
اخلاق کے برخلاف ہونے مین کون شبہہ کر سکتا ہے مگر ہمارا اعتقاد
یہ نہین ہے بلکہ حقیقت جہاد کی صرف فنڈمنٹل لا پر یعنے وہ قانون جو مختلف
قومون کو باہم برتنا چاہیے مبنی ہے اور جو آج کل مہذب قومون مین
جاری ہے مسٹر ایڈیسن لکھتے ہین کہ آپسمین نفرت پیدا کرنے کے لیے
مذہب کافی ہے نہ واسطے محبت پیدا کرنے کے مین اس بات کو تسلیم کرتا ہون
کہ جو برتاؤ مذہبون کا اس زمانہ مین ہے وہ ایسا ہی ہے بلکہ مسلمانون کا
برتاؤ سب سے زیادہ برا ہے مگر سچے مذہب اسلام کا مسئلہ یہ ہے کہ
خدا کو ایک جاننا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا بس جو کوئی اس مسئلہ کے
برخلاف ہے وہ غلطی پر ہے انتہی منتخبا تقریر نمبر ۲۰۳ پرچہ یکم محرم ۱۲۹۰ ہجری
مین ہے ہم اہل سنت و جماعت کا ذکر کرتے ہین جنکے دو فرقے القاب
وہابی و بدعتی سے ملقب ہین پہلے حضرت بلاشبہہ عقائد مین نہایت
درست اور قریب حق کے ہین الا ظاہری افعال اور سختی اور سنگدلی
اور قساوت قلبی اور تعصب پر اسقدر سرگرم ہین کہ اندرونی نیکی ایک بھی
اونمین نہین رہی اور ٹھیک ٹھیک وہی حال ہے جو علماء یہود کا تھا جو دن
رات ظاہری رسومات مذہبی مین مبتلا تھے اور دوسری حضرت اگرچہ
اندرونی نیکی کی جانب کسیقدر متوجہ ہین الا رسوم آبائی کے اسقدر پابند
ہین اور بدعات محدثہ کے اسقدر پیرو ہین کہ رومن کیتھلک کو قدم بقدم
ہو گئے ہین بلکہ اونکو بھی مات کر دیا ہے پس یہ دونون باتین ہمارے
مقصود کی خارج ہین اور ہم ان دونون باتون کو اپنے سچے دل سے مذہب
اسلام کے بھی برخلاف سمجھتے ہین اور ترقی تہذیب مسلمانون کا بھی مانع قوی

نمبر ۱
مذہب اسلام [illegible]
[illegible]

نمبر ۲
اہل سنت [illegible]

از نسخہ اسلام [illegible]
سب باطل ہین [illegible]

جانتے ہین اور اسلیے مسلمانون مین جہانتک کہ یہودیت اور رومن کیتھلکیت آگئی ہے اوسکو مٹانا چاہتے ہین اور یقین کرتے ہین کہ بغیر سچا اسلام بے میل اختیار کیے کسی چیز کی بھلائی ممکن نہین رسومات کو اور خصوصاً مذہبی رسومات کو مٹانا کچہ آسان کام نہین ہے اور نہ ہمکو کچہ توقع ہے کہ ہم اسمین کچہ کرسکتے ہین مگر تاہم لوگون کو اوس سے متنبہ کرتے جاتی ہین اور کیا عجب ہے کہ کوئی دل نرم بھی ہوا ہو یا آیندہ ہو ہمکو ہمارے شفیق نیچراات یا دہریہ کہتے ہین اس سبب سے کہ تمنے اپنی تصنیفات مین یہ دعوی کیا ہی کہ جو مذہب نیچر کے برخلاف ہے وہ صحیح نہین ہے اور اوسکے ساتہ اپنا یہ یقین بھی ظاہر کیا ہے کہ ٹھیٹ مذہب اسلام جبکہ وہ بدعات محدثہ سے پاک ہو بالکل نیچر کے مطابق ہی اسلیے کہ وہ سچا ہی اور اسلیے کہ وہ سچا ہی اگر یہی وجہ ہمارے دہریہ ہونے کی ہو تو ہم پکے دہریہ ہین بلاشبہہ ہمارا یہ دلی عقیدہ ہے کہ نیچر خدا کا فعل ہے اور مذہب اوسکا قول ہے اور سچے خدا کا قول و فعل کبھی مخالف نہین ہوسکتا اسلیے ضرور ہے کہ مذہب اور نیچر متحد ہو اور بلاشبہہ ہمارا یہ بھی اعتقاد ہے کہ انسان بسبب ذی عقل ہونے کے احکام مذہبی کا مکلف ہوا ہے پس اگر وہ احکام عقل انسانی سے خارج ہون تو معلول خود اپنی علت کا معلول نہو گا ہان یہ بات ممکن ہے کہ وہ احکام ہماری تمہاری عقل سے خارج ہون الا عقل انسانی سے خارج نہین ہوسکتے اور زمانہ جون جون انسان کی عقل و علم کو ترقی دیتا جاویگا وون وون اونکی خوبی زیادہ منکشف ہوتی جاویگی مگر یہ اوسوقت ہوگا جب کہ تقلید کی پٹی آنکھون سے کھلی ہوگی ورنہ کولہو کے بیل کی طرح بجز دن رات پھرنے اور کچہ نتیجہ نکالنے کا ذریعہ نہو گا کوئی مذہب ایسا دنیا مین نہین ہے جو دوسرے مذہب کو وہ کیسا ہی باطل کیون نہو اپنی ترجیح بہمہ وجوہ ثابت کر دے مگر یہ رتبہ صرف اسی مذہب کو حاصل ہے جو نیچر کے مطابق ہی اور مین یقین کرتا ہون کہ وہ

ف ۱ جو مسئلہ شرعیہ خلاف عقل و مخالف نیچر ہو وہ باطل ہے ۔

صرف ایک مذہب ہے جسکو مین ٹھیٹ اسلام کہتا ہون اور جو بدعات محدثات سے اور غلط خیال اجماع سے اور خطا و اجتہادات سے اور ڈھکوسلہ قیاسات سے اور شکنجہ اصول فقہ مخترعہ سے مبرا و پاک ہے اے قولہ ہمارے مکرم معظم جناب مولوی علی بخش خان صاحب بہادر سب آرڈینیٹ جج گورکھپور نے انپے رسالہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ شیطان کے شاگرد ہوے اور عمل آیۃ الکرسی کا اوس سے سیکھا (نعوذ باللہ منہما) پس اے میرے بھائیون مین ملحد مرتد زندیق کافرستان شیطان ہی مگر جو اچھی بات بتاؤن اور تمہارے فائدہ کی بات کہون دلسوزی سے تمہاری ہمدردی کرون میری وہ بات تم کیون نہ مانو حضرت ابوہریرہ نے نعوذ باللہ منہما شیطان سے بھی نیک کام سیکھنے مین عار نہین کی سبحان اللہ کیا شان اسلام رہ گئی ہے کہ جو شخص ان باتون پر یقین کرے وہ تو پکا مسلمان اور جو یہ کہے کہ میان وہ حدیث ثابت نہین ہے یا وہ کوئی چور شیطان الانس مین سے ہوگا تو نیچرل است کافرستان گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ وارد واے گر در پس امروز بود فردا ئے بلفظہ منتخباً تقریر نمبر ۴۰ پرچہ یکم صفر ۱۳۰۱ھ عقیدہ سوم کی بحث مین لکھا ہے کہ صفات علت العلل کے لوازم ذاتی ہین اور لوازم ذاتی عین ذات ہوتی ہین لہذا صفات بھی عین ذات ہین اور ذات عین صفات ہے لہذا ہم کہتے ہین انا صفۃ من صفات اللہ وصفاتہ عینہ فانا عینہ اور کبھی یون کہتے ہین لیس فی جبتی سوے اللہ اور جب اور زیادہ کھول کر کہنا چاہتے ہین تو یون کہتے ہین انا الحق بلا مبحثہ تقریر نمبر ۲۰۵ پرچہ ایضاً مین انسان کو مختار محض قرار دیکر یہ بھی لکھا ہے کہ خدا نے ان پڑھ بدؤن کے لیے اونہین کی زبان مین قرآن اوتارا ہے پس ہمیشہ قرآن مجید کے سیدھے سیدھے صاف صاف معنے لینے چاہیین اور نکات بلاغت و توسع اور کنایات و اشارات و استعارات و دلالات کی قسم کو وہین گھونٹ کر اسکو

ف ۳ نکات بلاغت و اشارۃ النص و دلالۃ النص سب باطل ہین *

کھینچنا اور تاننا نہین چاہیے اس قسم کے معنے قرآن مجید سے نکال لینے خیالات شاعرانہ سے زیادہ کچھ رتبہ نہین رکھتے ایمان نہ لانے پر قتل کرنیکا اور گھر بار لوٹ لینے کا شریعت مین کہین حکم نہین ہے چند روز ہوے کہ جہاد کے مسئلہ پر مین بخوبی بحث کر چکا ہون اور حقیقت جہاد کو مین نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ اور ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے جواب مین بتفصیل لکھا ہے تقریر نمبر ۷ - ۲۰ - ۱۰ صفر سنہ ۱۲۹۰ ہجری یہ بات سچ ہے کہ ہمکو متعدد مسائل مین مسلمانون سے اختلاف ہے ہم تقلید کو تسلیم نہین کرتے مذہب کو تقلیداً قبول کرنے سے تحقیقاً اوسپر ایمان لانا بہتر جانتے ہین اور اسیطرح اور بہت سے مسائل اعتقادی و تمدنی ہین جنسے یا جنکو طرز بیان و طریقہ استدلال سے ہمکو اختلاف ہے اور ہم اوسکو تہذیب الاخلاق مین چھاپتے ہین اور چھاپینگے تقریر نمبر ۳۹ پرچہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری جبکہ ہم یہ دیکھتے ہین کہ ہماری قوم نے کسی سویلیزڈ قوم کی عمدہ خصلتون اور عادتون مین پیروی کی تو ہمکو بہت خوشی ہوتی ہے اور جب یہ سنتے ہین کہ اوسنے اونکی برائیون کی پیروی کی اور شراب پینی شروع کی اور بیگانہ متوالا ہو گیا اور جوا کھیلنا سیکھا اور بے قید ہو گیا تو ہمکو نہایت افسوس ہوتا ہے الخ تقریر نمبر ۱۳۹ پرچہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر دل سے یقین رکھتا ہے اوسکا کوئی فعل مع یقین مذکور کے اوسکو کافر نہین کر سکتا گو وہ کسی قوم کے ساتھ تشابہ کرے ولو فی خصوصیات الدین و شعار الکفر کالزنار والصلیب و الاعیاد وہ کافر نہین ہو سکتا الخ وغیرہ ذالک من العبارات اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ نیچر کی پابندی کا نام اسلام ٹھہرایا گیا ہے اور اوسکی تبدیل ناممکن قرار پائی ہے اور برابر تاکید نیچرل اسٹ ہونے کی فرمائی گئی ہے اور خود نیچرل اسٹ ہونیکا اپنی نسبت اقرار فرمایا گیا ہے اور تعلیم بھی وہی جاری کیجاتی ہے جو فلاسفیہ نیچرل اسٹ کے مطابق ہے تو بیچارے نیچرل اسٹ کہنے مین کیا قصور کیا اور کیون ناگوار طبع نازک ہو گیا شاید میری

ف اصول و فروع اسلام مین اپنے اختلاف کا اقرار

کتاب شہاب ثاقب مین نیچریون کا حال کھلجاتا ہے اور اونکے ملحد ظاہر ہوجانے
سے اب حضور والا کو ملت نیچریہ کا حامی ہونا باعث ندامت ہوگیا ہے
اور نیچرل است بننا اب منظور نہین رہا ہے اگر ایسا ہی امر واقعی ہے تو
مین خدا کا شکر کرونگا کہ میری سعی مشکور ہوئی والا کسیکو اوسکے مذہب کا
حامی یا مان لینے والا لکھنا میرے نزدیک منع نہین ہے البتہ مین نے
وہ طریقہ تحریر کا ناپسند سمجھا ہے جو جناب والا نے اختیار کیا ہے کہ بالعموم
اکابر و اصاغر و علما و فضلا و واعظین و مرشدین و فقرا و مساکین و شرفا
و معززین کی شان مین کوئی سخت لفظ شاید رہ گیا ہوگا ورنہ سب و شتم مین
کچھ باقی نہین چھوڑا ہے بے ایمان کافر مشرک مکار بے عقل جانور وحشی
درندہ اندھے کولہو کے بیل خدا اور رسول کے دشمن دنیا پرست وغیر ذالک
من امثال الفاظ آپ کا وظیفہ روزمرہ کا ہے اور تہذیب الاخلاق تو گویا اسی قسم
کی سب وطعن کے واسطے موضوع ہوا ہے یہ بھی جانے دو تبرئۃ الاسلام کے
شروع مین جو تقریر لکھی ہے وہ تو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم کو بھی
مورد سب و شتم کا ٹھہراتی ہے اور ظالم بیرحم جفاکار شہوت پرست بنائی ہے
اور ائمہ اربعہ کی تو جابجا مٹی لگائی گئی ہے اور استرقاق کو حرام ٹھہرا کر
ائمہ اہلبیت تو حلال ہی کر ڈالے گئے ہین وہ کون باقی رہا ہے جو آپ کی
لعن وطعن سے بچا ہے اگر انصاف سے دیکھیے تو تمام فرقہ اہل سنت کا
یہودی و نصرانی قرار دیا گیا ہے اور اس قابل بھی نہین سمجھا گیا ہے کہ اونکو
مسلمان تصور فرما دین یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ خدا تعالے اور
فرشتون کی شان مین بھی وہ الفاظ لکھے گئے ہین کہ کوئی مسلمان بندہ
خدا کا غائبانہ لکھے گا کیا انصاف اسیکا نام ہے کہ خود ہی نیچرل است ہونے
آپ افتخار کرین اور جب مین وہ لفظ آپ کی شان مین لکھون تو مذہبی سخت
لفظ بیان کیا جاتا ہے اور مسلمانون کے متقدمین و متاخرین و اکابرین کی

سب و شتم لکھنے کے وقت آپ کو ذرا بھی تامل نہو خیر بالعموم کا ذکر رہنے دیجیے
خاص اِس خاکسار کو بھی حضور والا نے محروم نہین رکھا ہے قید اسلام سے
خارج کر کے مصداق اس شعر کا ٹھہرایا ہے ؎ گر مسلمانی ہمین ست کہ
واعظ وارد ✽ وائے گر در پس امروز بود فردائے ✽ اپنی تقریر نمبر ۳۰۲ یکم محرم
سنہ ۱۳۰۹ ہجری کو ملاحظہ فرمائیے کہ حدیث صحیح پر یقین لانے کے گناہ مین
مجکو آپ نے کافر ٹھہرا دیا اور اوسکے انکار کرنے مین آپ تو مسلمان بنے رہے
اور عبارات مذکورہ سے آپ کے مذہب اسلام کا بھی حال ظاہر ہو گیا کہ جس
اسلام کے آپ حامی ہین وہ مغائر جمہور اہل اسلام کے ہے اور مجموعہ موجودہ
مذہب اسلام کو آپ قطعاً مٹانے والے ہین تو مین اوسقدر اسلام کا دشمن
آپ کو نہین کہتا ہون جو مطابق عقائد آپ کے اکابر دین فلاسفہ متقدمین
نیچرلسٹ صاحبون کے ہے اور جنکا حال شہاب ثاقب مین بھی کسیقدر لکھا گیا ہے
بلکہ اوس مذہب اسلام کا مٹانے والا بیان کرتا ہون جسکے ابطال کا قصد
آپ کر رہے ہین اور جو میرے نزدیک بلکہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک صحیح
و مرضی خدا و رسول ہے اور فرقہ ناجیہ نہ تو مماثل یہود و نصاری کا ہے
نہ عقائد ہم لوگون کے غلط اور مخالف کتاب و سنت کے ہین آپ کو بیشک
مخالفت کلی اس مذہب اسلام سے ہے تو انقلاب دینے والا اسلام کا
یا کسی دوسرے لقب کے ساتھ مین نے اگر کسی جگہ لکھا گیا گناہ کیا ہر چند
تحریرات مذکورۂ بالا کے ملاحظہ سے خود ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا کو
مذہب اسلام سے کیسا اختلاف شدید تمام اصول و فروع مین ہے مگر
کسیقدر تصریح نتائج تحریرات شریف کی بھی مناسب سمجھتا ہون مخفی نہ رہے
کہ تالیفات جناب والا سے جو عقائد شریف مستنبط ہوتے ہین اونکی
تفصیل یہ ہے **عقیدہ اول** وجود اصلی مادہ عالم کا ازلی و ابدی نا قابل
فنا و لازم ذات باری تعالے و عین ذات باری ہے وہ بھی ایک صفت ہے

۹۰

ذات کی اور صفات عین ذات و ذات عین صفات ہے لامحالہ تقدم
ذات باری کا مادہ وجود عالم پر نہین ہے جیساکہ ذات کو دیگر صفات پر
تقدم نہین ہے اسیطرح عالم پر بھی نہین ہے گو تشخصات کا تبدل
ظہور مین آوے مگر اصلی وجود ناقابل فنا عالم کا عین ذات ہے پس وہ
ذات باری تعالے خالق مادہ اصلی عالم کی نہین ہوسکتی نہ اوسکی فنا کرنے پر
قادر ہے کیونکہ کوئی ملزوم اپنے لازم کے دفع کرنے پر یا کوئی ہستی اپنے
وجود کے معدوم کرنے پر قدرت نہین رکھتی ہے **عقیدہ دوم** ذات باری
علت تامہ وجود ہر شے کی نہین ہے بلکہ علت اول بھی ایک معلول اول کی
علت ہے باقی جسقدر معلول ہوتے چلے جائینگے وہ اپنی اپنی علت سے قائم ہونگے
یا یون کہو کہ علت العلل و علت ثانیہ مگر ہر معلول کی علت قائم ہوگی لامحالہ ذات
باری ہر شے کی علت ناقصہ ٹھہرے گی نہ تامہ پس خالق کل شے کہنا ذات
باری تعالے کو حقیقت مین غلط ہوجاویگا گو مجازاً صحیح ٹھہرے **عقیدہ سوم**
اصلی وجود مادہ عالم کا جب ناقابل فنا ہے اور وہ عین ذات باری ہے
تو قیامت کے روز فنا ہوجانا اوسکا ممتنع بالذات ہوگا و کل من علیہا فان
صحیح نہ ٹھہرے گا **عقیدہ چہارم** اصلی مادہ وجود عالم کا صلاحیت و قابلیت
تشخصات و تغیرات کی رکھتا ہے ورنہ ظہور مین آنا اجسام موجودات کا متعذر
ہوجاوے کیونکہ مادی ہونا عالم کا قابل انکار نہین ہے لامحالہ ذات باری تعالے
مادی ہے یا یون کہو کہ مادہ و غیر مادہ سے مرکب ہے یا محل مادہ کا ہے
عقیدہ پنجم ذات باری تعالے عین صفات ہے اور صفات عین ذات
ٹھہرین اور مفہوم ذات واحد کا قابل تعدد نہین ہوگا پس مفہوم صفات کا بھی
متحد و غیر متعدد ہوگا پس یہ کہنا غلط ٹھہرے گا کہ مفہوم صفات کا باہم متمیز
و متغایر ہے اور اس صورت مین حقیقت علم و قدرت وغیرہ متحد الحقیقت
ہونگی **عقیدہ ششم** ذات باری تعالے پابند قانون فطرت یعنے

نیچر کی ہے جو اوسنے مقرر کردیا ہے اوسکے توڑنے یا تبدیل و تغیر کرنے پر
آپ اوسکو اختیار نہین ہے بلکہ ممتنع بالغیر ہوگیا ہے **عقیدۂ ہفتم**
دوسرا علت العلل کسی دوسرے عالم کا ممتنع عقلی نہین ہے گو ہمکو اوسکا وجود
نظر نہ آنے سے یقین کا مرتبہ حاصل نہو سکے مگر تو بھی شبہہ وجود دوسری علت
العلل کا زائل نہین ہوسکتا **عقیدۂ ہشتم** سوائے عقل کے کوئی ہما
نہین ہے اور حسن و قبح تمام اشیا و احکام کا عقلی ہے نہ شرعی لہذا با وجود
قانون قدرت کے یعنے نیچر کی بعثت انبیا کی ضرورت نہین ہے کیونکہ انبیا
صرف نیچر کے حالات بیان کرنے والے ہین خود کوئی چیز نہین لاتے ہین
نہ خلاف نیچر کے تعلیم کرتے ہین نہایت الامر یہ کہ سکتے ہین کہ انبیا علیہم السلام
نیچرلسٹ فلاسفہ سے کچھ زیادہ قانون فطرت سمجھتے ہونگے مگر پیغمبری اوسوقت خاص
مین جسمین وہ مبعوث ہوئے تھے نہ اسوقت مین کہ زمانہ ترقی علوم کا ہے اور
لاکھون نیچرلسٹ موجود ہین اور وہ خود پیغمبر ہین لندن کے پیغمبرون مین
ایڈیسن و اسٹیل تھے اور اس صورت مین ختم ہونا نبوت کا بنی آخر الزمان پر
صحیح نہوگا **عقیدۂ نہم** قانون فطرت یعنے نیچر کے خلاف کوئی امر
ظہور مین آنا ممکن نہین ہے لہذا معجزات انبیا پر یقین لانا صحیح نہوگا کیونکہ قانون
فطرت مقتضی اس امر کا نہین ہے کہ موسے کی لکڑی سانپ بن جاوے اور
آسمان سے علاوہ معمولات کے وہ چیزین برسین جنکا ذکر کتب سماویہ مین ہے
اور دریاے نیل لکڑی مارنے سے دو حصے علحدہ ہوکر ایک قوم کے واسطے
خشک ہوجاوے دوسری قوم کے واسطے پھر دریا بن جاے اور من و سلوی
نازل ہو اور ابراہیم کے واسطے آگ مین برودت موجود ہوجاے اور پتھر
مین سے ناقہ پیدا ہو اور ہوا اور پہاڑ اور طیور غیر ذی عقل نبی کی تسخیر مین آجاوین
اور جن اور شیاطین جنکا وجود ہی فی الخارج نہین ہے سلیمان کے مطیع ہون
اور فرشتے جنکا وجود فی الخارج نہین ہے قواے جسمانی انسان کے ہین

انسان کی صورت بناکر انبیا کے پاس حاضر ہون یا حضرت مریم کے پاس
حاضر ہوا اور بغیر طریقۂ نیچر کے حضرت مریم حاملہ ہوجاوین اور ایک دن کا بچہ
پیدا ہوتے ہی انسان کامل العقل کی طرح باتین کرے بلکہ نبوت کا دعوے
کرے اور مٹی کی چڑیان بناکر روح پھونکے اور وہ اچھی خاصے طیور ہوجاوین اور
مردہ جی اوٹھے اور آفتاب ایک نبی کی دعا سے ٹھہرا رہے اور تھوڑا سا کھانا بہت سے
انسانون کو سیر کردے اور پھر اوتنے کا اوتنا ہی بنا رہے اور ایک مشت خاک
سے کفار محاربین کو شکست واقع ہو اور پیشین گوئی کرسکے وغیر ذالک من المعجزات
چونکہ یہ سب باتین تمام قانون فطرت کی توڑنے والی ہین اور اونکا وقوع
ناممکن ہے لہذا نہ تو وہ معجزات صحیح ہین نہ اونکی خبر جس کتاب آسمانی مین ہے
وہ صحیح ہے کیونکہ خدا کا قول اوسکے فعل کے موافق ہونا چاہیے علاوہ اسکے
جب معجزہ کی تعریف یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایسی بات ظہور مین آوے
جو بالکل عقل انسانی کے خلاف ہو اور کوئی انسان اوسپر قدرت نرکھتا ہو اوسکا
حال مثل سحر یا شعبدہ یا طلسم یا حکمت عملی کے نہو کہ نبی کے سواے کوئی دوسرا
شخص بھی کرسکتا ہو یا اوسکے قواعد مقرر ہون یا تعلیم وتعلم سے حاصل ہوسکتا ہو
یا گو اوسوقت حاضرین کی عقل مین نہ آوے مگر بعدہ کھل جاے کہ وہ کسی
قاعدہ عقلی پر عمل کیا گیا تھا یا تاثیرات وخواص اشیا یا کواکب کے تصرفات
وخواص سے تھا تو اس قسم کا معجزہ صریح باطل ہوگا پس اگر معجزات انبیا کے
مان لیے جاوین تو تمام عقلیات کی خلاف اقرار کرنا پڑتا ہے اور وہ کسیطرح
جائز نہین ہے لامحالہ انبیا کو اسیقدر سمجھنا چاہیے کہ وہ نیچرل اسٹ حکیم تھے
بلکہ سب سے زیادہ محمد رسول اللہ صلعم نیچرل فیض کے جاری کرنے والے تھے
اور امی ہونا اسی واسطے تھا کہ سواے نیچر کے اور کسیطرح کا میل نہونے پاوے
عقیدہ ۵ وہم ملائکہ سے مراد قوی انسانی ہین اور سجدہ سے مراد اطاعت
قوی کی ہے اور شیطان کا وجود نہین ہے صرف ایک قوت سرکش جسم آدم مین تھی

اوسیکا قصہ قرآن مین مذکور ہے **عقیدۂ یازدہم** بغیر لحاظ اصول
تفسیر اور بدون اعتبار اقوال جمہور مفسرین وشان نزول کے قرآن کے
معنے اپنی راے سے کہنے جائز ہین اور جسقدر نیچر کے اور علوم فلسفیہ کے
خلاف ہو اوسکو خواہ مخواہ نیچر اور فلاسفہ کے اقوال سے ملا دینا چاہیے
مقدم تر واسطے یقین لانے کے قول فلاسفہ یوروپ کا ہے اوسکے موافق
جو آیت قرآن کی نہو وہ جسطرح ہوسکے مطابق کردینی چاہیے اور مفسرین کے
اقوال ناقابل اعتماد ہین یہودیون سے اخذ کیے گئے ہین اور کلام الٰہی اگرچہ
وحی متلو ہے مگر عبارت اوسکی بالکل مماثل کلام بشر کے ہے نکات بلاغت
واشارۃ النص ودلالۃ النص اور باریکیان جو فقہا ومفسرین بیان کرتے ہین
سب واہیات ہین سیدہے معنی ہر اون کی سمجھنے کے لائق ہین اور منسوخ
التلاوۃ کوئی لفظ قرآن شریف کا نہین ہوا اور جو احکام منسوخ ہونے
وہ حقیقت مین نسخ نہین ہے بلکہ زمانہ کے تبدیل حالات سے تبدیل حکم ہوا ہے
اگر پھر ضرورت اوسی وقت کی سی لاحق ہو جسمین حکم سابق جاری تھا تو اوسی
حکم سابق پر عمل کیا جائیگا غرض کہ کوئی آیت کا حکم منسوخ نہین ہوا ہے
(خطبات احمدیہ مین اس عقیدہ کی تصریح ہے) **عقیدۂ دوازدہم**
توریت وانجیل جو فی زماننا پرانا نامہ اور نیا نامہ مشہور ہے اور جسکو بائبل
کہتے ہین اوسپر مضبوط اعتقاد ہے اور اوسمین تحریف لفظی نہین ہوئی ہے
اور وہ سب صحیح و درست ہے گو تحریف معنوی یہود و نصاریٰ کرتے ہین مگر تحریف لفظی کا الزام
عائد نہین ہے اور عزرا نبی نے اوسکو جمع کیا ہے وہی نسخہ موجود ہے **عقیدۂ سیزدہم** حشر حساب
وفنای عالم ونفخۂ صور وصراط ومیزان وجنت ونار وحور وقصور وغلمان وانہار واشجار جنت
وزقوم جہنم وغذاے اہل نار جو خلاف محسوسات فلاسفہ ہین اور نیچرل تھیالجی کے بھی خلاف ہین
اور غیر محسوسات پر یقین لانا حماقت ہے جیسے کہ وجود خارجی ابلیس وغیرہ بھی نہین مانا جاتا ہے
تو یہ سب چیزین مذکورۂ بالا بھی اپنی حقیقت پر محمول نہین ہین اور محض

جاہلون کے ڈرانے کے واسطے اور ترغیب و ترہیب کی نظر سے تمثیلی
زبان مین روح کے حالات رنج و سرور کے بیان ہوے ہین احکام اور خیالات
معاد کے مانع ترقی ہین اونپر یقین لانا نہ چاہیے اور عذاب قبر بھی حقیقی نہین ہے
مجازی ہے علوم عقلیہ کے خلاف کوئی حکم معاد کا قابل تسلیم نہین ہے
عقیدۂ چہاردہم بندہ اپنے ہر فعل کا مختار ہے مسئلہ بین الجبر
والاختیار کا غلط ہے عقیدۂ پانزدہم کوئی حدیث خواہ صحاح ستہ کی ہو
خواہ غیر صحاح کی قابل یقین نہین ہے گو محدثین و علماء دین کے نزدیک صحیح
ٹھہرائی گئی ہو مگر پھر بھی یقین کرنا نہ چاہیے کہ وہ کلام رسول ہے لہذا عمل کرنا
کسی حدیث پر یا سنت نبوی قرار دینا غلط ہے عقیدۂ شانزدہم
اجماع امت یا اتباع جمہور مسلمین کا پاسند لانی کسی عالم کے قول سے بیجا ہر
اجماع قابل حجت نہین ہے عقیدۂ ہفتدہم اصول فقہ واجتہادیات
مجتہدین وقیاسات ائمہ دین و مسئلۂ رجم کو صحیح سمجھنا غلط اور ظلمت و ضلالت ہے
اور تقلید کرنا کسی بشر کے کفر اور شرک ہے مسلمانون نے گویا بہت سے امام
اپنے خدا بنا رکھے ہین اونہین کے رسوم مقررہ و محدثات و بدعات کے
پابند ہوگئے ہین اور اوسکو فقہ و احکام شرعیہ سمجھ رکھا ہے اوسکا پابند ہونا
کفر اور باعث غضب الہی ہے صحابہ ہون خواہ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین
خواہ ائمۂ اربعہ کسی کی تقلید کرنا نہ چاہیے ہر شخص کو آزادی راے حاصل ہے
جس مسئلہ مین جو چاہے راے لگاوے گو وہ مسئلہ کیسا ہی مسلمات جمہور
مسلمین سے ہوگیا ہو مگر مخالفت کرنی درست ہے عقیدۂ ہیجدہم کوئی
مسئلہ شرعیہ قابل قبول نہین ہے سواے اوسکے جو نیچر کے مطابق اور
علوم جدیدۂ عقلیہ کے موافق ہو کیونکہ حسن و قبح تمام اشیا کا عقلی ہے
نہ شرعی باعتبار امر و نہی کے مذہب کا اختیار کرنا یا کسی کی تقلید کر کے کوئی مسئلہ
مان لینا نہ چاہیے بلکہ انبیا بھی کوئی حکم جدید نہین لاتے ہین صرف موجودات

نیچریہ کا یقین دلاتے ہین اور باعتبار موافقت نیچر کے اونکا حکم لائق قبول ہوتا ہے والا فلا اور بغیر وحی کے جو کچہ رسول صلعم اپنی راے سے فرماتی تھے یا عمل کرتے تھے وہ بھی قابل اتباع نہین ہے مثلاً کوئی حکم درباب حلت استرقاق کے نہ تھا تو مجرد عمل یا قول رسول صلعم کا واسطے حلت کے کافی نہین ہے کیونکہ وہ فعل قبیح عقلی اور مخالفت نیچر مین داخل ہے عقیدۂ نوزدہم جسقدر غزوات واقع ہوے اور احکام جہاد فی سبیل اللہ مین آیات واحادیث وارد ہین وہ سب یہ مراد رکھتی ہین کہ ایک قوم دوسری قوم سے قتال کرے جیسا کہ مثلاً جرمن اور فرانس مین لڑائی ہوئی یا روسیون نے بخارا اور خیوا کو لڑائی کر کے فتح کرلیا مہذب قومون کی لڑائیون اور جہاد مین کچہ فرق نہین ہے عقیدۂ بستم سیرت ہشامی وابن اسحق وغیرہ سب واہیات اور الف لیلہ ومہابھارت کے برابر ہین عقیدۂ بست ویکم جسقدر کتب حدیث وتفسیر وفقہ واصول فی زماننا پڑھائی جاتی ہین اون سے سواے فساد مذہب اور بتہذیبی وخرابی دنیا وعقبے کے کچہ فائدہ نہین ہے لہذا اونکی تعلیم قطعاً موقوفی کے لائق ہے عقیدۂ بست ودوم جب علوم جدیدہ کے یا انگریزی کے پڑھنے سے معلوم ہو کہ مذہب اسلام مین ضعف پیدا ہوگا تو مذہب اسلام کا ترک کردینا لازم ہے نہ علوم مذکورہ کا اور علوم جدیدہ کے ساتھ کتب دینی کا پڑھانا واسطے قائم رکھنے عقائد کے نہین چاہیے بلکہ وہ سب کتابین قابل پڑھانے کے نہین ہین اور محض بیکار ہین عقیدۂ بست وسوم صرف قرآن کے احکام منصوصہ قابل تسلیم ہوسکتے ہین بشرطیکہ نیچر وعلوم جدیدہ کے ساتھ مطابق ہون والا باقی ہر قسم کے احکام قابل حجت نہین ہین اور بہشت مین جانے کے واسطے قید عملوا الصالحات کی لگانی باطل ہے صرف آمنوا کافی ہے عقیدۂ بست وچہارم

کوئی فعل اگرچہ شعائر کفر نہی ہین سے کیون نہو مثلاً انکار کرنا نبوت
انبیائے سابقین کا یا کتب سماویہ سابقہ کا یا وجود ملائکہ کا یا معاذ اللہ قرآن شریف کا
عمداً بول وبراز مین آلودہ کردینا یا پھینک دینا یا حلال کو حرام اور حرام کو
حلال ٹھہرانا باوجود قطعیت نص کے یا بت کو سجدہ کرنا زنار و قشقہ لگا کر
یا کسی نبی کو معاذ اللہ گالی دینا یا بہشت و دوزخ اور قیامت کے آنیکا منکر
ہوجانا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا کسی آدمی کو کافر نہین بناتا ہے
صرف خدا کو ایک علت العلل جاننا اور رسول کو برحق نیچرل است سمجھنا
اور ہر قوم کے آدمی سے سچی دوستی رکھنا اسیقدر وہ خالص اسلام ہے
جسکے قبول کرنے سے مسلمان ہوگا اور جسقدر اوس سی زیادہ ہے
وہ غیر ثابت اور بدعت اور ظلمت و ضلالت ہے خواہ وہ عبادت سمجھی گئی ہو
خواہ عادت عقیدہ بت و نجوم کوئی عبادت صحیح نہین ہے جو
قوائے جسمانی کو پژمردہ کرے یا شگفتگی طبیعت کی مانع ہو اور نیچر کی موافق نہو
لہذا ترک دنیا و زہد و کسر نفس و شب بیداری و روزہ داری و کثرت نماز نفل
وغیرہ اذکار و اشغال و وظائف جسقدر معمول و مرسوم ہین سب بیفائدہ ہین
اور حرام و حلال بھی وہی مانا جایگا جو علوم عقلیہ و نیچر کے خلاف نہو صرف
فرض کا ادا کرنا کافی ہے باقی واہیات ہے اور فرض اوسیقدر ہے
جو نہایت سہل ہے اور موجب تکلیف نفس انسان و مضر شگفتگی قوی نہین ہے،
مثلاً روزہ تیس روز کا بالخصوص رمضان مین وہ بھی گرمی کے موسم مین
فرض نہ ٹھہریگا کیونکہ قوے کو ضعیف کردیگا اور یہ بات خلاف نیچر کی ہے
یا تھوڑی سی شراب جو پکا متوالا نکردے یا اوسقدر جوا کھیلنا جو بے قید
نہ بنادے یا تصویر مجسم بنانا جو واسطے یادگاری کے ہو حرام اور ممنوع نہوگا
اور استرقاق جو خلاف نیچر ہے حرام ہوگا گو اوسکے باب مین کتنی ہی آیات
و حدیث موجود ہون مگر سب قابل قبول نہین ہین اور تاویل کرنی لازم ہے

بالجملہ فرض و حلال و حرام مین قاعدہ کلیہ موافقت نیچر و علوم جدیدہ کا مرعی رہیگا نہ محض اوامر و نواہی کا قرآن شریف مین صرف لفظ صلوٰۃ و زکوٰۃ کا وارد ہے مگر اوسکی زیادہ تصریح نہین ہے کہ کس طرح کوئی پوری رکعت نماز کی کس کس وقت پڑھی جائیگی اور حدیث کوئی قابل جزم و یقین نہین ہے اور فعل صحابہ کا یا اونکا اجماع یا اونکا یہ کہنا کہ ہم رسول صلعم کے زمانہ مین ایسا کرتے تھے یا اسطرح پر سنت ہے قابل قبول نہین ہے اور اجتہادیات مجتہدین کا تو نام لینا بھی نہ چاہیے اور جب پوری ترکیب نماز کی کسی حدیث متواتر اللفظ مین جو مفید یقین ہو موجود نہین ہے اور مختلف احادیث مین راجح و مرجوح کا یا ناسخ و منسوخ کا تلاش کرنا یا قوی کو ضعیف کے مقابلہ مین اختیار کرنا یا توافق روایات مین پیدا کرنا ضرور نہین ہے جیسا کہ احادیث قصہ معراج نبوی مین اختلاف الفاظ و معانی کا روایات صحیحہ و ضعیفہ مین واسطے ابطال اصل واقعہ معراج کے کافی سمجھکر خطبات احمدیہ مین انکار کیا گیا ہے اسیطرح اگر نماز مرسوم و معمول کو اختیار کیا جاے تو وہ ہی ظلمت ضلالت تقلیدیہ کی اور کفر محض کا اختیار کرنا ہوگا اور صلوٰۃ سے مراد مطلق دعا پڑھ لینی ہوگی اور وہ ہی واسطے ادائے فرض کے کافی ہے باقی جو ترکیب صلوٰۃ پنجگانہ کی مقرر ہے وہ اصول مخترعہ و فقہ محدثہ و احادیث موضوعہ و اجماع مردودہ کا ابتاع ہے اور اوسیکا نام کفر ہے باقی رہی زکوٰۃ اوسکی مقدار بقدر چالیسوین حصہ مال کے مقرر کرنی اور اوسکے مسائل کو فتاوے فقہیہ کا معمور ہونا وہی ظلمت و ضلالت و کفر و شرک ہے قرآن مین لفظ زکوٰۃ وارد ہے اسیقدر نص ہے باقی وہ ہی تقریر جو نماز مین بیان ہوئی یہان بھی سمجھ لو اور حج خانہ کعبہ کا تو اوسیوقت مین تھا اب تو خواجہ سرا حرمین مین بھری ہین لونڈی غلام بکتی ہین اور بدعات و محدثات کی کثرت ہے اوسکے واسطے جانے سے تو لندن وغیرہ بلاد یوروپ کا جانا افضل ہے

جہان علوم جدیدہ کے عالم اور نیچرل اسٹ صاحب اور ستر لاکھہ ممبر اونکے سو جو دہین کعبہ نہین جا کر رمی جمارہ کرنا ہوگا حالانکہ وجود ابلیس ہی نہین ہے حجر اسود کو چومنا ہوگا جسکے فضائل کی احادیث خلاف نیچر ہین پس صلوۃ و زکوۃ بالاجمال عمل مین لانا جیسا عقل قبول کرے کافی ہے عقیدہ بست و ششم آیت خلق سبع سموات طباقاً سے مراد سات آسمان نہین ہین بلکہ وہ آیت علوم جدیدہ کے خلاف ہے عقیدہ بست و ہفتم جو ترتیب پیدائش انسان کی نطفہ سے بچہ تک قرآن شریف مین وارد ہے اور مفسرین نے معنی اوسکے بیان کیے ہین وہ علوم جدیدہ کے خلاف ہے لہذا ناقابل تسلیم ہے عقیدہ بست و ہشتم منخنقہ کی حرمت قرآن مین منصوص نہین ہے لہذا حلال ہے اور دلائل مفسرین و فقہاء کے اوسکی حرمت مین قابل قبول نہین ہین پس عیسائیون کی ساتھ گردن مروڑی مرغی کھانا حلال ہے عقیدہ بست و نہم ایک سے زیادہ ازدواج منع ہے عقیدہ سیُّ ام معراج جسمانی بے اصل ہے صرف خواب مین مسجد اقصی نظر آگئی تھی دگر ہیچ اور شق صدر آنحضرت صلعم کا بھی بے اصل ہے وغیر ذلک من المعتقدات و المقولات آب تو کچہ شک نہین رہا ہے کہ آپ حامی ملت نیچریہ و مخالف طریقہ اسلامیہ ہین جاہل مسلمانون کے خوش کر دینے کو آپ جو چاہین فرما دین ورنہ آپکی

تنبیہ دربارۂ منخنقہ کے اور اثبات معراج جسمانی و شق صدر وغیرہ خلافیات کے مین نے ایک رسالہ علیحدہ لکھا ہے اوسکو انشاء اللہ تعالے علیحدہ طبع کراؤنگا اوسی مین بعض عقائد جناب مخاطب کی بھی بحث ہے بالفعل اس رسالہ مین تبریۃ الاسلام اور بعض تحریرات مخاطب کے جواب پر قناعت کیجاتی ہے اور انتخاب مقولات مخاطب کا واسطے اظہار اونکے معتقدات کے کافی سمجھا گیا ہے کیونکہ ہر ایک عالم دین محمدی اوسکا جواب دے سکتا ہے فقط

معقولات ہین اور فلاسفہ نیچرل است کے معتقدات ہین کچھ بھی فرق نہین ہے اور پھر حیرت کا مقام تو یہ ہے کہ ہمارے مفسرین پر یعن طعن کیا جاتا ہے کہ یہودیون سے قصص و روایات سنکر تفاسیر مین بھر دیئے ہین حالانکہ جب خود بدولت تفسیر بیبل کے لکھنے بیٹھے تو خدا جانے اوسوقت کلبی اور واقدی وغیرہ کیونکر ثقہ اور معتمد بنائے گئے تھے اور وہ حدیث جسکی صحت آپ کے اصول سے ہرگز نہ ملی کیونکر صحیح مان لیے گئے اور محض تفسیرون کی عبارت تبیین الکلام مین لکھکر کیونکر لکھہ دیا کہ توریت حضرت عزیر نے جمع کی ہے اور وہی ابتک موجود ہے مین کیا کہون کہ مجکو کیسی حیرت پیدا ہوتی ہے کہ اپنے واسطے تمام یہودیت و رومن کیتھولکیت وکفر و شرک و ظلمت وضلالت تقلید و اتباع اشخاص جائز الخطا وعبادت معبودین باطلہ سارے لعن و طعن کے امور اچھے خاصے عمدہ وقابل قبول ولائق استدلال وصدق محض وصحیح ودرست ٹھہرائے جاتے ہین اور اوسکے بعد کس منہ سے علماء اہل اسلام کو آپ گالیان سناتے ہین ذرا تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۴ سے ۱۵ تک کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپ نے یہ دعوے کیا ہے کہ ہم مسلمانون کے یہان یہ ثابت ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے توریت کو از سر نو لکھا اور کچھ شبہہ نہین ہے کہ یہ نسخے توریت کے جو اب پائے جاتے ہین اوسی کی نقل ہین جو حضرت عزیر علیہ السلام نے لکھی تھی امام فخر الدین رازی صاحب اپنی تفسیر کبیر مین ابن عباس سے روایت لکھتے ہین عن ابن عباس ان الیہود اضاعوا التوراة وعملوا بغیر الحق فانساهم الله التوراة ونسخها الله من صدورهم فتضرع عزیر الی الله وابتہل له فعاد حفظ التوراة الی قلبه فانذر قومه به فلما جربوه وجدوه صادقا فقالوا ما بشر هذا العزیر الا انه ابن الله وقال الکلبی قتل بخت نصر علماءهم فلم یبق فیهم احد

یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ یہود نے توریت کو کھو دیا اور بغیر حق کے عمل کیا پس اللہ صاحب نے اونسے توریت کو بھلا دیا اور اونکے سینون سے دور کر دیا تب عزیر نے خدا سے عاجزی اور زاری کی پس توریت اونکے دل مین یاد آگئی تب اوسکے ذریعہ سے اپنی قوم کو ڈرایا قوم نے جب اسکا امتحان کیا تو اوسکو سچا پایا اور کہا کہ یہ عزیر آدمی نہین ہے اور کلبی نے کہا ہے کہ بخت نصر نے اونکے علما کو مار ڈالا اور کوئی عالم اون مین باقی نہین رہا ... اور عزیر کو ...

یعرف التوارۃ وقال السدی العمالقۃ قتلوھم فلم یبق منہم من یعرف التوراۃ
انتہی اب مین سوال کرتا ہون کہ جو حدیث تفسیر کبیر مین عن ابن عباس رض
کرکے لکھی ہے اسپر آپ نے کیونکر یقین کرلیا اور ابن عباس کا مجرد
قول کسطرح حجت ہوگیا اور یہودیون کی قصص پر کیسے اعتماد آگیا یہ معاملہ
تو نہایت احتیاط کا تھا کہ توراۃ موجودہ کتاب آسمانی بلا تحریف ہے یا نہین
سو اوسکا کتاب آسمانی ہونا اوسی تفسیر کبیر کی عبارت پر آپ یقین
کرلیا گیا کہ آپ نے دوسری جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا مضبوط اعتقاد ہے
دوم فرمائیے کلبی کی نسبت اسماء الرجال مین کیا جرح موجود ہے اور وہ
کسی حدیث کا حوالہ بھی نہین دیتا ہے نہ سدی نے حوالہ دیا ہے پھر آپنے
کیونکر جزم و یقین کے ساتھ تسلیم کرلیا سوم کلبی کی عبارت مین یہ کہان
لکھا ہے کہ پھر حضرت عزیر کو اللہ تعالے نے یاد دلائی یہ جملہ ترجمہ مین
کس عبارت کا ہے چہارم واسطے قبول نکرنے احادیث کے جو قاعدہ
آپنے مقرر کیا ہے وہ اب کہان جاتا رہا تجم تفسیر کبیر مین تو اسیقدر ہے
کہ خدا نے عزیر کو توراۃ یاد دلادی مگر یہ نہین لکھا ہے کہ وہی توراۃ
بغیر تبدیل و تحریف کی یہ موجود ہے جسکا ہمارے زمانہ مین شیوع ہوا ہے
انکار تحریف لفظی کا عبارت مذکورہ مین کب لکھا ہے پھر آپ نے یہ جملہ
کیونکر تحریر فرمایا کہ یہ نسخے تورات کے جواب پائے جاتے ہین اوسی کی نقل
ہین جو حضرت عزیر علیہ السلام کی لکھی تھی برائے خدا ذرا تو انصاف کیجیے
کہ واسطے نہ ماننے احادیث صحیحہ کے تو وہ غل اور شور مچا دیا کہ کوئی حدیث
لائق یقین نرہی مگر واسطے مضبوط اعتقاد قائم کرنے کے تورات پر تفسیر کبیر
و کلبی کا قول کافی سمجھا جاتا ہے اور حدیث ابن عباس کی ذرا بھی جانچ
پرتال نکیگئی ابتو صاف معلوم ہوگیا کہ اپنی ہوا ے نفسانی کے واسطے
تفسیرون کی عبارت جنمین یہودیون کے قصے ہون اور حوالہ قول صحابی کا

قابل حجت ہوجاتا ہے مگر اہل اسلام کے واسطے جھوٹ موٹ کے
طعن وتشنیع لکھکر مذہب کا انقلاب دینا منظور ہے دگر ہیچ اور اب
مجکو یہ بھی دریافت کرنا آپ سے منظور ہے کہ آپ مقلد امام رازی اور کلبی
وسدی کے ہوسے یا نہین ظاہر ہے کہ ہوے تو یہ ظلمت وضلالت وکفر
وشرک کسواسطے قبول فرمایا اور اجماع امت محمدیہ صلعم تو آپ کے نزدیک
باطل ہے پھر علوم جدیدہ یورپ سے بھی زیادہ یقین حاصل ہونا آپ نے
کیونکر تسلیم کیا ہے آیا ہر ایک قول فلاسفہ جدیدہ کا خود بھی دلائل وبراہین
قطعیہ سے سوچ سمجھ لیا ہے یا آپ کا ایمان محض تقلیدی ہے اور حکماء جدیدہ کا
ہر قول قرآن وحدیث سے زیادہ معتمد ہے یا اجماع اونکا حجت ہے یا وہی
بات ہے کہ مسلمانونکا اجماع آپکا تعصب قبول نہین کرنے دیتا اور اہل یورو
اجماع ظنی وغیر ثابت وحی آسمانی سے بڑہ کر دل مین سما رہا ہے جو کچھ وہ
فرماوین آمنا وصدقنا کہا جاتا ہے گو اونکے دلائل پر بھی عبور نہوا ہو بالجملہ
غور کیجیے تو آپ کے مقلد اور قابل اجماع اور سند لانے والے اقوال حکما کی
اور ظلمت وضلالت کے اختیار کرنے والے ہین ہان اسیقدر فرق ہے
کہ امت محمدی صلعم سے نفرت ہے یوروپین کے اقوال پر سب کچھ یقین ہے
نہ ملامت ہے نہ طعن طعن ہے لوکان الانصاف هذا فلا عتساف ماذاخیر
جو کچھ ہو سو ہو مگر اسقدر ثابت ہو گیا کہ آپکو اتباع سنت نبوی کا کوئی ذریعہ
نہین رہا ہے کیونکہ کوئی حدیث صحیح نہین مانتے اور کیونکر مان سکتے ہین حالانکہ توثیق رواۃ
حدیث کی یا اجماع امت کا کسی حدیث کی صحت پر ہونا نہو گا مگر اشخاص جائز الخطا کا اور وہ قابل تسلیم
نہین ٹھہرا تو کوئی حدیث بھی لائق حجت نرہی پس سنت نبوی صلعم کا تو ذکر ہی جاتا رہا اب مین
پوچھتا ہون کہ قرآن شریف کی نسبت آپ کی اصول پر اس بات کا جزم ویقین کیونکر حاصل ہو سکتا ہے
کہ وہ اسی عبارت کے ساتھ بعینہ کلام الٰہی ہے اولا اوسکی روایت کرنیوالے یا اوسپر اجماع
کرنیوالے وہی لوگ ہین جو ہم مذہب ہمارے ہین اور وجود اونکا قابل سہو ونسیان وخطا ہے

اور اجماع کوئی دلیل کے لائق نہین ہے نہ جمہور کے قول کا اعتبار ہے
بلکہ اوسکا اتباع تعصب سمجھا گیا ہے اور ہر لفظ کا تواتر نہین بیان ہوگا
مگر اونہین علماء دین کی زبانون سے جو اکثر حدیث کو بھی صحیح سمجھے
اور صحت کا بیان کرنا اونکا قابل اعتبار نہین ٹھہرایا گیا اور صحابہ تو خود ہی
غلطیون مین گرفتار تھے مدت العمر نہ سمجھے کہ آیۃ منّ وفدا سے استرقاق
حرام ہوگیا ہے برابر ارتکاب فعل حرام مین تمام صحابہ و اہل بیت و تابعین
و تبع تابعین کا اجماع چلا آتا ہے پھر ایسا اجماع جب معتمد نہ ٹھہرا بلکہ وہ مسلمانون
کے دوسرے خدا و پیغمبر ٹھہرائے جاتے ہین تو اب قرآن مجید کی صحت پر
جزم و یقین کا حضور والا کے واسطے کیا موقع باقی ہے جسقدر عبارات
ابطال اجماع امت و اتباع جمہور و ابطال صحت احادیث و اصول و فقہ وغیرہ
دینیات کے باب مین آپ نے لکھی ہین اور آزادی راے کا آرٹکل بھی تحریر
فرمایا ہے جو مسلمات و یقینیات مین بلا نوع انکار کا نہین ہے سب کو پیش نظر
رکھ کے اور مہربانی فرماکر تمام الفاظ قرآنی کی تصدیق و جزم و یقین کا طریقہ
بتا دیجیے ورنہ صاف فرما دیجیے کہ حدیث کی صحت سے انکار کرنا باوجود اقرار
صحت قرآن شریف کے مسلمانون کو ہماری طرف سے کلیتہ بد اعتقاد نہین
کرتا تھا لہذا بالفعل قرآن کی صحت کا اقرار بظاہر مناسب سمجھا گیا ہے ورنہ
جو واقف مزاج ہماری اصل غرض کو جانتے ہین وہ بخوبی پہچانتے ہین کہ ہمارا
اصول مقررہ کیا ہے اور اوس سے صحت کلام اللہ کی خود ہی نہ مانین گے
خصوصاً جب کہ ہمنے قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے کہ علوم جدیدہ و نیچر کے خلاف
جو قول ہو نہ تو وہ خدا کا کلام ہے نہ رسول کا اور بالبداہۃ قرآن شریف مین
معجزات انبیا و نزول اشیاء غیر معمول خلاف نیچر کا بطور عذاب کے آسمان سے
مذکور ہے جو نیچر اتھالجی کے صریح خلاف ہے اور سات آسمان قابل انشقاق
و انفطار و گردش و عدم و وجود اور تمام کیفیت اونکی مذکور ہے جو مغیر العقول و

مسٹر اٹیڈیسین ورسٹیل وغیرہ کے خلاف ہے اور خالق کل شے کا دعوے
اوس علت العلل کا بیان ہوا ہے جو صرف ایک معلول اول یا مادہ
وجود عالم کی علت ہوسکتا ہے اور قیامت کے روز ٹوٹ جانا تمام انتظام
نیچر کا بیان ہوا ہے اور ایسی اشیا پر ایمان لانے کی تاکید ہے جنکا وجود
فی الخارج محسوس نہین ہے مثلاً صراط ومیزان وجنت ونار وحور وقصور
وغیرہ اور استرقاق مین احکام نازل ہوے ہین اور قصۂ آدم و ابلیس و
ملائکہ کا ایسا بیان ہوا ہے کہ سواے تاویلات بے اصل واہیہ کے
صریح خلاف نیچر کے واقع ہے تو قول وفعل کی عدم مطابقت لازم آتی ہے
اور وہ کلام الٰہی کسی نیچرل اسٹ کے نزدیک نہین ہوسکتا ہے باقی رہا یہ امر
کہ آپ زبردستی مسائل فلسفیہ منطقیہ لاکر تاویل پر متوجہ ہوے ہین اور استرقاق
مین دلیل منطقی قائم کی گئی ہے اور بحث ابلیس مین قواے انسانی کا
قصہ پھیلایا گیا ہے اور افلاک مین تاویلات سخیفہ کر کے بغیر صارف حقیقی
کے معنی اصلی معدوم کیے جاتے ہین جسقدر ذی علم ہین یا عقل اور انصاف
سے دیکھنے والے ہین وہ خرافات ہونا ایسی تاویلات کا اب سمجھ لینگے
اور جب اس اصول کو دل مین جما لیا جائیگا ہان اگر وہ تاویلات صحیح نہ ٹھہرین
تو قرآن کلام الٰہی نرہیگا تو وہ لوگ صاف کہدینگے کہ آپ کی اصل غرض اور
کچہ نہین ہے سواے اسکے کہ پہلے تو معقولات لامذہبون کے صحیح
مان لیے جاوین اور یہ اقرار کیا جاے کہ اگر وجود اس اعتراض کا مذہب
اسلام اور قرآن شریف مین پایا جاے تو مذہب باطل ہے اور قرآن کتاب
الٰہی نرہے گا بعدہ ایسی واہیات تاویل بیان کیجاے جس سے جاہل مسلمان
تو آپ کو حامی اسلام سمجھین اور معترضین وعقلا ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاوین یا
اور دو حرف مین اوس تاویل کو باطل کر دکھاوین اوسکے بعد تو آپ کو بطلان
مذہب اسلام وکتاب اللہ کے سوا کچہ چارہ نرہے حالانکہ آپ کو یون منشا حامی بننا

کہ جو کچھ قرآن شریف مین ہے وہ قطعاً و یقیناً کلام الٰہی اور واقعی ہے
اگر فلاسفہ کا کوئی قول اوسکے خلاف ہے تو غالباً فلاسفہ مذکورین کی
تحقیق غلط ہے اور اونکو دھوکا ہوا ہے جیسا کہ ہمیشہ تجربہ سے ثابت
ہوتا رہا ہے کہ ایک زمانہ مین فلاسفہ نے کوئی بات مسلمات مین ٹھہرائی
بعدہ وہ سب باطل قرار پائی تو بمقابلہ قرآن شریف کے اقوال عباد کا
اعتبار کلی کرلینا اور کلام الٰہی کو یا تو جھوٹا سمجھنا یا واہیات تاویلین کرنی
کیا ضرور ہین برعکس اسکے پہلے آپ اپنا یقین کامل اہل یوروپ کے اقوال پر
جماتے ہین اوسکے بعد جو قرآن شریف مین معنی پہناتے ہین اور کتاب
اللہ کو ہر زمانہ کے فلاسفہ کی راے کا تابع بتلاتے ہین ورنہ صاف ارشاد
ہوتا ہے کہ قرآن شریف باطل ہوگا وجہ اس سارے فساد عقیدہ کی
یہ ہوئی ہے کہ دل مین یہ بات جم گئی ہے کہ حکماء یوروپ جو کچھ فرماتے ہین
وہ سب صحیح اور ناقابل ابطال ہے پس جب دیکھا کہ حدیث نبوی
یا اصول فقہ یا مسائل فقہیہ یا اقوال علماء دین اوسکے خلاف ہین تو قطعاً
یہ امر طے کرلیا گیا کہ اونمین سے کسیکو مت مانو باقی رہا قرآن شریف
پھیر پھار کرکے معنے پہنائے جاؤ اور آم کو املی بتائے جاؤ کچھ نہ کچھ کہے جاؤ
صاف انکار کرنے سے انقطاع کلی مذہب اسلام سے ثابت ہو جائیگا
اور پھر کوئی مسلمان ہمارے مذہب جدید و ملت نیچریہ مین داخل نہوگا
جو حال نیچرل اسٹ صاحبون کا ہے کہ کوئی مسلمان کان لگا کر سنتا بھی
نہین ہے وہ ہی ہمارے مقولات کا ہو جائیگا میرے نزدیک اسکے سوا
اور کوئی بات نہین ہے حمایت دین اسلام و خیر خواہی قومی کا مجرد دعوی
ہی دعوی ہے ورنہ انقلاب و استیصال دین اسلام و ترویج ملت
جدیدہ کے سوا کچھ بھی مد نظر نہین ہے اب عقلاے اہل اسلام کو غور
کرنا چاہیے کہ بالفرض حضور والا طریق تحصیل معاش دنیوی سکھاتے ہین

گو آخرت مین تو مستحق جہنم بناتے ہین پھر یہ کیا خیر خواہی قومی ہے
اس سے تو وہی لوگ بہتر ہین جو صاف اور صریح مذہب اسلام کے
مخالفت کا اقرار کرتے ہین کیونکہ اونکے دھوکے مین کوئی نہین آتا
مگر یہان سخت مغلطہ درپیش ہے کہ تمام اصول و فروع مذہب اسلام کا
استیصال کر رہے ہین اور پھر دعوے ہے کہ ہم تو حامی اسلام ہین
لامذہبون کے اعتراضات کو قبول کر کے انکار کرتے چلے جاتے ہین
کہ دین اسلام مین وہ بات ہی نہین ہے جسپر بناے اعتراض ہے
ہان اگر وہ بات نکل آوے تو مذہب اسلام باطل ہے پھر جواب اعتراض کا
ایسا دیتے ہین جو ہر ایک ذی شعور سمجھتا ہے کہ محض بناوٹ ہے لا محالہ
ابطال مذہب اسلام کا کس خوبصورتی سے کر رہے ہین کہ دونو طرف
کی رضامندی ہو جاوے یہ نہین کرتے کہ جس اصول پر معترض کا اعتراض
ہے پہلے اوسی کو جانچین اور سوچین کہ وہ خود ہی واہیات ہے
پھر اوسکی بنا پر بمقابلہ کلام خدا و رسول کے کھڑا ہونا اور اپنے ہی گھر مین
آگ لگانا کیا ضرور ہے پہلے معترض اپنے اعتقادی مسئلہ کو بدیہی اور
یقینی کر دکھاوے تب اہل اسلام کے سامنے آوے اور تماشا یہ ہے
کہ اہل اسلام کو دھمکائے مارے ڈالتے ہین کہ علوم جدیدہ کے برخلاف
مسلمات اہل اسلام کے ہین اور علماء دین جواب دینے سے عاجز ہین
حالانکہ مین نہایت یقین سے کہتا ہون کہ کوئی مسئلہ علوم جدیدہ کا
جو بدیہی اور قطعی ہو ایسا نہین ہے جسکے خلاف قرآن شریف مین مذکور ہو
اور جو فلاسفہ جدیدہ خلاف قرآن شریف کے بیان کرتے ہین وہ اوسی
قسم کے مسائل ہین جنہین محض اٹکل اور قیاس دوڑاتے ہین بدیہی و
قطعی نہین کر دکھاتے ہین اور پھر اپنے تعصب و غرور و خود رائی سے
جسکا قول پاتے ہین اوسپر ہنستے ہین مگر ہمارے جناب عالی اونہین کو

یقینیات مین سمجھ رہے ہین لہذا مجھکو ضرور ہوا کہ مین یہ سوال کرون
کہ بسم اللہ علوم جدیدہ کا جو مسئلہ آپ کے نزدیک قطعی ہوا ہو اوسکو
آپ پیش کرکے ثابت کرتے جاوین اور ہماری کتاب و سنت و اجماع
امت سے مخالفت اوسکی دکھاتے جاوین اور ہم سے ہر ایک کا جواب
شافی لیتے جاوین طعن و تشنیع اور دھمکیون سے تو اہل اسلام نہین
ڈرے جاتے ہین فلاسفہ قدیمہ کی طرح آپ بھی فلاسفہ جدیدہ کی طرف سے
خم ٹھوک کر میدان مین تشریف لائیے اور خلافیات اہل اسلام کو بدیہی
کر دکھائیے ورنہ اس کہنے سے کیا کام نکلتا ہے کہ ائمہ اسحٰق و اسمٰعیل کا
اب کام نہین رہا مقدس لوتھر کی ضرورت ہے یعنی جسطرح لوتھر نے پروٹسٹنٹ
مذہب جمادیا اوسی طرح ہم بھی مذہب جدید قائم کرنا چاہتے ہین کیونکہ
اہل یوروپ مذہب موجود اہل اسلام پر ہنستے ہین اے حضرت اہل ادیان پر
ہمیشہ ملاحدہ و زنادقہ و کفار ہنستے رہے ہین حضرت نوح کے کشتی بنانے پر
اونکی قوم کیا ہنستی تھی ہمکو خدا اور رسول کے سامنے عزت درکار ہے دین و
دنیا خر خدا اور رسول کے دشمنون کا ہنسنا اور طنز و تعریض کرنا اونہین کو
گھبرا سکتا ہے جو نہ اپنے دین سے خبردار ہین نہ اونکے معتقدات کے
دلائل جانتے ہین بہرکیف آپ سے مین پہلے بھی شہاب ثاقب مین عرض
کر چکا ہون اور اب پھر عرض کرتا ہون کہ فلاسفہ کے علوم جدیدہ کا مسئلہ
برہان سے ثابت کرکے مخالفت اوسکی ہماری مسلمات سے دکھا کر آپ ہمکو
ممنون منت کرتے جاوین مین وعدہ قطعی کرتا ہون کہ انشاءاللہ جواب شافی
پیش کرونگا ورنہ اپنے مقتداؤن کی کوئی تصنیف کی ہوئی ایسی کتاب
بھیج دیجیے یا اوسکی عبارت لکھ دیجیے جسمین وہ یہی کام کیا ہو جو مین عرض
کر چکا ورنہ آپ بار بار اوہام و قیاسات فلاسفہ جدیدہ پر ہمکو الزام نہ دیجیے
اور گالیان نہ سنائیے اپنے اکابر دین و خاص و عام مومنین معتقد ہین

و متاخرین کے شان مین آپ کی گالیان سنتے سنتے میرا تو ناک مین دم آگیا ہے اے حضور آپ یہ تو فرماوین کہ مقلدین کو سب و شتم کی کیا وجہ ہے قطع نظر اسکے کہ علماء دین نے ضرورت تقلید کو اپنی کتب مین ثابت کر دیا ہے اور آپ کے مقابلہ مین اونکا حوالہ لاینفع ہے کیونکہ آپ صحابہ کی تو بات مانتے ہی نہین علما کس حساب مین ہین اور آیات و حدیث کے معنی بدل دینے یا حدیث کا انکار کر جانا تو آپکا روزمرہ ہے مگر عقلی طور پر عرض کرتا ہون کہ ہر شخص تمام امت مین کیونکر کتاب و سنت سے مسائل شرعیہ کا استخراج کر سکتا ہے لاچار کسی نہ کسی سے پوچھے گا اوسیکا مقلد ہو جایگا پھر جن لوگون نے بسبب قریب ہونے زمانہ صحابہ کے موقع اجتہاد کا بھی اچھا پایا تھا اور وہ زمانہ کاملین کا تھا اور کتاب و سنت سے استخراج مسائل کر کے ہمکو ہدایت کر گئے اور بعد اونکے بھی تنقید و تصحیح ہوتے ہوتے کتب فقہیہ مرتب ہو گئین اور بغیر اصول کے کسی علم مین کوئی فروعی مسئلہ قائم نہین ہو سکتا تھا تو جب تک غلطی صریح اونکے اجتہاد مین نہ پائی جاوے تب تک تقلید مین عقلاً کیا گناہ ہے اور ہر شخص پر تکلیف مالایطاق اجتہاد کرنے کی کیونکر صحیح ٹھہرے گی غایت الامر آپ یون فرماوین کہ ہمکو ابو حنیفہ رح سے بھی زیادہ تحقیق ہے اور اہل یوروپ کی تقلید نے ہمکو ایسا عالم بنا دیا ہے کہ دینیات اہل اسلام مین بھی کمال حاصل ہو گیا ہے اور ہم اختلاف کرتے ہین خاص مسئلہ مین یا بالعموم مسائل مین تو ہم لوگ عالمانہ طور پر آپ سے بحث کرینگے ظلمت و ضلالت و کفر و شرک کا کیا موقع ہے آپ یہ تو فرمایئے کہ قیاس یا اصول وغیرہ تو آپ کے نزدیک بدعت و محدثات مین ہے پھر آپ نے جو منخنقہ کی حلت کا فتویٰ دیا ہے وہ قیاس ہے یا کوئی دوسرا جانور ہے اور ہم طعامی اہل کتاب کے

باب میں جو اسے لکھی ہے وہ کیا ہے اور جس عنوان پر تقریر
قائم کی ہے وہ برعایت کسی اصول کے ہے یا ان مل بے جوڑ جو چاہے
فرما دیا ہے اسیکا نام اجتہاد و قیاس و رعایت اصول ہے تو کیا آپ
اقرار نکرینگے کہ جسقدر طعن مقلدین و مجتہدین و علماء دین و کافۂ
مسلمین پر آپنے کیا ہے اب ہمکو بڑا افسوس ہے کہ خود ہم بھی اوسی فعل کے
مرتکب ہیں غضب خدا کا ہے کہ ائمہ اربعہ تو خدا و رسول و آثار صحابہ کا
اتباع کرکے اونکے احکام کو جمع کریں اور تحقیق کرکے غلطی سے امت محمدیہ کو
نجات دیں اور آپ اونکو مسلمانوں کا خدا اور پیغمبر ٹھہرا دیں مگر خود بدولت جب
وہی فعل کریں بلکہ اہل یوروپ کے اڈیسن و اسٹیل اپنے پیغمبروں کا اتباع
کریں اور مادۂ وجود عالم کو مثل فلاسفہ کے خدا سمجھیں اور بغیر سمجھے بوجھے
تمام واعظین و زاہدین و صوفیۂ کرام کو گالیاں سناویں اور ہمارے فقہ
مسائل کو رسوم آبائی و محدثات اور بدعات قرار دیں اور جب
کوئی شخص آپ کی خوشامد میں جنت کو رنڈیوں کا چکلہ اور حوروں کو کسبیان تمیز
کی لکھ بھیجے تو وہ سر آنکھوں پر رکھکر چھاپ دیں اوسکی نسبت کوئی کلمہ تردید کا
قلم سے نہ نکلے اور جب کوئی تحریر اپنے خلاف نظر آوے تو قیامت برپا
کرنے کو طیار ہیں کیا انصاف و تہذیب و متانت و طریقہ مناظرۂ دینی
اسی کا نام ہے اور کیونکر الزام تقلید فلاسفہ سے اپنے تئیں آپ بری
سمجھ سکتے ہیں اتباع اجماع امت محمدی نسہی تقلید اجماع ملاحدہ سہی
آخر تقلید سے نجات نہیں ہوئی اب مجھکو ضرور ہے کہ آپ کے اون عمدہ اعتراضات کا
جواب دوں جو بوکالت فلاسفہ مذہب اسلام پر آپ نے اپنی تحریرات میں
لکھے ہیں پہلا اعتراض یہ ہے کہ تمام کواکب کرات معلق ہیں فضا میں اور زمین بھی
اور آسمان کا وجود نہیں ہے اور زمین متحرک ہے نہ ساکن دوسرا اعتراض
کسی موجود خارجی غیر محسوس کا تسلیم کرنا خلاف عقل ہے لہذا وجود ابلیس کے بھی

انکار کیا جاتا ہے تیسرا اعتراض استرقاق خلاف قانون فطرت کے ہے
یعنے نیچر کے چوتھا اعتراض ترتیب پیدا ہوئے بچہ کی رحم مادر مین جطرح
قرآن شریف مین مذکور ہے وہ علوم جدیدہ کی تحقیق کے خلاف ہے
تنبیہ ہرچند فلسفانہ اعتراضات مین خود مخاطب کو تقلیدی ایمان و
یقین ہے نہ کوئی دلیل دیکھی ہے نہ کسی مسئلہ کو قطعی کر دکھایا ہے مگر
نہایت اختصار کے ساتھ ہیئت جدیدہ کی بحث لکھنی مجکو مناسب معلوم ہوئی
اور نیچر کی بحث مین رسالۂ علحدہ مین نے لکھا ہے انشاء اللہ بعد معاودت
سفر حرمین شریفین کے اوسکو طبع کراؤنگا اس رسالہ مین زیادہ
لکھنے کی فرصت مجکو نہین ملی اعتراض اول کے جواب مین ہم لکھتے ہین کہ ہمارے
نزدیک آیات قرآنی سے مطلق وجود سات آسمانون کا جو قابل انشقاق و
انفطار و گردش کے ہے ایسا صریح ثابت ہے کہ تاویل کی گنجایش نہین ہے
بلکہ وہ تاویل بمنزلہ تحریف معنوی کے ہے اور جب وجود سبع سموات کا
منصوص ہے تو وہ یقینی و قطعی سمجھا جایگا لامحالہ یقین زائل نہوگا جبتک
اوسی کے مثل یقین سے کوئی بات خلاف اوسکے ثابت نہ کیجاے
پس خدا کے کلام مقدس کے مقابلہ مین قیاسات و ظنیات فلاسفہ کا
پیش کرنا اور اونکو یقینی ٹھہرانا کسقدر تعصب و سخن پروری ہے
کوئی برہان قطعی ایسی نہین ہے کہ استحالہ عقلی واقع ہوتا ہو اور ضرورت
تاویل کی آیات بینات مین معلوم ہو اہل اسلام کا یہ طریقہ ہے کہ کلام الٰہی پر
یقین کرتے ہین اوسکے خلاف اقوال فلاسفہ جسقدر ہون اونکو دیکھتے ہین
کہ وہ محض اپنا قیاس لڑاتے ہین یا کوئی برہان قطعی دکھاتے ہین جب محض
قیاس پاتے ہین تو ضرورت تاویل کی آیات قرآنی مین نہین سمجھتے ہین
برعکس اسکے جناب والا کا یہ اعتقاد ہے کہ پہلے فلاسفہ کے اقوال پر ایمان
لاتے ہین وہ ایمان بھی محض تقلیدی جسکا نام خود ہی ظلمت و ضلالت رکھا ہے

اور فلاسفہ کے اقوال کو وحی آسمانی سے مقابلہ کرتے ہین اور مذہب سے بھی
زیادہ یقینی ٹھہرا کر دیکھتی ہین کہ قرآن شریف اوسکے خلاف ہی یا نہین
اگر حضرت اپنی راے مین خلاف پاتے ہین تو بغیر اسکے کہ اقوال فلاسفہ
کے دلائل و براہین بھی سمجھ لین اور اونکا ماخذ بھی دریافت کرین بے تکلف
ارشاد ہوتا ہے کہ یا تو قرآن شریف غلط ہے یا اوسکے منصوصات کو بدل ڈالنا
واجب ہے دوم فرض کیا کہ تاویل کی ضرورت ہو مگر تاویل بھی ایسی
کرنی چاہیے جو الفاظ قرآنی سے مناسبت رکھتی ہو برعکس اسکے پھیلاؤ
یا بعد مجرد یا فضاے بسیط یا خلاء محض جس لفظ کے ساتھ چاہو تعبیر کرو
بہرکیف ایک غیر مجسم و عدیم الوجود شے کو فلک ٹھہراتے ہین حالانکہ نہ اوس
وسعت محضہ پر سات آسمانون کا وہ بھی تو بر تو اطلاق ہو سکتا ہے
نہ قابل رجعت و انشقاق و انفطار ہے نہ سقف مرفوع اوسکو کہہ سکتے ہین
نہ اس قابل ہے کہ اوسپر مضمون یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب وغیرہ
آیات کا صادق ہو سکے پھر ایسی تاویل سے کیا حاصل ہے سوم عقیدہ
دوم مین اور ایک دوسرے ارٹکل مین بھی لکھ چکے ہین کہ دلائل منطقیہ
و فلسفیہ کو مذہب سے کیا واسطہ ہے پاے استدلالیان چوبین بود
پاے چوبین سخت بے تمکین بود تو اب اپنے ہی قول پر خود کسواسطے
عمل نہین کرتے اور قول اور فعل کا مطابق کرنا جناب نیچر مآب کسواسطے
بھول گئے چہارم خود جناب عالی کے اقرار سے ہم ثابت کیے دیتے ہین
کہ افلاک کا وجود ہے اور خدا نے اونکو بہ ترتیب پیدا کیا ہے اور افلاک
مافوق ہوا اور ستارون کے ہین اس صورت مین نہ تو فضاے بسیط
ٹھہر سکے نہ کواکب نہ کرہ ہوائی نہ ارتفاع محض چنانچہ عبارت تبیین الکلام
کے صفحہ ۸ سے نقل کرتا ہون وہی یہ جب عالم شہادت اوسنے

پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر ہوا

پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات
پھر حضرت انسان اور یہی مذہب عالم شہادت پیدا ہونے مین مسلمانونکا
ہے انتہی بلفظہ اب خاکسار کا یہ سوال ہے کہ آپ تو مسلمانون مین اپنے تئین
داخل سمجھتے ہین پھر مذہب آپکا وہی ہونا چاہیے جسکا آپ نے اقرار کیا ہے
تو اب تکرار کس بات پر باقی رہ گئی ہے اور آپ کے اقرار سے زیادہ کیا
ہم پیش کرین ہان یہ جواب اب دے سکتے ہین کہ اب ہمارا مذہب وہ ہوگیا ہے
جو ستر لاکھ ممبران یوروپ کا ہے اور ہمارے نزدیک فلاسفہ کا قول لائق
تقلید و یقین ہے اور ہمارا ایمان وہی ہے جو مسٹر گالیلیو و ہرشیل و نیوٹن
وغیرہ ہیئت دانون کا تھا توریت و انجیل و قرآن مین کچھ ہی کیون نہ لکھا ہے
ہمکو کچھ مطلب نہین ہے تو بعد انکار مذہب اسلام کے بیشک مجھکو بھی
آپ کے ساتھ فلسفیانہ گفتگو کرنی پڑے گی اور مین ضرور آپکو تکلیف
دونگا کہ جس ہیئت جدیدہ کے آپ مقلد ہین اوسکو براہین قاطعہ سے
ثابت کر دیجیے اور مجرد قول کسی حکیم کا یا کسی جماعت کا جو دین و ایمان سے
بے نصیب ہین قابل حجت نہوگا اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ مسلمانی
مذہب کا بھی دعوے کرین اور کسی عالم یا مفسر و محدث و امام کا قول نہین مانین
احادیث کو بھی قطعاً تسلیم نکرین اور پھر اپنے مقتداؤن کا قول پیش کرکے
ہمپر الزام قائم کرین ہمارے قرآن شریف کو باطل ٹھہراوین اتنا تو صرف
دلائل و براہین کا کام رہ گیا ہے نہ یہ کہ زید نے کیا کہا ہے اور عمر کا کیا
قول ہے مہربانی فرما کر وہ دلائل پیش کیجیے جو وجود افلاک مین استحالہ
عقلی ثابت کر دین نخستم ذرا غور کرکے اتنا تو دریافت کر لیجیے کہ اب ہیئت
جدیدہ کیونکر قائم ہوئی ہے اور اوسمین کسقدر اختلافات فلاسفہ کے
ہوتے چلے جاتے ہین اور اتبک وہ کونسا مسئلہ ہے جسکا طے ہو چکا ہے
اور صاف بتا دیجیے کہ آپ کے مقبولین و ائمہ دین جنکے آپ مقلد ہین

کون کون سی ہیئت دان ہین اور کس کس کے قول پر آپ کو جزم و یقین
حاصل ہو گیا ہے چونکہ میری دانست مین اب تک آپ بڑی مغلطے مین
گرفتار ہین یعنے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جو ہیئت مدارس مین پڑھائی جاتی ہے
تمام فلاسفہ کی مقولہ ہے اور اوسمین افلاک کا ذکر نہین ہے لہذا وجود
افلاک کا قطعاً باطل ہے مگر افسوس ہزار افسوس آپ نے ہرگز دریافت
نہین کیا کہ ہیئت کے مسائل مین کیا کیا خرافات و اختلافات ہوتے
چلے جاتے ہین ہر وقت ردّ و بدل جاری ہے کوئی دیندار جو کلام الٰہی پر
ایمان رکھتا ہو گا ایسے اختلافات و اوہام فلاسفہ کا حال دیکھکر ضرور یہی
کہیگا کہ بعد چھوڑنے ایمان و قرآن کے جو مصیبت پیش نہ آوے وہ
غنیمت سمجھو بالجملہ اب مین بقدر ضرورت بعض کتب علم ہیئت سے کچھ نتائج
نکالکر پیش کرتا ہون آپ بھی ذرا جی لگا کر سُن لین فوراً دیکھتے ہی فیصلہ
نکر دین اور بات کی پرورش پر نہ آجاوین اور ملاحظہ فرماوین کہ اس علم ہیئت جدید
مین سوائے اٹکل اور وہم دوڑانے کے کئی مسئلے ہین جو قطعی ہو چکے ہین
کتاب ہرشل صاحب اور بوٹی کیل صاحب کی کتاب ہیئت کا جو ترجمہ پنڈت
اجودھیا پرشاد مدرس علوم انگریزی و رامچند مدرس انگریزی نے کیا ہے
اور ۱۸۶۵ء مین طبع ہوا ہے اوسکی پانچوین فصل صفحہ ۱۴۳ ۱۴۴ کا خلاصہ
لکھتا ہون جو متعلق نظام تولومی تالی کو برہ کوپرنکس کے ہے صحیح صحیح
مسائل نسبت گردش ستارون کے زمانہ قدیم سے معلوم تھی اور حکمار زمانہ
قدیم اونکو سکھایا کرتے تھے پیتھے گورس جو کہ ۵۰۰ سال پیشتر عیسےٰ کے پیدا ہوا تھا
اس مسئلہ سے واقف تھا بلکہ وہ بھی موجد نہ تھا اور مصنفون کی تصنیفات سے
اخذ کرتا تھا اوسکے شاگرد یہ تعلیم کرتے تھے کہ زمین اپنے محور پر اور گرد آفتاب کے
گردش کرتی ہے اور دمدار ستارون کا وہی حال بتاتے تھے جو فی زمانا
مروج ہے اور وہ لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ہر ستارہ ایک دنیا ہے جسمین کے

مثل زمین کے ہوا اور پانی ہے اور قمر مین زیادہ خوبصورت حیوانات
نسبت زمین کے بستے ہین یہ مسائل ایسے خلاف عقل معلوم ہوتے تھے
کہ ترقی اونکی زمانہ قدیم مین نہوئی اور مایوس ہوکر حکماء قدیم نے جمہور کی
موافقت اختیار کی مگر اول اول ٹولومی نے اسیطرح کے مسائل ایجاد کیے
اور دلیل سے اونکو استحکام دینا چاہا اوسنے مثل جاہلون کے یہ فرض کیا
کہ زمین بیحرکت مرکز کائنات مین مقیم ہے اور سیارے گرد اوسکے گردش
کرتے ہین اور اونکے اوپر ایک آسمان ہے جسمین کہ ثوابت جڑے ہوے ہین
اور بعد اونکے عرش و کرسی ہے اور واسطے ثبوت مختلف حرکات کے
دوائر خارج المرکز بھی فرض کیے تھے اسلیے تولہ نائی کوپر نیکس نے ان
مسائل کی غلطیان دور کرنیکے لیے چاہا کہ ایک نیا نظام ایسا مقرر کرے
جس سے لوگ نفرت نکرین تب اوسنے بہت سے آلات طیار کرکے اجرام
فلکی کا مشاہدہ کیا اوسنے نظام پیتھے گورس کو پڑھکر اوسکی سادگی اور صحت
کی بہت تعریف کی مگر چونکہ وہ فقرات انجیل کے برخلاف تھے اوسکی مشتہر
کرنے مین سعی نہین کی گئی اور یہ چاہا کہ ایسا نظام مقرر کرے جو انجیل کے مطابق
بھی ہو اوسنے یہ فرض کیا کہ آفتاب مع سیارون کے سال بھر مین ایک مرتبہ
گرد زمین کے گردش کرتا ہے اور تمام سیارے موافق اپنی اپنی حرکات
کے گرد آفتاب کے مختلف زمانہ مین دورہ ختم کرتے ہین اوسکے تجربیات سے
ہیئت دانون کو بڑا فائدہ حاصل ہوا چنانچہ اوسکی یہ ایجاد ہے کہ اوسنے
انحراف شعاعون کا ہوا مین دریافت کیا اور صحت تمام مقام بہت سے
ثوابت کا جو سابقین کو معلوم نہ تھا دریافت کیا اور اوسی نے یہ بات
ثابت کی کہ چاند سے دمدار ستارے بہت بلند ہین گو رائے حکما کی
اوسکے خلاف تھی اور اوسی کے تجربیات سے مسائل حرکات سیارون کی
مرتب ہوے بعدہ انقلاب سلطنت سے باوجود ترقی یورپ پہنچنے کے

مثل زمین کے ہوا اور پانی ہے اور قمر مین زیادہ خوبصورت حیوانات
نسبت زمین کے بستے ہین یہ مسائل ایسے خلاف عقل معلوم ہوتے تھے
کہ ترقی اونکی زمانہ قدیم مین نہوئی اور مایوس ہوکر حکماء قدیم نے جمہور کی
موافقت اختیار کی مگر اول اول ٹولومی نے اسیطرح کے مسائل ایجاد کیے
اور دلیل سے اونکو استحکام دینا چاہا اوسنے مثل جاہلون کے یہ فرض کیا
کہ زمین بیحرکت مرکز کائنات مین مقیم ہے اور سیارے گرد اوسکے گردش
کرتے ہین اور اونکے اوپر ایک آسمان ہے جسمین کہ ثوابت جڑے ہوے ہین
اور بعد اونکے عرش و کرسی ہے اور واسطے ثبوت مختلف حرکات کے
دوائر خارج المرکز بھی فرض کیے تھے اسلیے تولہ نائی کوپرنیکس نے ان
مسائل کی غلطیان دور کرنیکے لیے چاہا کہ ایک نیا نظام ایسا مقرر کرے
جس سے لوگ نفرت نکرین تب اوسنے بہت سے آلات طیار کرکے اجرام
فلکی کا مشاہدہ کیا اوسنے نظام پیتھے گورس کو پڑھکر اوسکی سادگی اور صحت
کی بہت تعریف کی مگر چونکہ وہ فقرات انجیل کے برخلاف تھے اوسکی مشتہر
کرنے مین سعی نہین کی گئی اور یہ چاہا کہ ایسا نظام مقرر کرے جو انجیل کے مطابق
بھی ہو اوسنے یہ فرض کیا کہ آفتاب مع سیارون کے سال بھر مین ایکبار
گرد زمین کے گردش کرتا ہے اور تمام سیارے موافق اپنی اپنی حرکات
کے گرد آفتاب کے مختلف زمانہ مین دورہ ختم کرتے ہین اوسکے تجربات سے
ہیئت دانون کو بڑا فائدہ حاصل ہوا چنانچہ اوسکی یہ ایجاد ہے کہ اوسنے
انحراف شعاعون کا ہوا مین دریافت کیا اور صحت تمام مقام بہت سے
ثوابت کا جو سابقین کو معلوم نہ تھا دریافت کیا اور اوسی نے یہ بات
ثابت کی کہ چاند سے دم دار ستارے بہت بلند ہین گو رائے حکما کی
اوسکے خلاف تھی اور اوسی کے تجربات سے مسائل حرکات سیارون کی
مرتب ہوے بعدہ انقلاب سلطنت سے باوجود ترقی پر پہونچنے کے

علم ہئیت پیتھے گورس کو پھر تنزل ہوا اور نظام شمسی بالکل فراموش
ہوگیا بعدہ کوپرنیکس نے نظام پیتھے گورس کو صحیح تصور کر کے سنہ ۱۵۳۰ء
مین مع دلیلون کے پھر مشتہر کیا اور چونکہ یوروپ مین جہالت کا زور تھا
اوسکی طرف لوگ کم متوجہ ہوے اور جن حکیمون سے خلاف اوسکے مسلمات
تھے وہ بھی دق کرنے لگے پھر بھی وہ گردش زمین کی متعلق اپنی تالیف
مشتہر کرنے سے باز رہا ۳۶ سال کے بعد اوسکی کتاب چھاپہ کی گئی اوس
زمانہ سے ابتک دلائل اوسکے استحکام مین چلے آتے ہین اور باوجودیکہ مسئلہ
گردش زمین کا برخلاف شہادت حواس خمسہ کے ہے اور حکیم ارسطو برخلاف
اوسکے تعلیم کرتا تھا مگر پھر بھی وہ مسئلہ مشتہر ہوکر تمام دنیا مین پھیل گیا
سولھوین صدی کے آخر اور شروع سترھوین مین کیپلر اور گلیلیو نے
ان مسائل کو مشتہر کر دیا اور بذریعہ دوربینون کے بہت سی نئی باتین نکالین
زہرہ کو دوربین سے دیکھا کہ وہ مثل چاند کے گھٹتا بڑھتا ہے اس سے
یہ نتیجہ نکالا کہ وہ آفتاب کے گرد گردش کرتا ہے اونسے آفتاب کی سطح پر سیاہ
داغون کو متحرک پاکر یہ تحقیق کیا کہ وہ اپنے محور پر حرکت کرتا ہے اور اسی باعث
سے گردش زمین کے محور پر بہت قابل یقین ہوئی مشتری کے گرد چار چاند
کی گردش دیکھکر تصور کیا کہ قمر بھی گرد زمین کے گردش کرتا ہوگا اور اونسے
پہاڑ اور گھاٹیان قمر مین دریافت کین اور علم ہئیت نے ایک نئی صورت
پکڑی دسکاٹیر اور کوسینڈیس کیسینی اور نیوٹن صاحب نے اس علم کی
ترقی کے لیے بڑی جد وجہد کی اور خاص نیوٹن صاحب نے نظام کوپرنیکس
کو بعلم ریاضی اسطرح مستحکم کیا کہ کوئی اوسکو کبھی رد نہین کرسکیگا جب تک
دنیا قائم رہیگی وہ ہی جاری رہیگا انتہی مختصرا اب تو معلوم ہوگیا کہ کوپرنیکس
اور نیوٹن کے اقوال پر اس ہئیت جدیدہ کا اعتبار ہے اور طریقہ استخراج
مسائل کا بھی قیاسات بعیدہ اور مماثلت و مناسبت غیر ضروریہ کے ساتھ

واضح ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ یہ مسائل مختلف فیہا چلے آتے ہیں اور ہین
باقی رہا یہ دعوے ہرشل صاحب کا کہ جب تک دنیا قائم رہیگی یہی مسائل قائم
رہینگے محض جھوٹی پیشین گوئی ہے جو بہت جلد معلوم ہوئی جاتی ہے
ہم ایک دوسری ہیئت کا بھی ذکر کرتے ہین جو مثل ہیئت نیوٹن صاحب کے
چل نکلے تھے یعنے مسٹر ڈشکارتیز نے ایک ہیئت ایجاد کی تھی اور اوسمین
مادہ وجود عالم کو ناقابل فنا وازلی وابدی اور جمع ہوجانا انتظام عالم کا اتفاقات
سے قرار دیا تھا اور خلا کو محال فرض کرتا تھا ہرشل صاحب لکھتی ہین یہ مسائل
وقت ایجاد سے اکثر بدلتے رہے اور مختلف طور پر فرض کیے گئے اور قریب
سو برس کے گذرے کہ بہت سے ذہین اور فہیم شخصون نے اوسکے مقرر کرنیکے
واسطے جد وجہد کی الخ ذرا غور کرنا چاہیے کہ جس زمانہ مین یہ ہیئت ڈشکارتیز
کی ایجاد ہوئی تھی اور بڑے بڑے ذہین وفہیم اوسکی ترویج کر رہے تھے
تو کیا اوسوقت مین اوسکا بھی ویسا ہی اعتقاد ہمارے جناب مخاطب کو
نہو جاتا جیسا نیوٹن کی ہیئت کی نسبت ہے اور خدا جانے قرآن شریف
کے معنے کیا کیا تصنیف کیے جاتے بلکہ مین گمان کرتا ہون کہ شاید
دہریہ پن اوس ہیئت کی زمانہ مین جاری دیکھکر اور نیوٹن کی ہیئت کی
زمانہ مین بھی شائع پاکر کچھ تردد مین حضور والا کی طبیعت ضرور پڑ گئی ہے خدا
خیر کرے اب تو ہر زمانہ کی ہیئت تراشون کی راے پر قرآن شریف کے
معنے بدلے جانے ٹھہرے ہین سو آگے چلکر ہیئت جدیدہ مسلمہ نیوٹن صاحب
کا بھی حال کھلا جاتا ہے فانتظروا انی معکم من المنتظرین ایک اور ڈھکوسلا
ہیچ کا سن لیجیے کہ بقول ہرشل صاحب کے مسٹر ٹلنیس کو مخالفت ہے
نیوٹن سے وہ کہتا ہے کہ انتظام عالم سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ
موافق اون اصولون کے ہو جو کہ حرکت مادہ سے متعلق ہین یا بموجب
قواعد علم آلات کے ہو وغیرہ ذلک من الاوہام اب ذرا ہیئت مسلمہ نیوٹن

دیا نیس کے استخراج مسائل کا تماشا دیکھیے کہ تقلیدی ایمان لانے والے
جسپر یقین کررہے ہین ہرشل صاحب کہتے ہین کہ ہیوجن صاحب جو نہایت
مشہور شخص ہے یہ خیال کرتا ہے کہ کائنات مین ایسے ثوابت بھی ہین
جنکی روشنی باوجود رفتار ۲۰ لاکھ میل فی سکنڈ کے زمانہ ابتداے مخلوقات
سے ابتک ہم تک نہین پہونچی ہے ملفظہ انصاف کیجیے کہ یہ مسئلہ کیونکر
قطعی سمجھا جائیگا اور کیا دلیل اسپر قائم ہوسکتی ہے نہ تو دوربین سے وہ
ثوابت نظر آتے ہین نہ فی سکنڈ ۲۰ لاکھ میل اونکی بھی روشنی کے چلنے کا
کوئی ثبوت ہے اور ہرشل صاحب کہتے ہین کہ حال زمین کا دیکھکر خیال
آتا ہے کہ ثوابت مین بھی اجسام ذی روح ہونگے اگرچہ ہم سے مختلف الوجود
ہونگے اور گو مخلوقات مین بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے مگر اونمین ایکطرح
کی مشابہت پائی جاتی ہے اور ایک ہی غرض سب سے دریافت ہوتی ہے
ملفظہ **اقول** اگر رجماً بالغیب اسی قسم کے دلائل سے مسائل قائم کیے جاوین
تو جسکے جی مین جو کچھ آئے قائم کرسکتا ہے اوسپر طرہ یہ ہے کہ ہرشل صاحب
کہتے ہین کہ وہ بھی اپنے سیارون کو روشنی دیتے ہونگے اور نباتات کے
نشو و نما کو مدد کرتے ہونگے ملفظہ **اقول** وجود نباتات کا ثوابت مین فرمایئے
سواے وہم و خیال کے کس برہان سے مانا جاتا ہے دوربینون کی تو
یہ کیفیت ہے کہ بقول ہرشل صاحب کے سب سے قریب ثوابت مین سے
سرس ہے اور درجۂ اول مین داخل ہے پھر بھی فاصلہ درمیان زمین اور
اوسکے اسقدر واقع ہے کہ باوجودیکہ زمین اپنے مدار مین ساڑھے نو کرور
میل آفتاب سے قریب آجاتی ہے تب بھی اوسکی مقدار مین ذرا بھی
تفاوت محسوس نہین ہوتا ہرشل صاحب لکھتے ہین کہ جسوقت کوئی
سیارہ نہایت نزدیک آفتاب کے آتا ہے تو اوسوقت اوسکے کشش
نہایت زیادہ ہوجاتی ہے تو ضرور ہے کہ وہ سیارہ بے تامل آفتاب

گر پڑے لیکن ہم کہتے ہین کہ اس نزدیکی سے سیارہ ہٹنا شروع
کرتا ہے اور جتنے فاصلہ پر پہلے تھا وہین چلا جاتا ہے یعنے اپنے مدار پر
پھر گھومتا ہے **اقول** یہ تقریر ہرشل صاحب کی مخدوش ہے کیونکہ اگر
زور متنفر المرکز اوس سیارہ مین اسقدر قوی ہوتا ہے کہ پھر اپنے مدار مین
چلا جاتا ہے اور قوت جاذبہ شمسی پر غالب آتا ہے تو ضرور ہے کہ جب وقت
وہ سیارہ بہت دور تھا اور قوت جاذبہ شمسی نہایت کمزور تھی اور سیارہ کی
قوت متنفر المرکز نہایت قوی تھی وہ سیارہ ہرگز قریب آفتاب کے نہ آتا
نہ آفتاب اوسکو کھینچ بلاتا دوم وقت معاودت کے جو قوت جاذبہ شمسی
بیکار ہوچکی تھی پھر اوسکے کھینچنے پر قدرت نہ پاتی نہ وہ خود میل آفتاب
کی طرف کرتا سوم قوت جاذبہ ہمیشہ سیدھا کھینچتی ہے کوئی وجہ نہین ہے
کہ باوجود مغلوب ہونے قوت متنفر المرکز کے کوئی سیارہ گروی مدار مین
دائرہ بناتا اور جب دائرہ بناتا تو زور متنفر المرکز ہرگز مساوی نہین رہ سکتا ہے
نہ قوت جاذبہ مساوی ہوسکتی ہے کیونکہ قوت جاذبہ شمسی جسقدر اوسکے
وسط مین ہے ہرگز اوسکے کنارون مین نہین ہے اور بالفرض کنارون
مین بھی ہو مگر قوت جاذبہ مستقیم ہونے کی وجہ سے ہرگز دائرہ نہ بنانے
دے گی چہارم کیا ثبوت ہے کہ قوت متنفر المرکز وقوت ہاربہ کوکب
وقوت جاذبہ شمسی سب برابر اور موافق ہین اور اگر بالفرض برابر یا
موافق ہین تو بڑا زاویہ بناتے بناتے چھوٹا چھوٹا زاویہ بنانا اور
قریب آفتاب کے آنا اور پھر غیر منتظم حرکت کے ساتھ پلٹ جانا متعذر ہوگا
وغیر ذلک من الایرادات اب ہم یہ سوال کرتے ہین کہ بڑا دارومدار
علم ہیئت کا اس امر پر ہے کہ آفتاب اور زمین مین کسقدر بُعد واقع ہے
اور اوسی پر قیاس کرتے کرتے تمام قاعدے کشش کے اور روشنی
کے رفتار کی مرتب کرکے نظام شمسی درست کیا جاتا ہے مگر ہم دیکھتے ہین

کہ آج تک یہ امر بھی طے نہین ہوا ہے کہ کسقدر بُعد واقعی ہے ایک فہرست اختلافات معتقدات ہیئت دانون کی ہم لکھتے ہین اوسکو دیکھہ لیجیے اور خیال کیجیے کہ کون عاقل اوسکو یقینی کہہ سکتا ہے فہرست یہ ہے

ہے پارکس صاحب	۱۵۸۶ میل
پوسے ڈونیس صاحب	۱۳۱۴۱
ٹالومی صاحب	۱۲۱۰
البٹی ژنکینئس صاحب	۷۹۳۶
کوپرنیکس صاحب	۹۰۴۲
کیپلر صاحب	۳۴۳۸
رشلئس صاحب	۷۶۰۰
نیوٹن صاحب	قریب ۱۵۰۰۰
دیگر ہیئت دانونکا قول	۲۱۰۰۰
ہرشل صاحب	۲۲۹۸۴
ورنیر	قریب ۲۲۹۸۴

یہ فہرست صفحہ ۲۳ کتاب علم ہئیت مصنفہ آر جی مارلسین صاحب سے
نقل کی گئی ہے **اقول** افسوس ہے کہ ابتک ہئیت جدیدہ کی
تحقیقات کو ہمارے جناب مخاطب قطعی سمجھ رہے ہین اور قرآن شریف
کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے حالانکہ روسکے مسائل مین اقل قلیل
ایسے ہین جو قطعی ٹھہرائے جاوین اور اوسقدر نہ قرآن شریف کے
خلاف ہین نہ احادیث صحیحہ کے اب ہم کتاب آرجی مارلسین صاحب سے
ایک خط نیوٹن صاحب کا مضمون لکھتے ہین جو اوسنے بنام ڈاکٹر
بنٹلی صاحب کے لکھا ہے اور صفحہ ۱۸ کتاب مذکور مین مندرج ہے کہ
نیوٹن بنٹلی کو لکھتا ہے کہ آپ نے فاصلہ آفتاب کا سات ہزار گونہ زمین
کے قطر کا قرار دیا ہے اور فلیمسٹڈ اور کنیسنی نے بتیس ہزار گونہ مین
خیال کرتا ہون کہ دونون حساب درست ہین آپ تو کچھ بدلنے کی ضرورت
نہین ہے فقط مسٹر مارلسین صاحب اس خط کو نقل کر کے لکھتا ہے
کہ نیوٹن صاحب بنٹلی صاحب سے کہتے ہین کہ فاصلہ آفتاب کا دو کرور
اسی لاکھ میل خواہ آٹھ کرور چالیس لاکھ میل ہے پھر بھی دونون کو
یکسان ٹھہراتے ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی رائے مین
پانچ کرور سات لاکھ کا فرق کسی حساب وشمار ہی مین نہین ہے انتہی **اقول**
اے عقلاے عالم اس نیوٹن کی بے پروائی اور خود رائی کا تماشا
دیکھیے کہ اسقدر فرق کثیر حساب مین اوسکے نزدیک ثابت ہوا ایسے بھی
وہ ہئیت جدیدہ کی صحت پر دعوے کرتا جاتا ہے جب ایک نیر اعظم
کے حساب مین اسقدر بطلان اوسکی تحقیق کا ظاہر ہو گیا تو دیگر سیارات
کے حساب مین کیا حال ہو گا فتنبہ ولا تکن من الغافلین الحمد للہ
کہ بس نیوٹن کی تحقیقات پر ہمارے حضرت مخاطب ہئیت جدیدہ پر
تو مذہب سے بھی زیادہ یقین رکھتے ہین اوسکی قلعی کھل گئی اور گلیلیو کا

بھی ایک خط کتاب اول علم ہیئت مولفہ چمبر صاحب مین موجود ہے جو بنام ولیم صاحب کے اوسنے لکھا ہے اور اوسکی نقل رسالہ شہاب ثاقب مین بخط انگریزی ہم لکھہ چکے ہین اوسکی تھوڑی سی عبارت پھر یاد دلائی جاتی ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ ہیئت محض وہمی و فریبی تھی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دیکھا تھا دھوکے مین رکھا ہے اب شاید وہ وقت آپہونچا کہ جو لوگ تجربات جدیدکو محض مغالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین اونکی سو کھی ہوئی امید پھر تازہ ہو جاوے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین اب مین کیا کہون تنگی فرصت و غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجکو سخت گھبرا دیا ہے انتہی سبحان اللہ جو لوگ موجد یا بانی و حامی و کاملین ہیئت جدیدہ کے ہین اونکا تو یہ حال ہے کہ خود ہی اطمینان نہین رکھتے ہین اور فاصلہ ستارونکا بلکہ آفتاب کا بھی زمین سے تحقیق نہین کر پایا مگر حضرت اسے علے قرآن شریف سے بھی زیادہ اوسپر ایمان لانے کو طیار ہو گئے ہین اب مجکو یہ خیال ہوتا ہے کہ جب حضرت مخاطب سمجہ لینگے کہ دوربین سے کسی شی نہایت شفاف کا نظر نہ آنا خصوصاً بعد کثیر کی وجہ سے خلاف عقل نہین ہے اور شیشے دوربین کے ابتک موجودات کرہ قمر کے استدراک مین بھی قاصر ہین اور بہت ضروریات علم ہیئت کی نظر آنے مین قابل یقین نہین ہین تو دوربین سے نظر نہ آنا افلاک کا مستلزم انکار وجود افلاک کا نہوگا اور کوئی استحالہ عقلی کسی دلیل قطعی سے وجود افلاک پر قائم نہو سکیگا تب مجبور ہوکر پرورش بات کی نہ چھوڑینگے اور تمام علم ہیئت کو عربان کرکے کوئی دوسری دلیل تلاش کرینگے جس سے وجود سبع سموات طباقاً کا قطعاً باطل ٹھہر جاوے میری دانست مین انشاء اللہ کوئی برہان

نہ ملیگی نہ کسی طرح کی سند المنع ہاتھ آئے گی ہان غلطی سے یہ خیال کرینگی
کہ اگر افلاک کا وجود ہوتا تو دمدار ستارے اونمین ٹکر کھاتے اور
پاش پاش ہوجاتے اس شبہہ کا بھی ہم متعدد طریق سے جواب دیتے ہین
اولاً ہرشل صاحب لکھتے ہین بسبب اسکے کہ دمدار ستارون کی شکل
عجیب ہوتی ہین اور اونکی حرکت تیز اور ظاہرا بے قاعدہ ہوتی ہے اور
وہ یکایک نمودار ہوتی ہین اور اونکا قد بھی اکثر بڑا ہوتا ہے تو ہر زمانہ مین
لوگ اونکو مشاہدہ کرتے آئے ہین گو اب ہمنے یہ بات دریافت کرلی ہے
کہ دمدار ستارون کے لیے حرکات بے قاعدہ نہین اور اونکی حرکات
کے باب مین بھی قواعد جاری ہوسکتے ہین جو اور ستارون سے متعلق ہین تاہم
پھر بھی ہمکو ماہیت اس قسم کے سیارون کی ابتک معلوم نہین ہوئی ہے
اور یہ بات بھی تحقیق نہین ہوئی ہے کہ نظام شمسی مین اونکے وجود سے
کیا کام نکلتا ہے ابتک معقول باعث اون دمدار ستارون کا معلوم نہوا
بلکہ کوئی ایسی بات بھی معلوم نہین ہوئی جو کہ قریب قریب سچ کی معلوم ہو بلفظہ
اب غور کرنا چاہیے کہ جب کوئی سچی بات اونکی نسبت معلوم نہین ہوئی
تو اونکی نسبت کوئی قطعی دورہ کا قاعدہ کہان سے تسلیم کیا جایگا
اور وہ کیونکر افلاک مین ضرور ٹکر کھایگا ثانیاً ہرشل صاحب کی
تحقیق یہ ہے کہ دمدار ستارے مجموعہ بخارات شفاف کے ہین چنانچہ
وہ کہتے ہین اکثر جب بہت اچھی دوربین کو طرف دمدار سیارون کی
پھیرا ہے اور مشاہدہ کیا ہے تو دریافت ہوا ہے کہ دمدار سیارے
فقط مجموعہ بخارات شفاف کے ہین بلفظہ تو ایسے شفاف بخارات
جو منتشر اور معدوم اور منقطع بھی ہوجاتے ہین اونکے ٹکر کھانے یا نہ کھانے
سے افلاک کو کیا نقصان ہے کیونکہ ہرشل صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ
اونکی حرکات نہایت بے قاعدہ ہین بعض اوقات دمدار سیارے

فقط چند روز کے واسطے نظر آتے ہین بعدہ غائب ہو جاتے ہین
اور بعض اوقات مہینون نظر آتے ہین بعض اونمین سے نہایت
آہستہ حرکت کرتے ہین اور بعض نہایت تیز رفتاری سے اکثر مختلف
مقامون پر مختلف رفتار رکھتے ہین کسی جگہ وہ نہایت آہستہ چلتا ہے
کسی جگہ بہت تیز چلتا ہے بعض دمدار سیارے سیدھے ایک سمت
مین چلے جاتے ہین اور پھر اولٹ کر اوسی راستہ پر آتے ہین جہان سے
گئے تھے اور بعض نہایت بے قاعدہ مدار مرتسم کرتے ہین یہ بات نہین ہے
کہ دمدار سیارے کسی خاص جزو فلک پر ہمیشہ حرکت کرتے رہتے ہون
بلکہ وہ ہر جگہ آسمان پر مختلف اوقات پر حرکت کرتے ہین جسقدر کہ تغیرات
اون سیارون کی رفتار مین ہوتے ہین اوسیقدر اونکی صورت اور قد
وقامت مین بھی ہوتی ہین الے قولہ اونکی دم کے پیدا ہونیکا باعث
آفتاب کی کرنین ہوتی ہین کچھ اونکے اثر سے دم پیدا ہو جاتی ہے
جسقدر آفتاب سے دور جاتے ہین اونکی دم اور روشنی گھٹتی جاتی ہے
بلکہ بالکل نظر سے غائب ہو جاتے ہین انتہی **اقول** جب یہ حال ہے
تو افلاک مین ٹکر کھانے کی کیا ضرورت ہے اور ہٹ کر نکل جانا کیونکر
خلاف امکان ہے اور اونکا معدوم ہو جانا یا گھٹ جانا یا تغیر ہو جانا
کیا محال ہے چنانچہ ہرشل صاحب ایک دمدار سیارے کے حال مین
لکھتے ہین بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کو یہ دمدار سیارہ
آفتاب مین گر پڑیگا یا قبل از پہونچنے آفتاب تک وہ خود زائل ہو جائیگا
کیونکہ ہر دفعہ کہ وہ نمودار ہوتا ہے اوسکا قد و قامت بہ نسبت سابق
کے کم مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس سے یہ غالب معلوم ہوتا ہے کہ
چند مدت مین وہ بالکل زائل ہو جائیگا ملفظہ ثالثًا اس سے یہ بھی ثابت ہے
کہ کشش اور سیارون کی اصلی مدارون سے دمدار سیارون کو ہٹا دیتی ہے

چنانچہ ہرشل صاحب لکھتے ہین جب دُمدار سیارے اپنے مدارون مین
گردش کرتے ہین تو وہ اثناے گردش مین قریب سیارون عام نظام
شمسی کے آتے ہین اور کشش اون سیارون کی اونکو اپنے اصلی
مدارون سے ہٹا دیتی ہے اور اس باعث سے صورت مدارون دُمدار
سیارون کی بدل جاتی ہے کچھ خدا کی قدرت ایسی ہے کہ مشتری
اور اوسکے چاند دمدار سیارون کی حرکت اصلی کے بہت حارج ہوتے ہین
چنانچہ سنہ ۱۷۷۰ع مین جو دمدار سیارہ نمودار ہوا تھا وہ پھر بھی نمودار ہوا چاہتا تھا
مگر جب مشتری کے قریب پہونچا تو وہ اوسکے چاندون مین اولجھہ گیا الخ
مختصراً اقول جب یہ حال ہے تو نکر کھانا دمدار ستارون کا افلاک مین اور
مدار معین سطے کرنا اونکا ضروری نہ رہا الغرض ہم یہ بات کسی دلیل سے
صحیح نہین پاتے ہین کہ جسقدر دمدار ستارے ہین وہ آفتاب ہی سے
پیدا ہوتے ہین اور اوسی مین پھر جاتے ہین اور یہ مسئلہ ابتک متفق علیہ
ہیئت دانون کا بھی نہین ہوا ہے بعض اشخاص نے اپنے قیاس سے
ایسا گمان کیا ہے مگر برہان سے ثبوت نہین دیا ہے بلکہ ابتک اسی مین
متردد ہین کہ دُم اونکی کہان سے آتی ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے
اور کمی بیشی کی وجہ صحیح کیا ہے ہرشل صاحب لکھتے ہین کہ نیوٹن صاحب نے
دریافت کیا تھا کہ دُم اوس بڑے دمدار سیارے کی جو سنہ ۱۶۸۰ع مین
نہایت قریب آفتاب کے نمودار ہوا تھا .... میل کی تھی اور
فقط دو دن مین وہ سیارے سے پیدا ہو گئی تھی اور اس سے یہ قطعی
معلوم ہوتا ہے کہ یہ دُم بسبب کسی قوت سخت کے یکایک پیدا
ہو جاتی ہے الی قولہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب ہی مین ہے بلفظہ
اور دوسرا دمدار سیارہ جو سنہ ۱۷۶۹ع مین نمودار ہوا اوسکی نسبت
نیوٹن صاحب لکھتے ہین کہ یہ بات خیال مین نہین آتی کہ کسطور سے

اپنے دورے کے پھیلے ہوے مادہ کو ضعیف کشش و مدار سیارون کی
پھر اکٹھا کر لیتی ہے اور کم ہونا دم کا اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے بلفظہ
اقول اب جزم و یقین کے ساتھ یہ کہنا کہ دمدار ستارے جسقدر نمودار
ہوتے ہین وہ آفتاب ہی سے پیدا ہوتے ہین مکابرہ و تحکم محض ٹھیریگا
اب ہمکو یہ بھی بیان کرنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ رفتار روشنی کا بھی
محض وہمی ہے ہرگز قطعی اور متفق علیہ نہین ہے نہ کسی اصول صحیح پر
مبنی ہے مشتری کے چاند کا گہن صاف ہونیکا جو وقت حکیم ہامی روبر نے
سمجھا تھا اور اوس سے جسقدر بدت کے بعد روشنی نظر آئی اوسی عرصہ کو
اوسنے قاعدہ رفتار روشنی کا سمجھ لیا تھا چنانچہ اوس حکیم کا وہ ذکر
لکھنے کے بعد ہرشل صاحب لکھتے ہین + اور یہان سے اوسکو یہ وہم گیا
کہ شاید روشنی بھی واسطے طے کرنے فاصلون دراز کے کچھ عرصہ چاہتی ہے
پس اس حکیم نے یہ فرض کر کے کہ روشنی کچھ عرصہ طے کرنے فاصلون کا
لیتی ہے حساب سے یہ بات ثابت کر دی کہ رفتار روشنی کی فی سکنڈ
۱۹۰۰۰۰ میل ہے مگر مسٹر برید نی صاحب کے نزدیک اوسکے خلاف
مقدار قرار پائی ہے اقول اب تو کچھ شک نرہا کہ قاعدہ رفتار روشنی کا
محض وہمی و خیالی ہے حالانکہ اوسی پر مدار تمام قواعد مقدار اک
قرب و بعد کواکب کا رکھا گیا ہے اور اب تک خدشات ذیل کا جواب
شافی میسر نہین آیا خدشۂ اول یہ ہے جائز ہے کہ چاند مشتری کے
گہن شروع ہونے اور رفع ہونے کی وقت مین اوس ہو جداول کو
غلطی واقع ہوئی ہو کیونکہ زمین کے چاند پر قیاس کیا تھا اور حساب مین
غلطی کا ہونا قابل انکار نہین ہو سکتا اور زمین کے چاند کا قیاس
خواہ مخواہ مشتری کے چاندون پر کر لینا اور مطابقت کلی سمجھنا محض
تحکم ہے خدشۂ دوم یہ ہے کہ دوربین کے شیشے کی غلطی ہو سکتی ہے

اور فہم کی بھی غلطی ممکن ہے خدشہ سوم یہ ہے کہ پہونچنا روشنی
ہر ستارہ کا ایک ہی ستارہ یعنے مشتری کی روشنی پر قیاس کر لینا
قطعی دلیل نہیں ہے بلکہ اقسام روشنی و قوت نفوذ و خاصیت ہر ستارہ میں
تفاوت ہو سکتا ہے خدشۂ چہارم روشنی کا منتقل ہونا اور آنکھ میں
دیکھنے والے کے پہونچنا اوسکے عکس کا منحصر ہے اس امر پر کہ کرہ ہوائی
جو باعث انتشار و مانع انعکاس کسیقدر ہوتا ہے وہ ہر وقت یکسان ہو
حالانکہ یہ امر نہ اختیاری ہے نہ اوسکا کوئی حساب مقرر ہے بلکہ
محال عادی ہے تو ہر ستارہ کا اوسی حساب پر فاصلہ معین کرنا متعذر ہے
خدشۂ پنجم یہ ہے کہ روشنی کا پہونچنا بلا واسطہ کسی مادہ کے نہین ممکن ہے
یعنے ضرور ہے کہ خلاء محض درمیان مین نہو بلکہ کوئی مادہ ہو جسمین اوسکا
عکس پڑے اور وہ مادہ اوسکو قبول کرے اور اوسی مادہ سے جو مادہ
قریب ہو وہ بھی اوسکو قبول کرتا چلا آوے یہان تک کہ ہماری آنکھ
مین پہونچے مثلاً آواز نہین پہونچے گی جب تک ہوا کا ذریعہ اوسکے
واسطے نہو گا خلاء محض باعث انقطاع سلسلہ کا ہو جاۓ گا نہ تو روشنی
پہونچے گی نہ آواز جب یہ قاعدہ مسلم ہے تو اب کوئی برہان عقلی چاہیے
جس سے وہ مادہ متحقق ہو جو مشتری کے چاند سے یہان تک موجود تھا
اور پھر اسکا بھی ثبوت درکار ہے کہ وہ ہمیشہ یکسان موجود رہتا ہے
فضاۓ بسیط یا بعد مجرد مین باوجود سیال ہونے کے اوسکو اسی قسم کا
ثبات و قیام ہر وقت رہتا ہے کہ کبھی کسیطرح کا تغیر و تبدل نہین ہوتا
حالانکہ اسکا ثبوت متعذر ہے اور بالفرض ثابت بھی ہو جاۓ تب بھی
ہر ایک ستارہ کی روشنی کی رفتار کے وقت بعینہ وہی کیفیت اور خاصیت
اور مقدار اوس مادہ کی جو واسطہ ہے قائم رہنی محتاج برہان ہے
جو ابتک پائی نہین جاتی ہے خدشۂ ششم یہ ہے کہ کبھی کبھی رفتار

روشنی کی مستقیم نہین ہوتی ہے بلکہ بسبب شمول عوارض خارجیہ ورمیانی کے انحراف شعاعون کا بھی واقع ہوتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ جسطرح ایک مرتبہ مدت پہونچنے روشنی کی معلوم ہوئی تھی ہمیشہ وہی قائم رہے اور ہر ستارہ کے حساب مین اوسیکو قاعدہ کلیہ سمجھا جاے اب ہم بیان کرتے ہین کہ قاعدہ شعاعون کا جو اس صاحب نے لکھا ہے اور وہ فرماتے ہین کہ ایسے بھی ستارے دیکھے گئے ہین جنکی روشنی زمین تک ۳۵ لاکھ برس مین پہونچی ہوگی اسکے تردید مین مارش صاحب اپنی کتاب مطبوعۂ مقام لندن صفحہ ۳ سے ۵ تک مین لکھتے ہین کہ رفتار روشنی کی بحساب مسلمہ فی سکنڈ دو لاکھ میل کے ایک سال مین ۶۳۰۷۲۰۰۰۰۰۰ میل ہوتی ہے اوسکو ۳۵ لاکھ مین ضرب دینے سے ۲۲۰۷۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ میل فاصلہ اون ستارون کا ٹھہرا جنکی روشنی بقول راس صاحب بعد طے اوسقدر مسافت بعید کے زمین تک پہونچی مصنف مذکور کا یہ خیال ہے کہ بیہودہ عدد بڑہاتے چلے گئے ہین اور مصنف موصوف چاند کے فاصلہ پر جو ہرشل صاحب و نیوٹن وغیرہ کے نزدیک مسلم ہے اعتراض کرتا ہے صفحہ ۱۲ سے ۱۷ تک اپنے اعتراض کے دلائل لکھتا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ہرشل صاحب نے لکھا ہے کہ زمین کا عکس قمر کے جرم سے اوس پار تک پہونچتا ہے لیکن یہ تصریح کہین نہین پائی جاتی کہ یہ عکس فی الحقیقت کتنا بڑا ہے اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ فاصلہ قمر کا زمین سے دو لاکھ ۳۷ ہزار میل ہے پس بلحاظ اس فاصلہ مفروضہ کے زمین کا عکس جو غایت درجہ ۲۲ لاکھ سات سو تیس میل ہو سکتا ہے کسیطرح ممکن نہین کہ قمر پر پہونچکر اوسکو منخسف کرے پس قمر پہ زمین کا عکس پڑنا اور اوسکا گہن لگ جانا جو ہم لوگ روزمرہ دیکھتے ہین ثبوت کافی اسکا ہے کہ مہندسون کو صحیح فاصلہ قمر کا معلوم

نہین ہوا چنانچہ اس فاصلہ کو ونس صاحب نے اپنی کتاب مؤلفہ سنہ ۱۸۶۰ع
مین دو لاکھ اونتالیس ہزار اونتیس میل بیان کیا ہے اور ہرشل صاحب نے
اپنی ایک کتاب مؤلفہ سنہ ۱۸۳۵ع مین دو لاکھ ۳۷ ہزار سات سو میل اور
پھر دوسری کتاب مین ۲ لاکھ ۲۷ ہزار لکھا ہے حالانکہ صحیح فاصلہ
میری تجویز مین ۲۳۲ ہزار آٹھ سو ساڑھے ۲۰ میل ہے اور صحت اسکی
وقوع خسوف سے ظاہر ہوتی ہے انتہی بلفظہ مترجما **اقول** جب یہ حال
تحقیقات ہیئت جدیدہ کا ہے کہ ایسی ایسی موٹی باتون مین ٹھوکرین
کھاتے ہین اور اوسکو تقلیداً لوگ صحیح جانتے ہین تو ہیئت جدیدہ کو
قرآن شریف سے وہ ہی شخص مقابلہ کریگا جسکو کلام الٰہی پر یقین نہوگا
اب ہمکو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ نیبولا کا حال بھی بحث مین لاوین اس لفظ کی
معنی اصطلاحی علم ہیئت مین یہ ہین + نہایت دھندلی روشنی کے ساتھ
جگمگاہٹ جو آسمان مین فاصلہ بعیدہ پر نظر آتی ہے اور جسکو انتہائی
حلقت کہتے ہین + کتاب بلورالٹی آف دی ولڈ کے صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ باب ہفتم
مین لکھا ہے ایک مرتبہ عموماً علماء ہیئت نے یہ خیال کیا کہ یہ قطعات
نور جو آسمان مین اس کثرت سے دکھائی دیتے ہین مثل سیارون کے
اجسام منور بصورت معین و محدود نہین ہین بلکہ فی الاصل جیسا کہ عمدہ
دوربین سے معلوم ہوتا ہے شعلہ ہاے بخاری یا سحابی اسطرح پر مجتمع
ہوگئے ہین کہ مثل اجزاے سحابی و بخاری کے اونمین تفریق و انتشار
ممکن ہے اور کیتنی ہی بڑی قوت نظر سے بھی مواد جداگانہ ہوجانیکے
قابل نہین یہ راے چند روز تک بڑے اعتبار کے ساتھ مسلم رہی چنانچہ
ہرشل صاحب نے اسی اصول پر یہ تفریع کی کہ کل آفتاب اور نظامات
انہین مواد ہوائی سے بنے ہونگے یہی بخارات منور مرکز مین مجتمع و منجمد
ہوکر پرجوش آفتاب ہوگیا اور باقی اجزا اوڑتے ہوے سرد اور

بے نور ہوکر سیارات دائر بن گئے لاکن ناظرین حال خصوصاً لارڈ راس صاحب
و مسٹر بانڈ صاحب کی تحقیقات کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اکثر اشیاے فلکی جو
سابق مین بہ تحقیق نبیولا تصور کیے گئے تھے متفرق ستارے معلوم ہوے
اور یہ تفریق اکثر مختلف اقسام کی نبیولا مین مشاہدہ ہونے سے ہیئت دانون
کے دلون مین شبہہ قوی پیدا ہوا کہ ہر قسم کے نبیولا اگر مناظر و مرایا کے
عمدہ توتون کے ساتہ نظر کیے جاوین متفرق سیارے معلوم ہونگے
صرف بوجہ زیادہ تر فاصلہ پر واقع ہونے کی یہ صورت نبیولا نظر آتی ہین
اگر بتحقیق دیکھے جاوین تو وہ مجمع سیارون کے ہین جنمین ہر ایک مثل
ہمارے آفتاب کے ضروری اور مرکز سیارات کا ہے پھر بعد اس تحقیقات
کے ہم لوگون کو ایک اور عجیب انکشاف ہوا کہ یہ نبیولا متصل شے واحد
نہین ہے بلکہ نقاط متفرق ہین جنمین جدا جدا چمکدار دانے مثل ریتی
یا اور کسی دانہ دار چیز کے شامل ہین جو اکٹھا ہوکر پارہ نور ہوگئے ہین یا اصل
مین اسی صورت کے بنائے گئے ہونگے جو شخص نہایت بیباک ہے
جو ان سوالات کا جواب دینا ایسے استدلال کے ساتہ اپنے ذمہ لے
جسپر کوئی جرح و نقص وارد نہو اور کیونکر بیان کیا جاوے گا کہ یہ قطعات نور
کیا ہین اور کتنی بڑی ہین اور کسقدر فاصلہ پر ہین اور کس صورت کی ہین اور کس کام مین
آتی ہین اور ایک نادر واقعہ نسبت نبیولا کی یہ ہے کہ وہ مرکب قطعات طویل و خطوط مختلف سے جو
اطراف مین پھیلی ہوی ہین صورت اور وسعت اونکی مطابق قوت نظر کے متبدل ہوا کرتی ہے
اکثر نبیولا و بالخصوص زیادہ تر دھندلی روشنی والے نبیولا کی صورت
بذریعہ معاینہ آلات مناظر و مرایا کے اسقدر بدلتی جاتی ہے کہ ہیئت دانان عصر
زمانہ حال کی قوی دوربین سے اون صورتون کا شناخت کرنا محال ہے
جنکو ناظرین سابق نے دیکھکر لکھا ہے بعض حصے اوسکے جو سابق مین
جدا دیکھے گئے تھے اب باریک سلسلہ نور سے ملے ہوے معلوم ہوتی ہین

انتہی بلفظہ مترجما صفحہ ۱۲۴ و ۱۲۵ **اقول** اب تو کچھ شک نرہا کہ تحقیقات
ہیئت جدیدہ کی محض وہمی و خیالی ہے ہرگز قطعی و یقینی نہین ہے
اور دوربین سے حقیقت حال اجرام فلکی کا دریافت ہونا نہایت دشوار ہی
جسقدر دریافت ہوتا ہے وہ اکثر غلط نکلتا ہے اور اوسپر اتفاق حکما کا
نہین ہوتا ہے ہر ایک اپنی اپنی بولیان بولتا ہے جب ایک جسم نبیولا
کی تحقیقات پر خاتمہ علم ہیئت کا ہوگیا تو اب آسمانون کا نظر نہ آنا یا
اونکا مادہ معلوم نہونا حکمار جدیدہ کو کیا بعید ہے اور کیا استحالہ عقلی
قائم ہو سکتا ہے اور کس منہ سے کوئی ایمان دار کہ سکتا ہے کہ یا تو
قرآن شریف تمہارا باطل ہے یا ہیئت جدیدہ سے ملا دو اور محض
اعتقادی مسئلہ دل مین جما لینا کہ تحقیق حکمار قدیم کی دربارہ ہیئت
قدیمہ کے صحیح ہے یہ بھی کسقدر تعصب ہے حالانکہ فلاسفہ جدیدہ نے اونہین
حکما کی اعتبار پر بہت مسائل چھوڑ رکھے ہین چنانچہ ہرشل صاحب لکھتے ہین حقیقت یہ ہے کہ دو ہزار
برس بیشتر کی حکمار ان سیارون کو جانتے تھے اور اونہون نے مشاہدات نسبت اونکی بہت صحیح صحیح
اور ہوشیاری تمام کیئے تھے اسلیئے حال سیارون کی جگہ کا اونہون نے دریافت کرکے لکھے ہین صحیح
تصور کرنی چاہیئین انتہی بلفظہ **اقول** اب خواہ یہ مان لینا کیا ضرور ہے کہ وجود
افلاک کی سات حرکات سیارون کی جنمین مدار سیاری بھی داخل ہین
حکمار قدیم نے غلط بیان کیئے ہین فقد بر مخفی نرہے کہ قواعد کیپلر صاحب پر
ہیئت دانون کو بڑا افتخار ہے اور نیوٹن صاحب کا نظام آسمانی بقول
ہرشل صاحب کے اوسی پر موقوف ہے مگر اونکی غلطیان دریافت کرکے
تاویلات سخیفہ سے پردہ ڈالے لیتے ہین تاکہ سارا طلسم نہ ٹوٹ جاوے اور
دبی زبانون سے اوسکی بے حقیقتی جتاتے ہین پھر اوسکو یون ٹال دیتے ہین
کہ جو غلطی حس مین نہ آسکے یا خفیف سی ہو کچھ قباحت نہین ہے چنانچہ
ہرشل صاحب لکھتے ہین + جسوقت کہ مشاہدات سے مقام سیارون کا

بہت صحیح صحیح نکالتے ہین اور ہر ایک سیارہ کو متواتر سالہا سال تک دیکھتے ہین اور اوسی قاعدہ سے اوسکی گردش زمانہ گذشتہ مین نکالی جاتی ہے تو یہ دریافت ہوتا ہے کہ قواعد کیپلر صاحب کے قریب قریب صحیح کے ہین اگر ہم چاہین کہ حساب بہت صحیح نکلے اور اوسمین ذراسی بھی غلطی واقع نہو تو اس قاعدہ مین ذرا اختلاف کرنا چاہیے یعنے مدار سیارون کا جو بشکل بیضیہ قائم تصور کیا گیا تھا درحقیقت ایسا نہین ہے اوسمین جزوی سا اختلاف ہوتا رہتا ہے اگر حساب صرف سیارون کی چند گردشون کا کرین تو ان باتون کا اونمین خیال رکھنا کچھ ضرور نہین لیکن اگر ہم اوسی قاعدہ کی روسے صدہا سال کی گردشون کا حساب کرین تو البتہ اوس صورت مین اونکے مدار کو قائم نہین تصور کرنا چاہیے کیونکہ اوسمین بیچ اس عرصہ کے اختلاف قابل حس کے واقع ہوگا اور اوسکے مدار کی ہیئت بہت بدل جائیگی اس جگہ ہم اوسکا کچھ ذکر نہین کرتے ہین اسلیے کہ جو غلطیان کہ اس سبب سے واقع ہوتی ہین اسقدر جزوی ہوتی ہین کہ وہ اون حسابات مین جنکا ہم اس مقام پر ذکر کر رہے ہین غلطی قابل حس کے پیدا نہین کرتی ہین انتہی بلفظہ اب مجکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قواعد مقررہ کیپلر صاحب پر بھی کچھ بحث کرون کیونکہ علم ادات وحالات کشش پر ہیئت جدیدہ کا مدار ہے ہرشل صاحب لکھتے ہین کیپلر صاحب کے قاعدون سے یہ نہین ثابت ہوا ہے کہ سیارے طرف آفتاب کے کسقدر زور سے مائل ہوتے ہین مگر یہ تحقیق ہوتا ہے کہ آفتاب اونکو اپنی طرف کھینچتا ہے بلفظہ اور یہ بھی لکھتے ہین کہ از روے قواعد علم ادات کے اگر ایک جسم پر ایک ہی روز اثر کرے تو وہ اوسے ہمیشہ خط مستقیم مین لیجاویگا بلفظہ اور قاعدہ سوم کیپلر صاحب کا ہرشل صاحب یہ لکھتے ہین + وہ قوت جو کہ اجسام کو اونکے مدار مین گردش دیتی ہے ایک سے مگر وہ موافق

فاصلہ بدلتی رہتی ہے کشش آفتاب کے اوپر ہر ایک جرم فلکی کے جو کہ نظام شمسی سے متعلق ہین موافق مقدار مادہ کے اثر کرتی ہے اور اسلیے نہ تو موافق کشش کیمیا ے یا مقناطیس کے ہے کیونکہ یہ نہ تو صرف لو ہے اور نہ خاص کسی چیز پر اثر کرتی ہے بلکہ وہ تمام سیارون کو کھینچتی ہے انتہی اقول جب نہ در قوت جاذبہ شمسی کا اور قوت رفتار ہر ستارہ کا معلوم نہین ہے تو یہ مان لینا پڑے گا کہ قوت جاذبہ شمسی غالب اور قوت ہاربہ و قوت متنفر المرکز کمزور ہے لامحالہ قوت جاذبہ شمسی ہر ستارہ کو کھینچتی ہے اور سیارہ بھی کھینچنا قبول کرلیتا ہے اور یہ بھی قرار پاگیا کہ وہ قوت ہمیشہ خط مستقیم مین لانا چاہتی ہے اور فاصلہ بعید سے کم اور قریب جرم شمس کے زیادہ ہے تو جسوقت کسی سیارہ کو کھینچیگی سیدھا کھینچ گا اور جسقدر طرف آفتاب کے بڑہتا جائیگا اوسیقدر کشش مستقیم بڑھتی جائیگی اور ایسی حالت مین نہ تو وہ سیارہ پھر پلٹ جائیگا نہ آفتاب مین ملجانے سے محفوظ رہیگا نہ قوت جاذبہ جو مستقیم کھینچتی ہے وہ مغلوب قوت ہاربہ ستارہ کی ہوجائیگی ورنہ پہلے ہی نہ کھینچ لاتی اور بسبب فاصلہ بعیدہ کے کمزور ہوجانے سے مغلوب ہوجاتی اور قوت ہاربہ سیارہ کی پہلے ہی غالب آجاتی اب اگر قوت متنفر المرکز کو بار بار زبان پر لاؤ تو وہ کوئی دوسری چیز نہین ہے وہی قوت ہاربہ ہے جسکا ذکر ہم لکھ چکے ابتو یہ مان لینا پڑا کہ سوا ے اس امر کے کہ سورج کی طرف سیارے میل کرتے ہین اتنا دریافت کرکے کیپلر صاحب نے وہم و گمان سے قاعدے بنائے ہین اور پھر بھی اصلی حال معلوم نہونے سے گھبرائے ہین اور کوئی بات یقینی و قطعی اس بحث مین بھی نہین ہے اور ہم تمام قواعد مین دیکھتے چلے آئے ہین کہ سوائے وہم و خیال کے جسقدر مشاہدہ دوربینون سے کیا گیا ہے

گو وہ بھی بہت غلط ثابت ہوتا گیا ہے پھر بھی نہایت کم ہے ہرشل صاحب
کی کتاب مین ہے، علاوہ ازین کثافت زحل کی قریب ۸ دفعہ زیادہ
بہ نسبت کثافت زمین کے ہے اور اوسکا قد و قامت بہ نسبت زمین
کے نہایت زیادہ ہے پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ زحل ایسے
مادہ سے بنا ہوا ہے کہ وہ بہ نسبت لکڑی کا رک کے کچھ بہت بھاری
نہین ہے اب ذرا غور کرنا چاہیے کہ بہ سبب اس اختلاف کثافت
کے کسقدر فرق اون جاندار خلقت کی بود و باش مین آنا چاہیے جو
اس سیارہ پر بستے ہونگے اب ہم باتون قیاس و گمان کی چھوڑ کر اون
باتون کا بیان کرینگے جو بذریعہ دوربین نکے درباب حالات سیارون
کے دریافت ہوئی ہین بذریعہ دوربین کے عطارد کا حال سوا ے
اس بات سے کے کہ وہ گول ہے اور کم و بیش مانند چاند کے ہوا کرتا ہے
اور کچھ دریافت نہین کر سکتے ہین الی قولہ زہرہ مین کوئی عجائب باتین
مشاہدہ نہین کی گئی ہین گو قطر حقیقی زہرہ کا قریب ۸۰۰۰ میل کی ہے
اور اوسکا قطر ظاہری ۶۱ تک کا دیکھا گیا ہے کہ اسقدر قطر ظاہری
کسی اور سیارہ کا نہین دیکھا گیا ہے پھر بھی بذریعہ دوربین کے ہوسکا
اچھی طرح سے مشاہدہ ہونا نہایت مشکل ہے زہرہ کی تابندگی اسقدر
تیز ہوتی ہے کہ وہ آنکھ کو نہایت چکا چوند دیتی ہے اور جو عیوب
دوربین مین ہوتے ہین اونکو زیادہ کر دیتی ہے اب ذرا زحل کے
متعلق اوہام و ظنون کو ملاحظہ کیجیے کہ پہلے تو دوربینون سے یہ مشاہدہ ہوا
کہ دو چھوٹے چھوٹے ستارے زحل کے ساتھ رہتے ہین پھر جو دیکھا
تو وہ غائب ہو گئے تھے بعدہ یہ ٹھہرایا گیا کہ دو حلقے نور کے ہین جو
زحل کے گرد رہتے ہین اور وہ بہت بھاری ہین اب اوسپر
یہ اعتراض وارد ہے کہ وہ حلقے کسواسطے زحل پر بسبب ثقل کے

گرنہین پڑتے تو ہرشل صاحب وغیرہ احتمالات پیش کرتے ہین کبھی
کہتے ہین کہ زور منسفر المرکز مانع ہوگا کبھی کہتے ہین کہ اونکی حرکت
اور زحل کی حرکت موافق ہے اور شمس کی قوت جاذبہ کو بھی دخل ہے
کبھی کہتے ہین کہ جگہ دوری کی بدلتی رہتی ہے اس سبب سے نہین گرتی ہین غرضکہ سوا اون
جوابون کی جنپر بہت سی ایرادات واقع ہوتی ہین کوئی قطعی امر نہین ہے اب تو جب
ایسی چمکیدار اجرام کی استدراک مین دوربین بھی قاصر ہے اور ستارون کیساتھ اس قسم کے
اجرام بھی ثابت ہوتے جاتے ہین تو انکار وجود افلاک کا قطعاً کردینا کسقدر نامعاقبت اندیشی
ہے زمین سے کئی حصہ بڑے دو کرہ جسمانی اب نظر آئے ہین اور
زحل کی گردش اونکی تابع معلوم ہوئی ہے مگر اس سے پہلے وہ ستارے
سمجھے گئے تھے اب حلقے ٹھہرے مگر اصل حال ٹھیک ٹھیک یقینی طور سے
اب تک نہین معلوم ہوا ہے تسپر افلاک کا نظر نہ آنا واسطے تکذیب کلام
الٰہی کے کافی سمجھا جاتا ہے نعوذ باللہ من الاوہام اور اوسیطرح یہ ہے
کہ بین دیکھیے وجود مخلوقات ذی روح کا قمر و زحل وغیرہ مین تسلیم
کیا جاتا ہے یہان تک کہ ہرشل صاحب کی کتاب مین ہے ۱۲ ایسے
سیارون مین ریو بود و باش کرسکتے ہین کیونکہ وہان ہر شے کا وزن
کم ہوتا ہے اور اس باعث سے وہ اژدہا پیدائش جنکی سہارے
کے لیے پانی کی اوچھالنے والی قوت ضرور ہے وہ وہان باشندی
خشکی کے ہوسکتے ہین الخ بلفظہ **اقول** اے مسلمانو ذرا تماشا دیکھو
ہمارے جناب مخاطب جن موجودات کے وجود خارجی کا انکار کرتے ہین
یعنے جن و شیاطین وغیرہ اونکی نسبت جناب ممدوح کے معتقد کیا
فرماتے ہین فافہم اور اب یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہے کہ بذریعہ دوربین
کے اب تک آفتاب کا بھی حال بخوبی ظاہر نہین ہوا ہے جسکو مرکز قرار
دیا جاتا ہے اور جو سب سیارون سے زیادہ بڑا اور چمکنے والا ہے

چنانچہ ہرشل صاحب لکھتے ہین حال اون سیاہ داغون کا اتبک
بخوبی تحقیق نہین ہوا ہے بہت سے تصورات نسبت اوسکے بنائی گئی ہین
لیکن اونمین سے قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیاہ داغ
درحقیقت سطح آفتاب ہے جو کہ کسی طرح بسبب حائل ہونے تابندہ
کرۂ ہواء آفتاب کے سیاہ نظر آتے ہین درباب طریق ظہور سیاہ
داغون کے حکماء مختلف الرائے ہین اسی سبب سے ہم اونکا ذکر
اسمقام پر نہین کرینگے انتہی بلفظہ **فائدہ** دربارۂ افلاک کے ہرشل
صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ خواہ آدمی مرکز زمین پر اور خواہ کسی جگہ
اوسکی سطح پر کھڑا ہو تو نسبت ستارون کے کسی امر مین تفاوت نہین ہوگا
تو اس صورت مین خواہ ہم آسمان کو گرد زمین کے اور خواہ زمین کو بجانب نقیض
سمت مین آسمان سے گردش کرتا ہوا فرض کرین حال آسمانون کا
دونون صورتون مین ہر ایک شخص کو ایک ہی سا دکھائی دیگا کوپرنیکس
نے فرض کیا ہے کہ زمین اپنے محور پر اور گرد آفتاب کے گردش
کرتی ہے اسلیے کہ مسائل علم ہیئت کے اوس سے بخوبی وبصحت تمام
حل ہوسکتے ہین اسمین احتیاج اس بات کے فرض کرنے کی نہین رہتی ہے
کہ ایک مجسم کرہ جو کہ دکھائی نہین دیتا ہے اور جسمین کہ ستارون کو
ٹھہرا ہوا مان لینا چاہیے تاکہ وہ یکسان رفتار سے گرد زمین کی بے تبدیلی
اپنی جگہ کے نسبت ایک دوسرے کے پھرین گردش کرتا ہے اوس
مجسم کرہ کو متحرک فرض کرنے سے بیشک مسائل علم ہیئت کے درباب
ستارون کے بصحت حل ہوسکتے ہین لیکن گردش آفتاب اور ماہ
اور ستارون کی اوسکے مطابق نہین آتی ہے اور باعث وقوع
غلطی کا اونمین اوسوقت معلوم ہوجاویگا جب کہ ہم بیان اونکا کرینگے
فرض کرنا اس امر کا کہ ایک کرہ جسکا کہ ابعاد ثلثہ درجۂ اعتدال پر ہین تیزی سے

بموجب قواعد حرکت مادہ کے گردش کرتا ہے جیسا کہ چاند اور
سورج بعید از فہم نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ اگر اسطریق پر ہو تو بڑی
جائے تعجب ہے انتہی بلفظ مختصراً **اقول** یہ بات تو ہرشل صاحب
کی تقریر سے طے ہو چکی کہ آسمانون کا وجود مان لینے سے اور اونکی
گردش قبول کر لینے سے کچہ نقصان نہین لازم آتا ہے بلکہ اس طرح
ہو تو جائے تعجب ہے مگر واسطے مطابقت گردش سیارون کے
جڑا ہوا ہونا سیارون کا اوس جسم فلکی مین ہیئت جدیدہ کو بیکار بنا
ہم کہتے ہین کہ اول تو ہیئت کوپرنیکس صاحب کی جسپر نیوٹن وغیرہ کو
اطمینان ہے ہنوز مسلم اور غیر مخدوش نہین ہے جیسا کہ ہم ظاہر
کر چکے اور آئندہ بیان کرینگے دوم نظام کوپرنیکس کا مدار ہے آفتاب کو
مرکز قرار دینے پر اور اوسکو زمین سے بڑا تصور کرنے پر اور اوسکا
فاصلہ زمین سے مقدار معین مین فرض کرنے پر مگر ہم ثابت کر چکے
کہ ابتک فاصلہ آفتاب کا زمین سے غیر معین و نامعلوم ہے اور
مجمع علماے ہیئت دانون کا نہین ہوا ہے چنانچہ نام بنام ایک فہرست
لکھکر ذکر ہو چکا اور نیوٹن صاحب کا خط بھی نقل کیا گیا جسمین وہ خود
اپنی فہم کی غلطی دربارۂ فاصلۂ آفتاب کے سمجہ چکا اور باوجود دریافت
کر لینے تفاوت عظیم کے تعصب سے باز نہ آیا اور ڈاکٹر نٹبلی صاحب کو
ایسا جواب دیا جسپر مارٹین صاحب اور تمام عقلا قہقہہ مارتے ہین یعنی
پانچ کرور ساٹھ لاکھ میل کی غلطی کو نیوٹن صاحب کچہ غلطی ہی نہین سمجھتے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم باقی رہا یہ امر کہ شاید دوربین سے
نیوٹن صاحب وغیرہ نے جسم آفتاب کو دیکھکر اوسکا قطر خود سمجہ لیا ہو
حالانکہ یہ بات بھی غلط ہے نیوٹن صاحب کا قول ہے کہ آفتاب کی
سفید صاف روشنی سات رنگون سے ملکر ایسی ہو گئی ہے مگر دیگر

حکمار کا قول ہے کہ صرف تین رنگ نیلا زرد سرخ ہین اور آخر مین یہ ظاہر ہوا کہ فقط ایک ہی زرد رنگ ہے اس امر کو مارسین صاحب نے اپنی کتاب مین لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابتک رنگت بھی آفتاب کی دوربین سے صحیح نظر نہین آئی ہے اور قطر آفتاب کا زمین سے بڑا ہونا اور اوسکا مرکز قرار پانا تو مارسین صاحب نے محض باطل قرار دیا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب مطبوعہ لندن مین لکھتے ہین + اکثر حکما انظام قرار دادہ نیوٹن صاحب کو باین اطمینان کہ صاحب موصوف نے اور اونکے تابعین نے فاصلہ و مقادیر اجرام فلکی کو قواعد ہندسی سے تحقیق کر لیا ہو گا بدون جانچے ہوے صحیح مانتے آتے ہین چنانچہ مین بھی قریب ساٹھ برس کی عمر تک ایسا ہی سمجھتا رہا لیکن جب مین نے خود تحقیق کیا تب اوسکی غلطیان مجھپر منکشف ہوئین نیوٹن صاحب کے جملہ مسائل اسپر مبنی ہین کہ آفتاب سے زمین نہایت چھوٹی ہے لیکن چونکہ میری تحقیق مین آفتاب زمین سے چھوٹا ہے تمام دلائل نیوٹن صاحب کے باطل و بیکار ہین یہ امر مسلم ہے کہ زمین ایک جسم مقناطیسی ہے جسکی جانب قطب شمالی کی قوت نافرہ و جانب قطب جنوبی کے قوت جاذبہ ہے اور بعد آفتاب کا وقت مقابلہ قطب شمالی کے گیارہ ہزار نو سو ساڑھے اٹھاون میل فاصلہ اوسط سے زائد اور وقت مقابلہ قطب جنوبی کے اسیقدر کم ہو جاتا ہے اسوجہ سے آفتاب میزان سے حمل تک زیادہ مدت مین اور حمل سے میزان تک کم مدت مین پہونچتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آفتاب وقت مقابلہ قوت جاذبہ کے نزدیک کھنچ آتا ہے اور وقت مقابلۂ قوت نافرہ کے دور جا پڑتا ہے اور یہ امر بدون اسکے کہ آفتاب زمین سے چھوٹا ہو صریح خلاف عقل ہے پس بخراسکے

کہ زمین مرکز قرار دیجاسے کوئی تدبیر نہین ہے انتہی بلفظہ مترجما
الحاصل نیوٹن صاحب کے نظام مسلمہ کو حکماء جدید خود ہی باطل قرار
دیتے ہین تو وجود افلاک پر جو استحالہ عقلی ہرشل صاحب نے قائم
کیا تھا باطل ہوگیا اور قطعی و یقینی ٹہرا سوم قمر کے باب مین بھی
ہرشل صاحب اور نیوٹن صاحب ومن تبعہ نے جو کچہ لکھا ہے
غلط نکلا چنانچہ مارسین صاحب لکھتے ہین + ہرشل صاحب نے لکھا ہے
کہ زمین کا عکس ماہتاب کے جرم سے اوس پار تک پہونچتا ہے لیکین
یہ تصریح کہین نہین پائی جاتی ہے کہ یہ عکس فی الحقیقت کتنا بڑا ہے
اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ فاصلہ قمر کا زمین سے ۲۳۷۰۰۰ میل ہے
بلحاظ اس فاصلہ مفروضہ کے زمین کا عکس جو غایت درجہ ۲۲۷۰۳۰
میل ہوسکتا ہے کسی طرح ممکن نہین کہ ماہتاب تک پہونچے اور اوسکو
منخسف کرسے پس ماہتاب پر زمین کا عکس پڑنا اور اوسکا منخسف ہونا
جو ہم لوگون کو روزمرہ مشاہدہ مین آتا ہے ثبوت کافی اسکا ہے کہ حکماء کو
صحیح فاصلہ ماہتاب کا معلوم نہین ہوا چنانچہ اس فاصلہ کو ونس صاحب نے
اپنی کتاب مؤلفہ سنہ ۱۸۶۱ء مین ۲۳۹۰۲۹ میل بیان کیا ہے اور
ہرشل صاحب نے اپنی کتاب مؤلفہ سنہ ۱۸۶۵ء مین ۲۳۷۰۰۰ میل اور
پھر دوسری کتاب مین ۲۲۷۰۰۰ میل لکھا ہے حالانکہ فاصلہ صحیح
میری تحقیق مین ۲۳۲۸۲۸ ½ میل ہے اور صحت اسکی وقوع خسوف
سے ظاہر ہوتی ہے انتہی بلفظہ مترجما اب ذرا غور کرنا چاہیے کہ جس نظام
شمسی کی خاطر ہرشل صاحب و نیوٹن صاحب وجود افلاک سے منکر
ہوے ہیں وہ خود ہی عند التحقیق ایسا باطل نکلا کہ ساٹھہ برس تک
اوسپر گمان صحیح ہونیکا رہا اور بعدہ باطل ٹھہرا اب اسی جگہ ہم یہی لکھنا
ضرور سمجھتے ہین کہ زمین کو متحرک سمجھ کر جو تدابیر ہیئت جدیدہ سے

قائم ہوے تھے متاخرین کے نزدیک یہ مسئلہ بھی غلط ٹھہرا ہے اور اب
تحقیق کرنا بیان کرتے ہین کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب مع تمام نظام
شمسی کے گرد اوسکے گردش کرتا ہے چنانچہ آرچی مارلین صاحب نے
مدت العمر کی تحقیقات اپنی اسی علم مین لکھکر بیان کیا ہے کہ مین گیارہ
برس کی عمر سے ساٹھ برس کی عمر سے زیادہ تک تحصیل علم ہیئت مین
باتباع تعلیم نیوٹن صاحب کے مشغول رہا بالآخر مجکو بہ یقین معلوم ہوا
کہ فلاسفی نیوٹن صاحب کی خصوصاً بہ نسبت فاصلہ ہاے اجرام فلکی کے
اور نظام شمسی کے بالکل غلط ہی چنانچہ بعض اوسکے دلائل مین ذکر کرتا ہون
نیوٹن صاحب کی یہ تعلیم ہے کہ زمین آفتاب سے ۹۰ کروڑ میل کے فاصلہ پر
سال بھر مین ایکبار اوسکے گرد گھومتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ زمین
ہر دورۂ سالیانہ مین دوگونہ اس فاصلہ کا یعنے ۱۹ کروڑ میل پر اپنے
مقام سے دور ہٹتی ہے مگر پھر بھی باوجود اسقدر فاصلۂ عظیم کے صورت
ثوابت کی زمین پر سے ہمیشہ یکسان نظر آتی ہے اور بعد قطب کا اہل
زمین کو جب وہ مقام اعتدال خریفی پر ہوتی ہے بہ نسبت مقام اعتدال
ربیعی کے ایک ذرہ بھی زیادہ نہین معلوم ہوتا حالانکہ ان دونون مقامون
مین ۱۹ کروڑ میل کا فاصلہ ہے پس اس وجہ سے کہ بعد قطب مین ہم لوگ
کبھی تغیر نہین پاتے ہین یہ قیاس کرنا کہ زمین اپنے مقام سے جنبش
نہین کرتی بہ نسبت اس وہم کے کہ ان دونون مین اتنا فاصلہ عظیم ہے
کہ اتنے بعد کا تفرقہ و امتیاز نہین ہو سکتا زیادہ تر قابل اطمینان و
قرین عقل ہے الخ بطولہ واضح رہے کہ اس مصنف نے اپنی کتاب
مین برابر غلطیان ہیئت جدیدہ مسلمہ نیوٹن صاحب و ہرشل صاحب کی
لکھی ہین جسکا جی چاہے اصل کتاب انگریزی مین دیکھ لے چونکہ زیادہ
بحث کرنی علم ہیئت مین فضول ہے یہ میرا مختصر رسالہ علم ہیئت کی کتاب

ہوا جاتا ہے لہذا اب مین پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے اپنے جناب
مخاطب کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اب تو حضور کو معلوم ہوگیا کہ مسائل
ہیئت جدیدہ کے ہرگز قابل یقین نہین ہین یہان تک نوبت پہونچی ہے
کہ وہ ہیئت ہی نہین رہی محققین متاخرین زمین کے سکون کے قائل
ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے ہین جو مذہب حکماء قدیم کا تھا تو اسی حالت مین
وجود افلاک سے انکار کرنے کی کیا وجہ ہی ہان اگر بمقابلہ یقینیات یعنی
منصوصات قرآنی کے کوئی برہان یقینی سے استحالہ عقلی ثابت
کیا جاتا تو ہم اوسپر توجہ کرنے کی ضرورت پڑتی ورنہ ہمارے واسطے
خود خالق سموات کی ہدایت بہت کافی ہے اور اب اکھاڑہ مناظرہ ہی کا
باقی نہ رہا پھر آپ خم ٹھوک کر مسلمانون کو کسکے مقابلہ مین بلاتے ہین
اور کسکی قوت بازو سے ہمکو دھمکاتے ہین اور ہمنے اپنے رسالۂ شہاب ثاقب
مین جو کچھ لکھا ہے پھر یاد دلاتے ہین کہ مجرد وجود افلاک کا قرآن شریف
سے پایا جاتا ہے خواہ اونمین ستارے جڑے ہون یا نہون ہیئت
قدیمہ کے تصدیق کا ذکر قرآن شریف مین نہین ہے بلکہ جائز ہے
کہ تمام عالم اجسام و اجرام کا فوق حقیقی و محدد جہات و منتہی و سقف
مرفوع افلاک کو قرار دیا جاوے جہان تک دوربین کا گذر بھی نہین ہو سکتا
اور جسپر کوئی خدشہ دونون ہیئت سے وارد نہو سکی تو انکار کی کیا وجہ
باقی رہیگی دینیات مین ہیئت قدیمہ و جدیدہ کی بحث فضول ہے
حکماء قدیم و جدید کے محض خیالات ہین جو اپنی اٹکل سے آسمان و زمین
کے قلابے ملاتے ہین اور پھر بار بار اپنی غلطیون سے شرماتے ہین
ایسی حالت مین جسکو قرآن شریف پر سچا اعتقاد ہوگا وہ ہرگز بہ تقلید
حکماء جدید و قدیم کے اپنے ایمان کو کیون بدلا کرے گا اور مین یہ بھی
عرض کرتا ہون کہ تمام آیات قرآنی مین زمین کا ساکن یا متحرک ہونا منصوص

نہین ہے پھر اوسکی نسبت زیادہ بحث کرنی فضول ہے اور کل آیات قرآن شریف کی تاویل معقول بھی نہین بن پڑتی ہے بعض آیات ایسی ہین کہ نہ فضاے بسیط نہ سیارات نہ ابر نہ ہوا فلک ٹھہر سکتے ہین اگر آپ کو اوسمین بحث کرنی منظور ہو تو بسم اللہ تمام آیات کی تاویلات بیان کیجیے اور مجھسے جواب لیجیے اور اس خاص بحث مین جو ایک عالم دہلوی مولوی سید نصر علی صاحب نے رسالہ نصرت اسلامی نام لکھا ہے اوسکو بھی غالبًا آپ ملاحظہ فرما چکے ہونگے لہذا اس رسالہ مین طول کلام کی ضرورت نہین پاتا ہون اور آپ ہی کی کتاب تبیین الکلام سے جو عبارت لکھ چکا ہون وہ ہی کافی ہے اور مجکو محض آپکا یہ خیال باطل ثابت کرنا منظور تھا کہ مسلمات فلاسفہ جدید کو آپ قطعی اور یقینی لائق مقابلہ منصوصات قرآنی کے سمجھ رہے تھے اسیواسطے کچھ مسائل ہیئت جدیدہ کے لکھنے پڑے ورنہ میرے نزدیک تمام حکماء قدیم و جدید کی محض قیاسات ہین سچی بات وہ ہی ہے جو قرآن شریف مین ہے پھر بھی اگر آپ کا تقلیدی ایمان و یقین اسی ہیئت جدیدہ پر ہو تو پہلے ایک رسالہ خاص اسی فن مین تحریر فرماکر اپنے مسلمات کو قطعی کر دکھائیے دینیات کی بحث مین اوس خرافات کو نہ ملائیے والکم الخیار فائدہ ہرشل صاحب و نیوٹن صاحب وغیرہ نے حکماء سابقین سے اس امر مین اختلاف کیا ہے کہ خلاء محال ہے اور اپنی تحقیق یون بیان کی ہے کہ خلاء محال نہین ہے تو اب ضرور ہے کہ ہمارے ایک خدشہ کا جناب مخاطب جواب شافی عنایت فرماوین کیونکہ مقولات و مسلمات فلاسفہ جدیدہ پر مذہب سے بھی زیادہ یقین رکھتے ہین وہ خدشہ یہ ہے کہ قاعدہ کشش ان کا جو سر کیپلر صاحب وغیرہ نے ایجاد کیا ہے اوس کشش کے واسطے ضرور ہے کہ جو ستارہ دوسرے ستارہ کو کھینچتا ہے اوسکی قوت جاذبہ کے واسطے کوئی ذریعہ اور واسطہ

نفوذ تاثیر کا چاہیے یعنے ایک ستارہ سے دوسرے ستارہ تک کوئی
وجود درکار ہے جو اثر قوت جاذبہ کا قبول کرے اور وہ اثر اجزائے
مادہ درمیانی مین پیدا ہوتا چلا جاے یہان تک کہ اوس دوسرے کو
پہونچے ورنہ انقطاع قوت جاذبہ کا درمیان مین ہو جاویگا کیونکہ خلا ہو بسیطے
نام ہے عدم ملاء کا اور عدم پر اطلاق وجود کا نہین ہو سکتا ہے
مثلاً جب آگ جلائی جاتی ہے تو وہ پہلے ہوا کو گرم کرتی ہے اوسی ہوا
جسقدر ہوا گرم ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر کسی دوسرے جسم کو لگتی ہے
تب وہ جسم گرم ہو جاتا ہے اگر درمیان مین آگ کے اور کسی دوسرے
جسم کے جو گرم ہو جاتا ہے ہوا نہو تو ہرگز گرم نہو گا اسیطرح آواز
کان مین نہین پہونچتی ہے مگر بواسطہ ہوا کے غرض کہ واسطہ ہونا
ملاء یعنے کسی وجود درمیانی کا لازم ہے تو اگر کرہ زمین سے آفتاب تک
بعد انقطاع کرہ ہوائی کے جسکی مقدار معین کیجاتی ہے خلاء محض مان لیجاے
یا دیگر سیارات تک درمیان مین کوئی جسم سیال یا غیر سیال واقع نہو
قوت جاذبہ شمسی کا پہونچنا متعذر ہے بلکہ انقطاع کلی ہو جاویگا علی ہذا القیاس
جو روشنی کواکب کی پہونچتی ہے اوسکے واسطے بھی کوئی جسم یا مادہ درکار ہے
جسپر وہ پہلے پڑتی ہو اور اوسکو چمکاتی ہو اور وہ جسم اپنے قریب
کے اجزاے مادہ کو منور کرتا چلا جاے یہان تک کہ ہم تک پہونچے
اگر یہ اصول غلط ہے تو اسکو باطل کیجیے ورنہ خلاء محال کا دعوے غلط
سمجھکر اقرار کیجیے کہ مسلمات فلاسفہ جدیدہ کے صحیح نہین ہین اور اسکے بعد
یہ ارشاد فرمایئے کہ قاعدہ جذبات کا غلط ہے یا مخدوش ہے پھر ہم یہ سوال
کرینگے کہ وہ مادہ جو تمام اجرام فلکی کے ساتھ معمور ہے کیا ہے اور اوسکو
کس دوربین کے ذریعہ سے دیکھ لیا ہے یا قابل مشاہدہ اسوجہ سے
نہین ہے کہ نہایت شفافت سے انعکاس اوسکا نظر انسانی مین

محال ہے بہرکیف جب قرآن شریف سے پایا جاتا ہے کہ افلاک
کی رفعت کمال مرتبہ کی ہے اور تمام عالم اجسام کا انتہائے فوق حقیقی
بطور سقف مرفوع سمجھنا چاہیئے تو بعد اختتام تمام عالم اجرام فلکی کے
وجود سبع سموات طباقًا کا کیوں محال عقلی قرار پائیگا اور نظر نہ آنے سے
کس واسطے باطل ہوگا اور ہیئت قدیمہ وجدیدہ کی جب تصدیق وتکذیب
مذکور نہیں ہے تو اوسکی بحث سے کیا فائدہ آپکو حاصل ہوگا اگر ہیئت
قدیمہ صحیح ہے تو وجود افلاک میں کچھ تردد نہیں اور ہیئت جدیدہ اگرچہ
یقینی نہیں ہے مگر بفرض تسلیم ہم کہہ سکتے ہیں کہ افلاک فوق حقیقی
اور منتہا تمام عالم اجرام فلکی کے ہیں کیونکہ تمام عالم مادی ہے اور
ہر بدایت عالم اجسام کے واسطے نہایت درکار ہے فافہم

اعتراض دوم کا یہ جواب ہے کہ غیر محسوسات سے کیا مراد ہے اگر یہ مقصود ہے کہ ذات بدیہیات
کو جو شے نظر نہ آوے یا حس وغیرہ سے ہم تک نہ پہنچ سکے وہ معدوم بحقیقت ہے تو آپ کی خیالات پر
افسوس کرنا کافی ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ فلاسفہ جدید جس شے کو غیر محسوس
قرار دیں اوسکا عدم متحقق ہے تو بھی نہایت تعجب ہے وہ لوگ غیر محسوسات پر
یہاں تک اعتبار کرتے ہیں کہ زمین کی ساتھ مشابہت دیگر کواکب کی قائم کرکے
زحل وقمر وغیرہ میں مخلوقات ذی روح ونباتات وغیرہ اجسام کی قائل ہوئی ہیں
جیساکہ اعتراض اول کی بحث میں معلوم ہوچکا اور ہم یہ کہتے ہیں کہ وجود ملائکہ و
جن وشیاطین بنصوص قرآنی سے ثابت ہے اور تمام مخلوقات کا مشاہدہ ہر انسان کیواسطے
نہ تو عقلاً ضروری ہے نہ شرعاً پس آپکا انکار جنت ونار وصراط ومیزان وملائکہ وصور اسرافیل وجن
وشیاطین وغیرہ سے صاف انکار نصوص قرآن شریف کا ہے اور بغیر صارف
حقیقی کے اور بدون قرینہ صحیحہ کے اور بلا رعایت اصول قواعد
علم تفسیر کے قرآن شریف میں تحریف معنوی کرنیکا آپکو اختیار ہے
مگر کوئی ذی عقل مسلمان جسکو خدا کے کلام پر یقین ہوگا ایسے کلمات

زبان پر بھی نہ لائیگا اور محض کفر والحاد سمجھیگا چونکہ خاص اسی بحث
وجود ابلیس مین ہم ایک رسالہ شہاب ثاقب لکھہ چکے ہین تو اب
ضرورت زیادہ بحث کی نہین ہے ہان بعد ملاحظہ اوس رسالہ کے
ایک تقریر آپ کی پرچہ یکم محرم سنہ [illegible] ہجری مین میری نظر سے گذری ہے
پہلے اوسکو لکھتا ہون بعدہ جواب دیتا ہون عبارت اوسکی یہ ہے
ہمارے مکرم معظم جناب مولوی علی بخش خان بہادر سب آرڈنیٹ جج
گورکھپور نے اپنے رسالہ شہاب ثاقب کے صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ شیطان کے شاگرد ہوے اور عمل آیۃ الکرسی کا
اوس سے سیکھا نعوذ باللہ منہا پس اے میرے بھائیون مین ملحد
مرتد زندیق کافر کرشٹان شیطان سہی مگر جو اچھی بات بتاؤن اور
تمہارے فائدہ کی بات کہون دلسوزی سے تمہاری ہمدردی کرون میری
وہ بات تم کیون نہ مانو حضرت ابوہریرہ نے تو نعوذ باللہ منہا شیطان
سے بھی نیک کام سیکھنے مین عار نہین کی سبحان اللہ کیا شان اسلام
ہو گئی ہے کہ جو شخص ان باتون پر یقین کرے وہ تو پکا مسلمان اور
جو یہ کہے کہ میان وہ حدیث ثابت نہین ہے یا وہ کوئی چور شیطان الانس
مین سے ہوگا تو نیچری است کافر کرشٹان ٭ گر مسلمانی ہمین ست
کہ واعظ دارد ٭ واے گر در پس امروز بود فردائے ٭ انتہی **اقول** مجکو
کمال تعجب ہے کہ مین نے ہرگز اپنے رسالہ مین یہ نہین لکھا کہ ابوہریرہ
شیطان کے شاگرد ہوے جسکا جی چاہے صفحہ ۴۴ میری کتاب کا
دیکھ لے تو ایسی ایک عبارت اپنے جی سے جوڑ کر میری طرف منسوب کرنا جس سے
حواری رسول صلعم کی توہین قائم ہو اپنا ہی اعتبار کھونا ہے میرا
کیا نقصان ہے رسالہ شہاب ثاقب جو طبع ہو چکا ہے اور جا بجا موجود ہے
کیا صحیح مسلم کا نسخہ نہ تھا کہ اوسکی حدیث مین وہی جویریۃ کی جگہ ہی وجویریۃ

بنا دیا گیا اور پھر غلطی نسخہ کا عذر پیش کر دیا یا نسخہ فتح الباری کا نہ تھا
جسکی عبارت مین تبیین الکلام مین تحریف کر دی یا کتاب استیعاب
ابن عبد البر کی نہ تھی جسکے حدیث مین تحریف کر کے سحر رسول صلعم بنا دیا
اور بجاے صاہر کے جسکے معنے داماد ی اختیار کرنے کے تھے داماد ی کرنا
رسول صلعم کا ٹھہرا دیا یا تفسیر کبیر نہ تھی جسکی عبارت والمحصنات من النساء
کی تفسیر مین اوڑا دی اور تفسیر نیشاپوری نہ تھی کہ بجاے عن بعض ائمۃ الزیدیۃ
کے ایمۃ السریۃ بنا دیا یا سنن ابی داوٗد نہین ہے کہ بعوض جامع المشرکین
کے جا مع المشرکین لکھہ دیا یا تفسیر معالم التنزیل نہ تھی کہ عبارت اول
وآخر کے متعلق سورۂ برات کے حذف کر دیے وغیر ذالک من التحریفات
اردو کا رسالہ وہ بھی ہر جگہ موجود تھا اوسکے صفحہ کا بھی نشان دیدینا
اور عبارت بدل دینا آپ ہی کا کام ہے نعوذ باللہ منہ اب شاید آپ
یہ فرمائین گے کہ شیطان نے جو ابو ہریرہؓ کو عمل آیۃ الکرسی کا سکھایا
اس سے ہمنے وہ فقرہ جمایا تو خاکسار عرض کریگا کہ پہلے آپ یہ تو ثابت
کیجیے کہ ابو ہریرہؓ اوسکو شیطان جانتے تھے یا اوس سے سیکھنے کا ارادہ
بھی کیا تھا یا اوسنے جو خود بتایا اوسپر قناعت بھی کی تھی بلکہ معاملہ بالعکس ہے
اوسکو انسان سمجہ لیا تھا اور ہرگز اوس سے کوئی بات سیکھنے کی درخواست
نہ تھی نہ ارادہ تھا نہ یہ معلوم تھا کہ وہ خاصیت آیۃ الکرسی کی جانتا ہے
اور اوس سے وہ خاصیت سنکر بھی حضرت رسول صلعم سے ذکر کیا جب
حضرت نے فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے تب اوسپر اطمینان ہوا تو ہم نہین جانتے
کہ اسمین واقعہ کو کون شخص اوستادی وشاگردی کہہ سکتا ہے ورنہ
لازم آتا ہے کہ جو شخص کسی سے کچھ کہا کرے وہ مخاطب کا اوستاد
ٹھہر جایا کرے حالانکہ کسی محاورہ مین ایسا نہین بولا جاتا ہے چونکہ آپکو
صحابۂ رسول صلعم سے نفرت کلی ہے اور اونکو ظالم بر جسم شہوت پیشہ

وغیرہ الفاظ سے مسئلہ استرقاق مین تعبیر کیا ہے اور اکابر اہل اسلام کو
سب وشتم کرنا وظیفہ روزمرہ ہوگیا ہے اسیواسطے ایسا فقرہ لکھدیا
جس سے حواری رسول صلعم پر شیطنت کا کنایہ ہوجاے علاوہ اسکے
فرض کیا کہ وہ حواری رسول صلعم فرشتہ خصلت ملائک سیرت مشہور
معلم الملکوت کے شاگرد ہوے اور کوئی نیک بات اوس سے حاصل
بھی کی تو آپ کو کیا فائدہ ہوا کیونکہ نہ کوئی عمل خیر آپ سکھاتے ہین
نہ مسلمانون کے مذہب حق کی تائید کرتے ہین آپ کے نتائج افکار
تو اسیقدر ہین کہ تمام مذہب اسلام سے نفرت دلاتے ہین مسلمات
اسلامیہ کو خاک مین ملاتے ہین اس صورت مین ہمنے مانا کہ آپ شیطان
سہی مگر عمل خیر تو ایسا بتایئے جسکو رسول صلعم نے صحیح ٹھہرایا ہو برعکس
اسکے تمام احادیث نبوی کی تکذیب کا عقیدہ رکھنا اور پھر عمل خیر
سکھانے والا بن جانا نہایت حیرت انگیز ہے اور طرفہ یہ ہے کہ
حدیث صحیح کو آپ نے باطل قرار دینے مین ذرا بھی تامل نکیا ہان اسکی وجہ
ہوگی کہ اوس سے وجود خارجی ابلیس کا قطعاً ثابت ہوگیا ہے
اور تو کوئی وجہ اوس حدیث کے غیر ثابت قرار پانے کی آپنے بھی
نہین لکھی تو ہم مجبور ہین یہ قاعدہ کلیہ آپکا جو حدیث مذہب فلاسفہ
نیچرل اسٹ کے خلاف ہو وہ باطل ہے آپ ہی کو مبارک رہے
میرے نزدیک بیشک پکا مسلمان وہی ہے جو اپنے رسول صلعم
کی صحیح حدیث کو سچا سمجھے اور اوسکا منکر لاریب ویسا ہی ہے جیسا حضور نے
اپنی ذات شریف کی شان مین خود ہی ارشاد فرمایا ہے مین اپنی
زبان کیون خراب کرون افسوس ہے کہ بتصدیق قول رسول صلعم کے
مجکو آپ نے مصداق اس شعر کا ٹھہرایا ہے ۔ گر مسلمانی ہمین ست
کہ واعظ دارد ✽ وای اگر از پس امروز بود فردای ✽ مگر مین اوسکو

جواب مین پھر عاجزی اور ادب کو چھوڑونگا اور یہ قطعہ پڑھون گا
قطعہ حکیم فلسفی گر کافرم خواند ٭ چراغ کذب را نبود فروغے ٭ مسلمات
خوانش اندر مکافات ٭ دروغے را جزا باشد دروغی ٭ اب مجکو ضرور ہوا
کہ دوسری تاویل علیل کا بھی جواب دون یعنے شیطان الانس کا قول
بھی صحیح نہین ہے اور کئی وجہ سے مردود ہے **اولاً** چور ہونا اوس
شیطان کا تو پہلے ہی سے حضرت ابوہریرہؓ کو یقین تھا پھر آنحضرت
صلعم کا یہ پوچھنا کہ تمنے جانا کس سے مخاطب رہے تھے اور ابوہریرہؓ کا
انکار کرنا اوسکے علم سے صریحاً دلالت کرتا ہے کہ حضرت خاتم رسالت
صلعم نے وہ حقیقت بیان کی جو ابوہریرہ کو معلوم نتھی اور صاف
ارشاد فرمایا کہ وہ شیطان تھا آپ عبارت حدیث کی شہاب ثاقب مین
دیکھہ لیجیے کہ چور ہونا اوسکا ابوہریرہ جانتے تھے یا نہین **ثانیاً** شیطان
الانس سے آپ کی کیا مراد ہے اگر یہ مقصود ہے کہ وہ انسان جو
شیطان کا سا کام کرے تو بھی وجود خارجی شیطان کا ماعدائے انسان
کے لازم آیا ورنہ تشبیہ انسان کی کسکے ساتھ دیجاتی ہے اور مشبہ اور
مشبہ بہ متحد الحقیقت نہین ہوسکتے تو ہرگز عین انسان یا جزو انسان
شیطان نہین ہوسکتا **ثالثاً** اگر آپ کی کسیطرح تسکین نہین ہوتی
تو ہم ثابت کردینگے کہ دوسرے ہماری رسول صلعم کو بھی ایکبار ایسا
اتفاق ہوا کہ شیطان کو گرفتار کرلیا تھا اور اوس حدیث مین لفظ غول کا
ایسا موجود ہے کہ شیطان الانس کی کہنے کی گنجایش نہین ہے وہ قصہ
یہ ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر مین خرما بھرنے کا
ظرف تھا اور ایک شیطان آیا کرتا تھا اوسمین سے نکال لیجاتا تھا
اس بات کا ابوایوب نے حضرت رسول صلعم سے شکوہ کیا حضرت نے
فرمایا کہ ایکی بار جو اوسکو دیکھیے تو بسم اللہ اجیبی رسول اللہ کہنا چنانچہ

ایسا ہی ہوا اور اوسکو پکڑ لیا تب اوسنے آیۃ الکرسی کی خاصیت بیان کی
حضرت نے سنکر فرمایا کہ خاصیت آیۃ الکرسی کی اوسنے صحیح بیان کی ہے
گو وہ خود کاذب ہے چنانچہ صحیح ترمذی مین باب ماجاء فی
فضل فاتحۃ الکتاب مین حدیث ہے عن ابی ایوب الانصاری
انہ کانت لہ سہوۃ فیہا تمر فکانت تجئی الغول
فتاخذ منہ فشکی ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال اذہب فاذا رایتہا فقل بسم اللہ اجیبی
رسول اللہ قال فاخذہا فحلفت ان لا تعود فارسلہا
فجاء الی النبی صلعم فقال ما فعل اسیرک قال حلفت
ان لا تعود قال فقال کذبت وہی معاودۃ للکذب
قال فاخذہا فحلفت ان لا تعود فارسلہا الی قولہ
فاخذہا فقال ما انا بتارکک حتی اذہب بک
الی النبی صلعم فقالت انی ذاکرۃ لک شیئا آیۃ الکرسی
اقراٴہا فی بیتک فلا یقربک شیطان ولا غیرہ فجاء
الی النبی صلعم فقال ما فعل اسیرک قال فاخبرہ بما
قالت قال صدقت وہی کذوب ہذا حدیث حسن غریب
اے حضرت اگر احادیث صحیحہ کو جمع کیجیے تو اس کثرت سے موجود
نکلین گی کہ وجود خارجی ابلیس کا انکار کرنا سواے سخن پروری کے
اور کچھ نہ ٹھہرے گا مین نے شہاب ثاقب مین استقصاء تمام
احادیث کا نہین کیا اور یہ سوچ لیا تھا کہ جب اسقدر احادیث
صحیحہ کو آپ نہ مانین گے فبای حدیث بعدہ یومنون
تیسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ جو تقریر
شناعت عقلی اور قواعد منطقی پر مبنی ہے اوسکو اخیر بحث مین

اور اور باتون مین ویسا ہی وہ جھوٹھا ہے ۱۲

لکھکر ہم جواب دینگے اولاً قرآن وحدیث کے متعلق بحث کیجاتی ہی
لہذا تبریۃ الاسلام کی باب دوم سے شروع کرتا ہون اور خلاصہ
آپکے مقولات کا لکھکر جواب دیتا ہون **قولہ** رقیت زمانہ جاہلیت
مین بھی جاری تھی زمانہ اسلام مین بھی جب تک آیۃ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ
وَاِمَّا فِدَاءً نازل نہین ہوئی رقیت جاری رہی اور اوسپر تھوڑا سا
عمل ہوتا رہا مگر اوسکے بعد نہین ہوا **اقول** زمانہ جاہلیت مین جو بقول
آپکی رقیت جاری تھی دو حال سے خالی نہین یا تو خدا کے حکم سے
جاری تھی اور زمانہ اسلام مین بھی اوسی حکم کے مطابق عمل درآمد ہوتا رہا
یا وہ فعل ہرگز مرضی خدا کا اور جاری کیا ہوا پیغمبرون کا نہ تھا کفار نے
اپنی طرف سے ایجاد کر لیا تھا شق اول اگر صحیح ہے تو آپ کو ہرگز
یہ کہنا نہ چاہیے کہ وہ فعل فی نفسہ ایسا قبیح تھا کہ اوسکا کسی مذہب مین
ایک لمحہ کے واسطے بھی روا رکھنا بطلان مذہب کی دلیل ہے اور وہ
کام شہوت پرستون بیرحم جفاکارون کا ہے اور اگر خدا اوسکو جاری
کرے تو وہ شرک کا روادار سمجھا جائیگا ورنہ حضرت موسیٰ سے لیکر
حضرت خاتم المرسلین صلعم تک جسقدر انبیا اور اونکے اصحاب و تابعین
تھے سب کے سب معاذ اللہ آپکے اصول پر کافر اور ملعون قرار
پائینگے اور کسیکا مذہب حق نہوگا اور اگر شق ثانی مسلم ہے تو معاذ اللہ
۶شہ ہجری تک بقول جناب کے خدا و رسول روادار شرک و کفر کے رہے
اور فوراً اوسکے امتناع کے احکام صادر نہوے اور ۶شہ ہجری تک
مذہب اسلام باطل رہا اور خود رسول مقبول صلعم اور اونکے اصحاب
و ازواج شہوت پرست بیرحم جفاکار مشرک آپکے نزدیک رہے
کیونکہ اس کثرت سے رقیت جاری رہی کہ شاید کوئی غزوہ اوس سے
خالی رہا ہو ہزارہا لونڈی غلام تک نوبت پہونچی اور متواتر آیات قرآنی مین

اونکے باب مین احکام نازل ہوتے رہے جنسے آپ کو بھی انکار نہین ہے
اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ باوجود قبیح ہونے رقیت کے خدا نے اپنے
بندون کو اوسکے عمل درآمد کے احکام بتائے اور رسول صلعم کا بھی
قول وفعل واجب الاتباع اونکی امت کے واسطے نہ تھا نہ حضرت صلعم
نے خدا کی مرضی کے موافق عمل کیا بلکہ کفار ایام جاہلیت کی رسم پر
عمل کرتے اور کراتے رہے پس جو نتیجہ آپ کی تقریر کا نکلتا ہے نہ تو
رسول صلعم نہ صحابہ و اہل بیت کافر و مشرک و بیرحم جفار شہوت پرست
ہونے سے آپ کے نزدیک محفوظ رہ سکتے ہین اور آپ نے جو رقیت
کی مثال دی ہے دیگر افعال کے ساتھ یعنے شراب خواری اور گھرون مین
دروازہ سے نہ آنے کو یا متعہ کو مماثل اوسکا ٹھہرایا ہے یہ بھی غلط ہے
کیونکہ متعہ ہرگز رسم جاہلیت کی نہ تھی نہ دروازون سے داخل خانہ ہونا
شناعت عقلی مین داخل تھا برہنہ ہوکر طواف کرنا مسلمانون مین
جاری ہوا کوئی مسلمان کبھی برہنہ ہوکر مرتکب طواف کا نہین ہوا نہ کتب
سابقہ مین اوسکا جواز نازل ہوا تھا خود کفار کا ایجاد کیا ہوا وہ فعل تھا
جو منع کردیا گیا اور باپ کی مدخولہ عورت سے نکاح کرنا بھی بعد جاری ہونے
اسلام کے نافذ نہ رہا یعنے نہ خدا نے اوسکی ترویج کی احکام نازل کیے
نہ رسول نے اوسپر عمل کیا نہ وہ سنت نبوی قرار پائی جسطرح مذہب
اسلام مین سب ممنوعات حرام ہوتے گئے وہ بھی حرام ہوا آپ کو
بڑا مغلطہ واقع ہوا ہے کہ الا ما قد سلف کے یہ معنے سمجھے ہین کہ مدخولہ
باپ کی جو قبل نزول آیہ حرمت کے کسی کے نکاح مین ہو وہ بدستور
رہنے دے حالانکہ آیہ کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ یہ گناہ اور فحش بات ہے
ہرگز مذہب اسلام مین جائز نہین ہے مگر قبل اسلام کا گناہ معاف ہے
یعنے زمانہ کفر مین اگر ارتکاب اس فعل کا کیا ہو تو بعد اسلام مواخذہ نہوگا

کیونکہ اسلام سابق کے گناہون کو رفع کرتا ہے الحاصل تمام ممنوعات شرعیہ کا قبل نزول امتناع کے جاری رہنا اور اونکی حرمت کا نازل ہونا مماثل رقیت کا نہین ہے کیونکہ رقیت کے باب مین ابتدا ے زمانہ موسٰے سے آج تک کبھی امتناع نازل نہین ہوا اور خود رسول خدا صلعم کا اوسپر عمل رہا اور انبیاے سابقین کا بھی عمل ہوتا رہا اور وہ حکم خدا نے نازل فرمایا چنانچہ آپ خود بھی لکھتے ہین کہ توریت مین احکام رقیت کے موجود ہین اور یہودی مذہب نے اوسکو جائز سمجھا اور حضرت مسیح نے بھی اوسکی نسبت کچھ نہین کہا اگرچہ توریت مین متعدد مقامون مین وہ احکام موجود ہین مگر تھوڑے سے احکام آپ کے اطمینان کے واسطے ہم بھی لکھتے ہین + کتاب خروج باب ۲۱-۱ ے شروع کی رسوم جو تو اونہین بتاویگا یہ ہین ۲- اگر تو عبرانی غلام مول لے تو وہ چھ برس تک تیری خدمت کرے اور ساتوین برس مفت آزاد ہوجاے اگر وہ اکیلا آیا تھا اکیلا جائیگا اور اگر وہ جورو والا تھا تو جورو اوسکے ساتھ جاوے گی اگر اوسکے آقا نے اوسکا بیاہ کردیا اور جورو اوسکی اوس سے بیٹے اور بیٹیان جنی تو جورو بچون سمیت آقا کی ہوویگی اور وہ اکیلا چلا جائیگا اور اگر یہ غلام صاف کہے کہ مین اپنے آقا اور اپنی جورو اور اپنے لڑکون کو دوست رکھتا ہون مین آزاد ہو کر چلا نجاونگا تو اوسکا آقا اوسی قاضیون کے پاس لیجاوے پھر اوسی دروازہ پہ یا دروازہ کی چوکھٹ پر لاوے اور ستاری سے اوسکا کان چھیدے اور وہ ہمیشہ غلامی کرے ۷- اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو بیچے تاکہ باندی ہو تو وہ غلامون کی طرح چلی نجائیگی اگر آقا اوسکا جسنے اوسے اپنے لیے منگیتر کیا اوس سے ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیا جاوے اوسکو روا نہین کہ اوسے اجنبی قوم کے ہاتھ بیچے کیونکہ اوسنے اوس سے

دغابازی کی اور اگر وہ اوسکی منگنی اپنے بیٹے کے ساتھ کرے تو وہ
اوس سے بیٹیون کا سا سلوک کرے ۱۰- اگر وہ اپنے لیے دوسری
لے تو اوسکے کھانے کپڑے اور بیخوابی مین قاصر نہو وے ورنہ وہ
مفت بے روپیہ دیے آزاد چلی جاوے ۲۷۲۶- اگر کوئی غلام
یا اپنی لونڈی کے آنکھہ مین مارے کہ اوسکی آنکھہ پھوٹ جاوے یا دانت
توڑ ڈالے تو وہ اوسکے بدلے اوسکو آزاد کرے کتاب پیدایش باب ۱۷
ورس ۲۳ تب ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمعیل اور سب خانہ زادون اور
اپنے زرخریدون کو یعنے ابراہیم کے گھر کے لوگون مین جتنے مرد تھے
سب کو لیا اور اوسی روز ختنہ کیا ۱۲- تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا
جب وہ آٹھہ روز کا ہو ختنہ کیا جائیگا گھر کا پیدا ہوا یا وہ جو کسی سے خریدا ہوا
جو تیری نسل کا نہین لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا
ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمہاری جسمون مین عہد ابدی ہوگا باب ۲۰
ورس ۱۰ لیکن ساتوان دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اوسمین
کچھ کام نکر نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی وغیرہ ذلک
من الاحکام اور جب یہ ثابت ہوا کہ اڑھائی ہزار برس پیشتر زمانہ
اسلام سے خدا کے حکم سے رقیت جاری تھی تو اوسکو شنائع عقلیہ مین
داخل کر کے تمام انبیا کو ملعون اور مشرک ٹھہرانا آپ ہی کا کام ہے
نہ کہ دوسرے مسلمان کا دور جانا کیا ضرور ہے خود جد رسول حضرت
ابراہیم کا حال توراۃ سے معلوم ہو چکا اور قسطلانی شرح بخاری مین
ذیل حدیث بینما ابراہیم مر بجبار و معہ سارۃ الحدیث مین لکھا ہے ان ہاجر
کانت مملوکۃ وقد صح ان ابراہیم اولدہا بعد ان ملکہا فی سریۃ انتہی
اب تو کچھ شک نرہا کہ ہاجرہ لونڈی حضرت ابراہیم کی تھین اور اون سے
اولاد پیدا ہوئی سنیئے معلوم کہ اس اولاد کو حضرت مخاطب کیونکر

ولد الحجر ام شھرائین گے اور کہان سے کہان پہونچائین گے اور ہم ثابت کرینگے کہ جویریہ اور صفیہ اور ماریہ قبطیہ وغیرہ لونڈیان حضرت خاتم رسالت صلعم کی نتھین اور یہ بھی قول صحیح نہین ہے کہ خدا تعالےٰ نے موجودہ لونڈی غلام قائم رکھے مگر آئیندہ کے واسطے اونکو کوئی حکم نازل نہین ہوا کیونکہ یاایھا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک وغیرہ آیات مین صاف حکم حلال ہونے ملک یمین کا موجود ہی اور اگر رقیت فی نفسہ ایسی قبیح تھی کہ اوسکا روا رکھنا ایک لمحہ کے واسطے بھی بطلان مذہب کی دلیل ہوسکتی ہے اور خدا تعالےٰ نے شرک کا روا نہین سمجھا جاتا ہے تو ہرگز حلال کرنا ممکن نہ تھا خواہ وہ بذریعہ تحفہ بھیجی ہی کیون نہو اور یہ بھی دعوے جناب کا غلط محض ہے کہ احکام خدا کے موجودہ لونڈی غلام کے باب مین تھی کیونکہ ہر جگہ ما ملکت ایمانکم کا ترجمہ خلاف قاعدہ کیا ہے جسکو کچھ بھی صرف و نحو پر عبور ہوگا وہ بھی جانتا ہوگا کہ ماضی مقام صلہ مین واقع ہے معنی مستقبل کے دیتا ہے اور اوامر و نواہی تو ہمیشہ واسطے زمانہ مستقبل کے ہوتے ہین پس جسقدر احکام امر و نہی کے طور پر وارد ہوے ہین وہ ابدی ہین اور ماضی بیشک معنی مستقبل کے دیگا مبتدیون کو بھی یہ شعر یاد ہے

شعر

چار جا ماضی بباید معنیش مستقبلہ ٭ بعد شرط و ہم جزا و ہم دعا و ہم صلہ ٭

لامحالہ جسقدر آیات مین ماضی مراد لیکر مخاطب فی ی علم نے جواب دیا ہے خود باطل ہوگیا اور یہ فرمانا اونکا غلط ہے کہ لفظ ما ملکت ہمیشہ رہ آیتون مین آیا ہے اور یہ لفظ ماضی کا ہے ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا چنانچہ آیۃ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم مین معنی مستقبل مراد ہونے سے انکار کیا ہے حالانکہ وہ تمام حکم

صیغۂ امر کے ساتھ ہے جو زمانہ آئندہ پر بخوبی دلالت کرتا ہے مخفی نرہے
کہ اگر جناب مخاطب کی تفسیر صحیح ٹھہرے تو آیۃ کے یہ معنی ہونگے
کہ اے مسلمانون اگر متعدد جوروکرنے مین تمکو خوف ہو کہ تم عدل
نہ کرسکوگے تو قیامت تک یہی حکم ہے کہ ایک زوجہ نکاحی رکھو اور
موجودہ لونڈیان اپنی مباشرت کے واسطے رہنے دو غور کرنا چاہیے
کہ حکم دوامی واسطے ہر مسلمان کے ہے اور لونڈیان موجودہ تا قیامت
زندہ نہین رہ سکتیین پھر بعد مرنے لونڈیون کے کوئی حکم ہر مسلمان کی
واسطے باقی نہین رہتا ہے کہ جب متعدد زوجات بین عدل نکرسکے
اور ایک نکاح اوسکو کافی نہو تو وہ کیا کرے اور کسواسطے زمانۂ ماضی
کے مسلمان اور زمانہ مستقبل کے مسلمانون کا حکم واحد نہ ہے اب
اور تماشا دیکھیے کہ حضرت مخاطب نے لونڈیون کو بھی بلا نکاح حلال
نہین ٹھہرایا ہے بلکہ آیۃ کا یہ حکم بنایا ہے کہ لونڈیون سے نکاح کرلو
حالانکہ اونکی تفسیر بالرائے محض غلط ہے کیونکہ جب لونڈی کو آزاد
کرکے نکاح کیا جائیگا تو وہ بھی مثل دیگر ازواج کے ہوجائیگی اور عدل کرنا
ضرور ہوگا تو جس خوف سے وہ نکاح تجویز ہوا تھا بدستور قائم رہیگا
ورنہ یہ لازم آتا ہے کہ باوجود زوجۂ نکاحی ہونے کے بھی عدل کا امتناع
ہوگیا حالانکہ کوئی ذی علم ایسا گمان بھی نہین کرسکتا ہے لامحالہ اصلی
معنی آیت کے وہی قرار پاوینگے جو مفسرین نے لکھے ہین یعنے
اگر متعدد زوجات مین عدل نکرسکو تو لونڈیون کے ساتھ مباشرت
حلال ہے اور اون مین عدل کی ضرورت نہین اور خوف کا علاج
ہوجاتا ہے کیونکہ لونڈیان زوجات کے برابر نہین ہوتی ہین چنانچہ
تفسیر کشاف مین ہے او ما ملکت ایمانکم سوی فی السھولۃ
والیسر بین الحرۃ الواحدۃ وبین الاماء من غیر حصر ولا توقیت عدد

ولعمری انھن اقل تبعة واقصر شغبا واخف مؤنة من
المھائر لا علیک اکثرت منھن ام اقللت عدلت بینھن فی القسم
او لو تعدل عزلت عنھن ام لم تعزل وقرأ ابن ابی عبلہ من ملکت فی ذلک اشارة
الی اختیار الواحدة والتسری انتھی بلفظہ قولہ آیة دوم والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم
اس آیة کی تفسیر مین امام رازی نے لفظ احصان کے چار معنی لکھے ہین
حریت عفت اسلام ذات الازواج سو اس مقام پر ہم معنے
حریت کے اختیار کرتے ہین نہ عفت و اسلام و ذات الازواج کے
کیونکہ ذات الازواج مراد ہونے کی کوئی دلیل عقلی یا نقلی مفسرین کے
پاس نہین ہے جسکو خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا
کے کلام کو اوس ادب سے دیکھیگا جسکا وہ مستحق ہے تو یقین کریگا
کہ لڑائی کی قیدیون سے یہ آیة متعلق نہین ہے پس لفظ متعدد المعنی سے
ایک معنی معین ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنے کے لیے
کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو امام رازی کے پانچ قیاس سے
نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی اور جہان یہ لفظ آیا ہے آزاد عورتین ہی
مراد لی گئی ہین انتھی محصلاً **اقول** کاش جو نصیحت امام رازی رح کو
آپ کر رہے ہین اوسپر خود عمل کرتے اور بمقابلہ نصوص قطعیہ کے مجرد وہم
وگمان سے حلال کو حرام نہ ٹھہراتے ہمکو کمال تعجب ہے کہ تفسیر
کبیر مین دلیل عقلی و نقلی واسطے اختیار کرنے معنی ذات الازواج کے
صاف وصریح موجود ہے اگر آپ نقل نکرین یا عبارت تفسیر کے معنی
نہ سمجھین تو امام رازی رح کا کیا قصور ہے خیر اب ہم وہ عبارت تفسیر کبیر
کی لکھے دیتے ہین جسمین دلیل عقلی بیان ہوئی ہے وھی ھذہ والدلیل
علی ان المراد ذلک انہ تعالی عطف المحصنات علی المحرمات فلا بد ان یکون
الاحصان سببا للحرمة ومعلوم ان الحریة والعفاف والاسلام لا تاثیر لہ فی ذلک

فیجب ان یکون المراد منہ المزوجۃ لان کون المرأۃ ذات زوج لہ تاثیر فی کونہا محرمۃ
علی الغیر بلفظہ یعنی سبب حرمت کا آیۃ مین صرف احصان ہی اور اوسکی تین معنی
حریت اسلام عفت ایسی ہین کہ وہ مانع زوجیت فی نفسہ نہین ہو سکتی کیونکہ آزاد عورت
یا مسلمان عورت یا عفیفہ عورت کا کسی کے ساتھ نکاح ہونا منع نہین ہے
لامحالہ معنی چہارم متعین ہونگے وہ کیا ہین ذات الازواج ہونا کیونکہ
شوہر کا موجود ہونا مانع ہے واسطے اختیار کرنے دوسرے شوہر کے
پس معنی ذات الازواج کے والمحصنات مین متعین ہو جائینگے فقط
جناب عالی غور فرمائیے کہ اس سے زیادہ کیا عمدہ دلیل ہوگی باقی رہی
دلیل نقلی سو جسطرح اور جگہ آیات قرآنی کا نشان دیا ہے یہان بھی
دیا ہے چنانچہ عبارت دلیل نقلی کی یہ ہے ن را بعہا کون المرأۃ ذات
زوج یقال امرأۃ محصنۃ اذا کانت ذات زوج وقولہ والمحصنات
من النساء الا ما ملکت ایمانکم یعنی ذوات الازواج بلفظہ
اب تو سوا اسکے کچھ چارہ نہین ہے کہ آپ اپنی غلط بیانی پر افسوس
کرین مجکو خیال ہوتا ہے کہ جناب مخاطب جب سخت مجبور ہونگے تو
امام رازی کی تکذیب پر آمادہ ہو کر فرمائینگے کہ کسی حدیث سے
ثبوت اس بات کا نہین ہے کہ ذات الازواج مراد ہین تو مجرد قول امام
رازی کا ہم نہین مانتے لہذا مین حضرت مخاطب کا بخوبی اطمینان
کیے دیتا ہون اور حدیث بھی پیش کرتا ہون تاکہ پھر سر اوٹھانے کو
جگہ نہ ہے صحیح ترمذی مین ہے عن ابی سعید الخدری قال اصبنا
سبایا یوم اوطاس ولہن ازواج فی قومہن فذکروا ذلک
لرسول اللہ صلعم فنزلت والمحصنات من النساء الا ما ملکت
ایمانکم ہذا حدیث حسن وہکذا روی الثوری عن عثمان البتی عن
ابی الخلیل عن ابی سعید وابو الخلیل اسمہ صالح ابن ابی مریم وروی

۵۱ [حضرت] ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ... [ہم] نے بہت قیدی ... ہاتھ آئین ... اونکی قوم مین اونکے ... ازواج بھی تھے لوگون نے حضرت صلعم سے عرض کیا تب یہ آیت والمحصنات نازل ہوئی ۱۲

ہمام ھذا الحدیث عن قتادۃ عن صالح ابی الخلیل عن ابی علقمۃ
الھاشمی عن ابی سعید عن النبی صلعم حدثنا ہ الدی عبد بن حمید نا
حبان بن ھلال نا ھمام بلفظہ اور سنن ابو داود میں ہے باب فی وطی السبایا حدثنا
عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ نا یزید بن زریع نا سعید عن قتادۃ عن صالح
ابی الخلیل عن ابی علقمۃ الھاشمی عن ابی سعید الخدری ان رسول صلعم
بعث یوم حنین بعثا الی اوطاس فلقوا عدوھم فقاتلوھم فظھروا علیھم
واصابوا لھم سبایا فکان اناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا
من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ تعالیٰ
فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن لھم حلال
اذا انقضت عدتھن انتہی بلفظہ اور صحیح نسائی میں ہے عن ابی سعید الخدری
ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث جیشا الی اوطاس فلقوا عدوا
فقاتلوھم وظھروا علیھم فاصابوا علیھم سبایا لھن ازواج فی
المشرکین فکان المسلمون تحرجوا من غشیانھن فانزل اللہ
عزوجل والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای ھذا لکم
حلال اذا انقضت عدتھن بلفظہ اور مؤطا امام مالک میں ہے ماجاء فی الاحصان
مالک عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب انہ قال المحصنات
من النساء اولات الازواج ویرجع ذلک الی ان اللہ حرم الزنا
بلفظہ اور مؤطا امام محمد میں بھی بعینہ موجود ہے اور صحیح مسلم میں ہے حدثنی عبید اللہ
بن عمر بن میسرۃ القواریری قال نا یزید بن زریع قال نا سعید بن
ابی عروبۃ عن قتادۃ عن صالح ابی الخلیل عن ابی علقمۃ
الھاشمی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقوا عدوا فقاتلوھم
فظھروا علیھم واصابوا لھم سبایا فکان ناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم

[Margin notes:]

ترجمہ ابو سعید خدری ... روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حنین کے دن ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا ... [illegible]

فرمائی یعنی وہ لونڈیاں حلال ہیں جب ان کی عدت گذر جاوے ۱۲

[illegible] ترجمہ ... سعید بن مسیب نے کہا کہ محصنات سے مراد شوہر والیاں عورتیں ہیں اور مقصود اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام فرمایا ۱۲ ... اس کا ترجمہ بعینہ صفحہ گذشتہ میں کیا گیا ہے ۱۲

تحرجوا من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشرکین فانزل الله عزوجل فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فهن حلال اذا انقضت عدتهن فیهما ان ابا علقمة الهاشمی حدث ان ابا سعید الخدری حدثهم ان نبی الله صلعم بعث یوم حنین سریة بمعنی حدیث یزید بن زریع غیر انه قال الا ما ملکت ایمانکم منهن فحلال لکم ولم یذکر اذا انقضت عدتهن ایضا وحدثنیه یحیی بن حبیب قال نا خالد یعنی ابن الحارث قال نا شعبة عن قتادة بهذا الاسناد نحوه ایضا فیه وحدثنیه یحیی بن حبیب الحارثی قال نا خالد بن الحارث قال نا شعبة عن قتادة عن ابی الخلیل عن ابی سعید قال اصابوا سبایا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا فانزلت هذه الآیة والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ایضا فیه وحدثنی یحیی بن حبیب قال نا خالد یعنی ابن الحارث قال نا سعید عن قتادة بهذا الاسناد نحوه بلفظه انتهی

احادیث موصوفہ سے ثابت ہوا کہ جب غزوۂ اوطاس مین جو بعد فتح مکہ کے ہے لونڈیان پکڑی آئین اور اونکے ساتھ مباشرت کرنے مین صحابہ کو یہ شک ہوا کہ اونکے شوہر موجود تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ذوات الازواج عورتین حرام ہین مگر لونڈیان شوہردار حرام نہین ہین اب تو کچھ شک نرہا کہ ذوات الازواج کی تفسیر صحیح اور مدلل باحادیث صحیحہ ہے **فائدۂ جلیلہ** اگر غور کیا جاوے تو اب تمام رسالہ تبرئۃ الاسلام کا جواب شافی تمام ہوچکا اور ضرورت زیادہ بحث کی جاتی رہی کیونکہ بڑا اہتمام مخاطب عالی مراتب نے اسی مین کیا تھا کہ جسطرح بن پڑے آیۂ متعہ و فداکا نزول شمہ ہجری زمانہ فتح مکہ مین قائم کرکے کہدیا جاوے کہ وہ سب سے اخیر آیت ہے لہذا تمام آیات سابقہ کی ناسخ ہے مگر خدا کے فضل سے خاکسار نے

یعنی ابو سعید سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے کہ حنین کے دن اہل اسلام کو لونڈیان اوطاس کی ملین اور اونکے شوہر موجود تھے پس لوگون نے خوف کیا تب آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم نازل ہوئی ۱۲

احادیث صحاح ستہ سے ثابت کر دیا کہ بعد فتح مکہ کے استرقاق اہل
زور شور سے جائز اور حلال کیا گیا کہ خاص آیۃ قرآنی نازل ہوئی اور
شوہر دار لونڈیان بھی حلال کی گئین اب اگر تبرعاً بفرض محال قول
جناب مخاطب کا ہی مان لیا جاوے کہ آیۃ متن وقد اشتہ نہین زمانہ
فتح مکہ مین نازل ہوئی تو بھی آیۃ تائید المحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم
سے منسوخ ہو گئی ابتو سارا طلسم بنایا ہوا حضرت مخاطب کا ٹوٹ گیا
اور خدا کی طرف سے مُہر اونکے مُنہ کے واسطے پہونچ گئی اسکے بعد
اونکو یہی کہنا پڑیگا کہ ہمکو صحاح ستہ کی کوئی حدیث پسند نہین ہے
اہل یوروپ نیچریون کی تقلید سب پر غالب ہے کوئی حدیث
نہ مانین گے اپنی ہی کہے جائینگے خود رسول صلعم بھی معنی قرآن
کے معاذ اللہ نہ سمجھے نہ کوئی صحابی سمجھتے تھے جناب اپنی عقل سے
زمانہ نزول آیۃ سورہ محمد کا جو فرماوین وہی وحی آسمانی ٹھہرے
تفسیر ہمارے اکابر کو ضلالت وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہین اور
حدیث من فسر القران برأیہ فلیتبوء مقعدہ من النار سے نہین ڈرتے فائدہ
احادیث مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بدون انقضاے عدت کے
وطی ساتہ لونڈیون کے جائز نہین ہے اور مؤید ہمارے قول کی یہ
حدیث سنن ابی داؤد کی انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل
حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ انتہی بلفظہ
پس معلوم ہوا کہ حاملہ جب تک وضع حمل نکرلے اور غیر حاملہ کی جب تک
مدت حیض کی نگذرے وطی جائز نہین ہے تو باوجود اسقدر احتیاط
کے بھی حرکت بہائم نام رکھنا کسقدر بیباکی ہے جس شخص کو خدا نے
ضلالت تقلید فلاسفہ نے اندھا نکر دیا ہوگا اور خدا و رسول کے
کلام کو بے ادبی اور خود رائی سے نہ دیکھتا ہوگا ہرگز حلال کو حرام نہ کہیگا

ط یعنی جماع نہ کیا جاوے حاملہ سے جب تک کہ وضع حمل نکرے اور غیر حاملہ سے جب تک کہ ایک حیض نہ دیکھ لے ۱۲

فافهم **قوله** تفسیر کبیر مین بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جسطرح اور جگہ
اس لفظ کے معنے آزاد عورتون کے ہین اسیطرح اس جگہ بھی آزاد عورتین
مراد ہین چنانچہ اوسمین لکھا ہے ان المراد ههنا بالمحصنات
الحرائر والدلیل علیه قوله تعالی بعد هذه الآیة ومن لم یستطع
منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم ذکر ههنا
المحصنات ثم قال بعده ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات
کان المراد بالمحصنات ههنا ما هو المراد هناک ثم المراد من المحصنات
هناک الحرائر فکذا ههنا چنانچہ تفسیر کبیر مین کہا ہے الاول المراد منه العدد
الذی جعله الله ملکا لکم وهو الاربع الخ مختصراً

اقول اسمقام کے اردو ترجمہ مین علاوہ سخت کلامی وبدزبانی کے
حضرت مخاطب نے اپنی طرف سے وہ عبارتین بڑھا دی ہین جو
اصل عبارت تفسیر کبیر مین نہین ہین اور عبارت تفسیر کبیر مین بھی
تحریف کی ہے اوپر کی عبارت اوڑا دی ہے اور ترجمہ مین جو یہ لکھا ہے
کہ بس یہی ٹھیک تفسیر ہے خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی
کسی جملہ تفسیر کبیر کا ترجمہ نہین ہے اور خود بدولت نے جو ارشاد
فرمایا ہے کہ رقیت مستقبلہ ثابت نہین ہوتی یا ذوات الازواج
مراد ہونا صحیح نہین ہے اس قابل نرہا کہ اوسکے جواب مین ہم زیادہ
بحث کرین کیونکہ احادیث صحیحہ سے ہم ثابت کر چکے کہ ذوات الازواج
مراد ہین تو بطور احتمالات کے جیساکہ ذات تفسیر کبیر کا ہے ذکر کرنا
دوسرے معنی کا بھی اگر صحیح مان لیا جاوے مفید مدعا نہین ہے
تعجب ہے کہ دعوی حضرت مخاطب کا اسی رسالہ مین یہ تھا کہ ہم کسی
عالم کی تقلید نکرینگے کتاب وسنت سے اپنی تفسیر کو ثابت کرینگے
مگر پہلی بسم الله دعوے باطل ہو گیا احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر خود ہی احتمالات

سبینہ علما پر الزام دینے لگے اور تقلید کی ظلمت و ضلالت اختیار کی گئی
اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ تفسیر کبیر کی پوری عبارت ہرگز آپکے دعوی پر
برہان نہین ہو سکتی نہ اوسکا وہ مطلب معلوم ہوتا ہے جو کہ آپ نے
بیان فرمایا ہے بلکہ تمام عبارت تفسیر کبیر کا دو آیتون کے معنی ملاکر
یہ مقصود ہے کہ امام صاحب نے والمحصنات کی تفسیر مین دو قول لکھے ہین
اول ذوات الازواج اور اونکا حلال ہونا بوجہ رقیت کے دوسرا
حرائر اور اونکی حلت بوجہ نکاح کے اور اول کو مختار قرار دیا ہے اور
اوسپر یہ دلیل لائے ہین کہ جو معنی آیۃ ثانیہ یعنے والذین هم
لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم
مین مراد ہین وہی اس جگہ مراد ہین ابتو صرف اسیقدر دیکھنا
کافی ہے کہ آیۃ ثانیہ کی تفسیر مین امام صاحب نے یہی لکھا ہے
جو ہم بیان کرتے ہین یا وہ لکھا ہے جو جناب والا کا قول ہے
کیونکہ تناقض کلام مین امام رازی کے نہوگا نہ یہ ہو سکتا ہے کہ
ایک ہی آیۃ کی تفسیر مختلف دو جگہ بیان کرتے پس مجبور ہوا کہ
پہلے آیۃ ثانیہ کی تفسیر نقل کردون تاکہ اصلی مقصود امام رازی کا متعین
ہوجاے چنانچہ عبارت اونکی یہ ہے[له] السوال الثانی هلا قیل
من ملکت الجواب لانه اجتمع فی السریة وصفان احدهما
الانوثة وهی مظنة نقصان العقل والاخر کونها بحیث تباع
وتشتری کسائر السلع فلاجتماع هذین الوصفین فیها جعلت
کانها لیست من العقلاء بلفظہ یعنے ما ملکت ارشاد ہوا
اور من ملکت نفرمایا اسکی یہ وجہ ہے کہ لونڈیون مین دو وصف
جمع ہین اول انوثت جو نقصان عقل چاہتی ہے دوسرے
وہ بھی مثل اور اجناس کے بیع و شرے کی جاتی ہین تو گویا ذوی العقول نہین

[له] یعنے سوال دوسرا یہ ہے کہ کیون کہا گیا من ملکت جواب اسکا یہ ہے کہ لونڈی ہونے مین دو وصف جمع ہین ایک انوثیہ اور اسکے باعث سے نقصان عقل کا گمان ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ مثل اور اسباب کے خرید و فروخت ہوتی ہین تو بوجہ ان دونون صفتون کے غیر ذوی العقول سے شمار کیا گیا ۱۲

نہین ہین لہذا حرف من کا جو ذوی العقول کے واسطے ہے لانا
ضرور نہوا بلکہ حرف ما مستعمل ہونا درست ہے اس عبارت سے
صاف ظاہر ہے کہ لونڈیان مراد ہین جو بیع و شرے کی جاتی ہین
علاوہ اسکے کہ لفظ ازواجہم مین چار عورتین جو حلال ہین خود داخل
ہین پھر او ما ملکت ایمانہم سے اگر بقول مخاطب کے چار عدد مراد ہون
تو معنی آیت کے بگڑ جائینگے یعنے یہ معنی ہوجائینگے کہ حلال ہے
وطی کرنا ساتھ بے انتہا زوجات کے یا چار عورتون کے کوئی ذی علم
ایسی مراد آیت کی قبول نہین کریگا پھر کیونکر امام رازی اوسکو
اختیار کرتے تنبیہ جناب مخاطب فی او ما ملکت ایمانہم کو ترجمہ مین حرف اوکا
ترجمہ یا لکھا ہے اب اونکو گنجایش نہین رہی ہے کہ دوسری طرح تاویل اوس
حرف کی کرسکین فتدبر الحاصل جب ہم ثابت کرچکے کہ جس آیت کو اپنے
دعوے پر امام رازی نے بطور دلیل کے لکھا تھا وہان مراد لونڈیان
ہین نہ عدد ازواج کا تو ضرور ہے کہ عبارت تفسیر والمحصنات
مین بھی امام صاحب کی مراد خلاف اوسکے نہوگی ورنہ لازم
آتا ہے کہ دعوے کچھ ہو دلیل کچھ ہو پس متعین ہوگیا کہ شروع
تفسیر آیۃ مین جو دو شق امام نے اختیار کیے ہین اول فروات الازواج
ثانی حرائر اونہین دونون شقون مین سے اول کو مختار
قرار دیا ہے حضرت مخاطب نے شق ثانی کے فروع مین سے
اول و ثانی دیکھکر اوسکے اول کو مختار قرار دے دیا حالانکہ
تفسیر کبیر کا داب تحریر یہ ہے کہ ایک ایک شق مین
دور دور تک احتمالات کثیرہ لکھتے چلے جاتے ہین
اور جب تک اوپر سے ملا کر تمام عبارت نہ پڑھی جاوے
مطلب سمجھ مین نہین آتا ہے اور احتمالات مین بھی بعض جگہ

بحث ختم نہیں کرتے اور قول فیصل نہین لکھتے ہین مگر بیان فیه مسئلة الاول
فی تفسیر قوله الا ما ملکت ایمانکم وهو المختار ویدل علیه قوله تعالی
والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملکت
ایمانهم جعل الله ملک الیمین عبارة من ثبوت الملک فیها
فوجب ان یکون ههنا مفسرا بذلک الخ
ایسا صاف کلام ہے جسکے معنے وہ ہی ہین کہ جو مراد دوسری آیۃ مین
ہے وہی یہان مراد ہے اور دوسری آیۃ مین رقیت مراد ہے یہان بھی
رقیت مراد ہے جو ذوات الازواج کی حرمت سے مستثنے ہوئی ہے
اب ہم وہ عبارت تفسیر کبیر کی لکھتے ہین جو مخاطب نے چھوڑ دی ہے
اور وہ اول جسپر اشارہ ہو اوسی عبارت متروکہ مین ملیگا وهو هذا المسئلة الرابعة

[illegible]

في قوله والمحصنات من النساء قولان احدهما المراد منها ذوات الازواج
وعلى هذا التقدير ففي قوله الا ما ملكت ايمانكم وجهان الاول ان
المراة اذا كانت في التزوج حرمت على غير زوجها الا اذا صارت ملكا
للانسان فانها تحل للمالك الثاني ان المراد بملك اليمين ههنا
ملك النكاح والمعنى ان ذوات الازواج حرام عليكم الا اذا
ملكتموهن بنكاح جديد بعد وقوع البينونة بينهن وبين ازواجهن
والمقصود من هذا الكلام الزجر عن الزنا والمنع من وطيهن الا
بنكاح جديد او بملك يمين ان كانت المراة مملوكة وعبر عن ذلك
بملك اليمين لان ملك اليمين حاصل في النكاح وفي الملك القول الثاني
ان المراد ههنا بالمحصنات الحرائر والدليل عليه قوله تعالى
بعد هذه الاية ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات
المومنات فمن ما ملكت ايمانكم ذكر ههنا المحصنات
ثم قال بعدهن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات كان المراد
بالمحصنات ههنا ما هو المراد هناك ثم المراد من المحصنات هناك الحرائر فكذا ههنا
وعلى هذا التقدير ففي قوله الا ما ملكت ايمانكم وجهان الاول المراد منه
العدد الذي جعله الله ملكا لكم وهو الاربع فصار التقدير حرمت عليكم
الحرائر الا العدد الذي جعله الله ملكا لكم وهو الاربع الثاني الحرائر
محرمات عليكم الا ما اثبت الله لكم ملكا عليهن وذلك عند حضور الولي
والشهود وسائر الشرائط المعتبرة في الشريعة فهذا الاول في تفسير قوله الا
ما ملكت ايمانكم هو المختار ويدل عليه قوله تعالى والذين هم لفروجهم حافظون
الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم جعل ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيها فوجب ان يكون ههنا مفسرا بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله
اقرب الطرق الى الصدق والصواب والله اعلم انتهى بلفظه

سبحان اللہ جناب مخاطب نے اوپر کی عبارت تو اوڑا ہی دی تھی
وسط عبارت مین بھی القول الثانی کا لفظ حذف کیا تا کہ کوئی قول اول
اوس سے پہلے کا معلوم ہونے نہ پاوے جسکی طرف اشارہ ہے
اور ایک جملہ کا جملہ وعلی ہذا التقدیر ففی قولہ الا ما ملکت ایمانکم وجہان
نوش جان فرمایا جسقدر عبارتون سے قول اول مشروع تفسیر کبیر کی طرف
اشارہ نکلتا تھا اوس سے خوب ہی بچ کر نکل گئے اور ترجمہ بھی خاطر خواہ
لکھدیا واہ کیا کہنا ہے اور اگر پھر بھی آپ نہ مانین اور یہی فرمائے جاوین
کہ مختار امام رازی کا وہی قول ہے جو ہمنے سمجھا ہے تو خاکسار
قصہ ہی ختم کرتا ہے اور امام صاحب کی اسی آیۃ کے متعلق بقیہ
عبارت جو آپ نے چھوڑ دی ہے لکھ دیتا ہے تا کہ معلوم ہو جاوے
کہ امام رازی چونکہ شافعی مذہب ہین ذوات الازواج ہونے سے
اپنے مذہب مختار کو مدلل کر رہے ہین چنانچہ فرماتے ہین حجۃ
الشافعی ان قولہ والمحصنات من النساء یقتضی تحریم ذات
الازواج ثم قولہ الا ما ملکت ایمانکم یقتضی ان عند حصول
الملک ترتفع الحرمۃ ویحصل الحل بلفظہ یعنی
امام شافعی کی یہ حجت ہے کہ والمحصنات من النساء سے ذوات الازواج
کی حرمت نکلتی ہے مگر الا ما ملکت ایمانکم سے بسبب ملک ہو جانیکے
حرمت جاتی رہتی ہے لامحالہ ذوات الازواج مراد ہونا قابل انکار نہ رہا
فائدہ امام رازی نے جو احتمال معنی حرائر کا لکھا ہے وہ قرأت شاذہ
والمحصنات بالکسر کے لحاظ سے لکھا ہے مگر بالفتح جو قرأت متواترہ
ہے محصنات سے مراد ذوات الازواج ہی لکھی ہے چنانچہ
فرماتے ہین دوسری آیت ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات الخ
کی تفسیر مین قرأ الکسائی المحصنات بکسر الصاد فی قولہ والباقون بالفتح

فالفتح معناہ ذوات الازواج والکسر معناہ العفاف والحرائر واللہ اعلم

اور چونکہ آیۃ ثانیہ کا حوالہ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین بھی دیا ہے تو یہ اشارہ ہے اوسی قرات بالکسر کی طرف فافہم جناب مخاطب نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان ہی مراد لی جاوین تو بھی آیۃ کے معنے یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ عورتین جو پہلے آزاد تھین مگر اب تمہاری لونڈیان ہو چکی ہین خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ آزاد عورتین اگر قبل استرقاق کے کافر تھین اور بوجہ رقیت کے حلال ہو گئین تب تو ہمارا مطلب حاصل ہے نہ آپ کا اور اگر مسلمان آزاد عورتین مراد ہے تو وہ لونڈیان کسیطرح نہین ہو سکتی تھین آپ کی تفسیر سے کچھ فائدہ آپ کو حاصل نہوگا تنبیہ اگر ہم بھی تسلیم کرلین کہ آزاد عورتین مراد ہین تب بھی احتمال معنی ثانی کا باقی رہتا ہی جو آپ کی مذاق کو بگاڑتا ہی یعنے عدد مراد لینا آپ کی نزدیک غلط نہین ہے چنانچہ آیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم مین خوشی سے آپ نے مراد لی ہے ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کے یہ معنی ہین کہ حرام ہین حرائر چار سے زیادہ مگر لونڈیان عدد مذکور مین داخل نہین ہین چار سے زیادہ بھی حلال ہین فرمائیے اب تفسیر جناب کی کہان جائیگی اور کس کام آئیگی فتدبر **قولہ** آیۃ سوم ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات یعنے اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اونسے نکاح کرے بلفظہ **اقول** آپ نے عجیب عبارت معنی آیۃ مین لکھی ہے جسکا صاف مطلب نہین معلوم ہوتا اگر یہ مراد ہے کہ آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنیکا مقدور نہو تو جہاد کی لونڈیون سے جو مسلمان ہو گئی ہون نکاح کرلیا کرو کیونکہ اونکا مہر بھی کم ہو سکتا ہے تب تو

فالفتح معناہ ذوات الازواج والکسر معناہ العفاف والحرائر واللہ اعلم

اور چونکہ آیۃ ثانیہ کا حوالہ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین
بھی دیا ہے تو یہ اشارہ ہے اوسی قرات بالکسر کی طرف فافہم جناب
مخاطب نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان ہی مراد
لی جاوین تو بھی آیۃ کے معنے یہ ہونگے کہ پھر آزاد عورتین حرام
ہوئی ہین مگر وہ عورتین جو پہلے آزاد تھین مگر اب تمہاری لونڈیان ہو چکی ہین
خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ آزاد عورتین اگر قبل استرقاق کے کافرات
تھین اور بوجہ رقیت کے حلال ہوگئین تب تو ہمارا مطلب حاصل ہے
نہ آپ کا اور اگر مسلمان آزاد عورتین مراد ہے تو وہ لونڈیان کسیطرح
نہین ہوسکتی تھین آپ کی تفسیر سے کچھ فائدہ آپ کو حاصل نہوگا تنبیہ
اگر ہم بھی تسلیم کرلین کہ آزاد عورتین مراد ہین تب بھی احتمال معنی ثانی کا
باقی رہتا ہے جو آپ کی مذاق کو بگاڑتا ہے یعنے عدد مراد لینا آپ کی نزدیک غلط نہین ہے
چنانچہ آیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم مین خوشی سے آپ نے مراد لی ہے ہم بھی کہہ سکتے ہین
کہ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کے یہ معنی ہین کہ حرام ہین حرائر چار سے زیادہ
مگر لونڈیان عدد مذکور مین داخل نہین ہین چار سے زیادہ بھی حلال ہین فرمائیے اب
تفسیر جناب کی کہان جایگی اور کس کام آئیگی فتدبر **قولہ** آیۃ سوم ومن لم یستطع
منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنٰت
یعنے اور جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو
جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونہین سے جو مسلمان چھوکریان ہین
اونسے نکاح کرے بلفظہ **اقول** آپ نے عجیب عبارت معنی آیۃ مین لکھی ہے
جسکا صاف مطلب نہین معلوم ہوتا اگر یہ مراد ہے کہ آزاد مسلمان
عورتون سے نکاح کرنیکا مقدور نہو تو جہاد کی لونڈیون سے جو مسلمان
ہوگئی ہون نکاح کرلیا کرو کیونکہ اونکا مہر بھی کم ہوسکتا ہے تب تو

علت استرقاق کی لازم آئیگی اور آپ کا مطلب فوت ہوجائیگا کیونکہ
یہ حکم عام بنے واسطے دوام کے اور امر ہمیشہ واسطے مستقبل کے
ہوتا ہے تو استرقاق کا حکم بھی دوامی ٹھہرے گا اور بدون جواز استرقاق
کے میسر آنا لونڈیون کا بطور ملک یمین کے اور پھر اونکا مسلمان ہونا اور
کسی مسلمان کا اون سے نکاح کرلینا آیندہ کے واسطے محال ہوجائیگا
لامحالہ معنے مستقبل اختیار کرنے پڑینگے اور یہ کسیطرح قرین عقل نہین ہے
کہ بعد انقطاع زمانہ نزول آیت کے جب لونڈیان موجودہ مرجاوین اور
آیندہ رقیت حرام کیجاوے تو مفلس مسلمانون کے واسطے آیت مین
کوئی حکم ہی باقی نرہے اور وہ حکم مخصوص اوسی زمانہ کے مسلمانون کے
واسطے رہجاوے حالانکہ تخصیص کا کوئی لفظ مذکور نہین ہے اور
تاقیامت جو مسلمان مفلس ہون وہ اوس تسہیل سے محروم کیے جاوینگے
جنکے واسطے آیت نازل ہوئی ہے لامحالہ آپکی سب بحث بیکار ہوجائیگی
اور اگر یہ مراد ہے کہ لفظ ملک سے ملک نکاح سمجھنی چاہیے اور آزاد
مسلمان عورتین مقصود ہین تب تو آیۃ کے یہ معنی ٹھہرینگے کہ جو مسلمان
مفلس ہو وہ اون آزاد عورتون میں سے جو بسبب ملک نکاح کے اوسکی
زوجیت مین ہون کسیکو زوجیت مین لے آوے یا یون کہو کہ جو مسلمان
مفلس آزاد عورت مسلمان سے نکاح نکرسکے تو کم سن آزاد عورت مسلمان
سے نکاح کرے بہرکیف کوئی ذی علم ایسی واہیات بات زبان سے نہین
نکال سکتا فکیف تفسیر اب ہم معنے آیت کے موطا امام مالک سے
بیان کرتے ہین قال مالک لا یحل نکاح امۃ یہودیۃ ولا نصرانیۃ لان
اللہ تبارک وتعالی یقول فی کتابہ والمحصنات من المومنات والمحصنات
من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم فھن الحرائر من الیہودیات والنصرانیات و
قال تعالی ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات

فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات یعنی الاماء المومنات
انتہی بلفظہ اب تو کچہ شک نرہا کہ آیت مبحوث عنہا مین الاماء المومنات
یعنی لونڈیان مومنات مراد ہین لامحالہ خیالات سے اصل مخاطب
کے مقابلہ مین ہمکو موطا امام مالک بہت ترجیح کے لائق معلوم ہوتی ہے
اور ضرورت نہین رہی کہ مفسرین کے اقوال بھی نقل کیے جاوین
کما لایخفی قولہ آیت چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم و دہم و یازدہم
مین ماملکت کا ترجمہ ہے مالک ہو چکے رقیت مستقبلہ نہین نکلتی اقول
سب آیتون کے احکام امر و نہی مین نازل ہوے ہین اور ماضی مقام
صلہ مین واقع ہے اور بسبب امر و نہی کے جو ہمیشہ واسطے مستقبل کے
ہوتا ہے احکام ابدی کے ساتہ معنے مستقبل ما ملکت ایمانکم کے لینے
ضروری ہین خلاف محاورہ عرب کے جو معنے جناب نے اختیار کیے ہین
قطعیت اوسکی محتاج برہان ہے والی لکم ذلک قولہ آیۃ دوازدہم
یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورہن و ما ملکت
یمینک مما افاء اللہ علیک اللہ صاحب نے سورۂ احزاب مین
فرمایا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری جوروین
جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتہون کی ملک ہو چکی ہین
اون مین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہے یہ وہ آیۃ ہے جسمین احکام
ازواج مطہرات کے مذکور ہین اور اسکے بعد کی آیۃ مین آنحضرت صلعم کو
اسکے بعد اور کسی عورت سے ازدواج کرنے سے امتناع آیا ہے
اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے ازدواج
کی کوئی احکام خاص نہ تھے بلکہ جسطرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا
اوسیطرح پر ازدواج ہوا تھا البتہ متبنے کی زوجہ کے بعد طلاق حرام ہونیکی
نسبت احکام صادر ہوئے تھے الی قولہ قبل نزول اس آیت کی مقوقس

مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ دوسری سیرین بطور
تحفہ کے بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت
کے تصرف مین تھین اسطرحپر تحفہ آنے کو عربی مین فی کہتے ہین
اس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا مگر اسکے بعد مطلقًا ازدواج کو
منع کر دیا پس رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا اور بعضے لوگ جو افاء کے
معنی غنیمت کہتے ہین غلط ہے کیونکہ لڑائی کی قیدیون کے واسطے
آیۃ عن وفدا نازل ہوئی ہے کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہی فی ہے
کبھی کبھی مجازًا غنیمت کے مال کو بھی فی کہتے ہین اور ملکت و فاء دونون
صیغے ماضی کے ہین الخ انتہی مختصرًا **اقول** جناب مخاطب نے اس آیۃ کی
تفسیر مین عجب تصرفات کیے ہین اور خیالات بے اصل اس قسم کی لکھی ہین
کہ علما کو حیرت پیدا ہوتی ہے اور جرأت و بیباکی پر افسوس آتا ہے
اولًا معنی آیۃ کے وہ بیان کیے ہین جس سے ثابت کرتے ہین کہ قبل
نزول آیۃ انا احللنا لک الخ سے نکاح حضرت صلعم کا ازواج طاہرات کے
ساتھ حلال نہین ہو چکا تھا محض رسمی نکاح کر لیا تھا جو محتاج حلت تھا
وہو کما تری **دوم** ماریہ قبطیہ حضرت کے تصرف مین مطابق رسم ایام
جاہلیت کے تھین جسکو شروع تبریۃ الاسلام مین حرکت بہائم و خلاف
قانون فطرت و کفر و شرک و بطلان مذہب و شہوت پرستی قرار دیا ہے
لامحالہ قبل نزول ایۃ تک تمام طعن طعن کی تقریر مخاطب کی حضرت بشیر و نذیر
شارع علیہ الصلوۃ والسلام پہ صادق آتی ہے اور کفر و ارتداد تک پہنچاتی ہے
نعوذ باللہ منہ **سوم** شروع تبریۃ الاسلام مین اور متعدد تقریرون مین
جناب والا لکھ چکے ہین کہ اگر استرقاق کو خدا تعالے جائز رکھے تو گویا
شرک کا روادار ہوگا اور اگر ایسا حکم مذہب اسلام مین ایک لمحہ کیواسطے
بھی جائز رکھا جاوے تو واسطے بطلان مذہب کے کافی ہے اور حرمت

ورقیت آپس مین نقیضین ہین اور رقیت خلاف نیچر ہے خدا کا قول
اور اوسکا فعل مطابق ہونا چاہیے ورنہ قرآن شریف جو اوسکا
قول ہے بسبب مخالفت فعل کے باطل ہوجائیگا اب ہین سوال کرتا ہون
کہ مقوقس بادشاہ مصر نے جو دو لونڈیان تحفہ مین بھیجدین اور حضرت خاتم
رسالت صلعم نے اونکو لے لیا اور بقول آپ کے ایک پر خود ارتکاب
اوس حرکت کا کیا جسکا نام حرکت وحشی جانور درندہ رکھہ چکے ہو تو
یہ فعل آئندہ مدت العمر کے واسطے خدا تعالے نے کیونکر حلال ٹھہرایا اور
کیون امتناع نفرمایا اور کسطرح مذہب اسلام موافق نیچر کے صحیح ٹھہریگا
اور کیونکر خدا تعالے اوسکو پسند کریگا اگر رسول صلعم قانون نیچر سے
بخوبی واقف نہ تھے اور مثل آپکے پیغمبران لندن سٹراڈ سین
واسٹیل کے قانون قدرت کو بخوبی نہین سمجھتے تھے تو خود بنانے والا
قانون قدرت کا ضرور دونون لونڈیون کا معاملہ خلاف نیچر جانتا ہوگا
جسکا وہ ایسا پابند سمجھا جاتا ہے کہ کبھی توڑنے کا امکان نہین ہوسکتا
چہارم فیٔ کے معنے تحفہ مین آنا کسی شئے کا حضور والا نے کس لغت
یا اصطلاح کی کتاب مین دیکھے ہین بندہ بھی اوسکا مشتاق ہے
ذرا عبارت کتاب کی لکھہ دیجیے اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ بحار الانوار کی
عبارت آپنے نقل کی مگر معنی سمجھنا نصیب اعدا رہا بحار مین تو اسیقدر
لکھا ہے الفیٔ ما حصل للمسلمین من اموال الکفار من غیر حرب ولا جہاد
واصلہ الرجوع اسمین تخصیص تحفہ کی کہان سے نکلی ہم پوچھتے ہین کہ اگر لشکر اسلام
کسی قوم پر مقاتلہ کے واسطے جاوے اور وہ لوگ بخوف اپنے قتل کے
اپنے اموال مسلمانون کو دیدین خواہ وہ اموال نقد و جنس ذی روح
غیر ذی روح ہون خواہ دار و عقار ہون تو اسکو فیٔ کیونکر نہ کہا جائیگا
ذرا احادیث و آیات مین جی لگاکر معنے پنہایا کیجیے قیاس فی اللغۃ

جاری نفرمایئے پچھم مال غنیمت کا فی ہونا مجاری کہیں واسطے ٹھہرایا گیا ہیم تو برابر معنی حقیقی دیکھیہ رہے ہین غمایت الامریون فرمایئے کہ لفظ فی مشترک المعنی ہے نہ کہ اصلی معنے چھوڑ کر وہ معنی تحفہ بھیجنے کے تراشے جاوین جسکا اختیار کرنا آپ سے کام آوے اب مین بعض احادیث کا نشان دیتا ہون جنمین فی مال غنیمت کو فرمایا ہے ابوداؤد مین ہے باب فی الرجل ینتفع من الغنیمة بشیٔ عن رویفع بن ثابت الانصاری ان النبی صلعم قال من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یرکب دابة من فیٔ المسلمین حتی اذا اعجفها ردها فیه ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یلبس ثوبا من فیٔ المسلمین حتی اذا اخلقه ردہ فیه بلفظ الفیٔ فیه باب فی المرأة والعبد یحذیان من الغنیمة عن یزید بن هرمز قال کتب نجدة الی ابن عباس یسأله کذا وکذا ذکر اشیأ وعن المملوک الہ فی الفیٔ شیٔ الخ ایضا فیه باب فی الامام یستاثر بشیٔ من الفیٔ لنفسه قال سمعت عمرو بن عبسة قال صلی بنا رسول اللہ صلعم الی بعیر من المغنم فلما سلم اخذ وبرة من جنب البعیر ثم قال ولا یحل لی من غنائمکم مثل هذا الا الخمس والخمس مردود فیکم بلفظ اتو معلوم ہوگیا کہ فی کے معنی بھی حضرت نے ایجاد فرمائے ہین ورنہ اصل اسیقدر ہے کہ فی لفظ مشترک المعنی ہے غنیمت کے مال کو بھی فی کہتے ہین اور بغیر لڑائی کے جو مال کفار کا ہاتہ آجاسے اوسکو بھی فی بولتے ہین خواہ وہ مال خود کفار حوالہ کردین خواہ چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمان اوسپر متصرف ہون بہت صورتین بغیر لڑائی کے مال ہاتہ آنے کی ہوسکتی ہین اونہین مین سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی لونڈی خود بھیجدے نہ کہ جو مال تحفہ مین آوے وہ ہی فی کہلاوے لا غیر

ششم آیۃ لایحل لک النساء کا آیۃ انا احللنا لک الایۃ کے بعد نازل ہونا
یا اوسکے ساتھ نازل ہونا اور دونون کو چسپان کر دینا اور انا احللنا
لک الخ کے اخیر کی آیات کو قلم انداز کرنا نہایت حیرت انگیز ہے حالانکہ ہم
تسلیم نہین کرتے ہین کہ لایحل لک النساء بعد آیت انا احللنا لک الخ
کے نازل ہوئی ہے سند المنع ہم پیش کرتے ہین اپنی دلیل آپ پیش کیجیے ورنہ
پھر تفسیر دانی کا نام نہ لیجیے اور لا ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ نزول قرآن
موافق ترتیب موجودہ کے ہے بلکہ تقدم وتاخر آیات کا ترتیب مین ہے
اسلیے تقدم ہونا آیۃ انا احللنا لک الخ کا لایحل لک النساء پر مستلزم
قبلیت نزول کا نہین ہے چنانچہ تفسیر کشاف مین ہے وعن عائشۃ
مامات رسول اللہ صلعم حتی احل لہ النساء تعنی ان
الایۃ قد نسخت ولا یخلو نسخہا اما ان یکون بالسنۃ
واما بقولہ انا احللنا لک ازواجک وترتیب النزول
لیس علی ترتیب المصحف انتہی بلفظہ اور تفسیر کبیر مین ہے المسئلۃ
السادسۃ اختلف العلماء فی ان تحریم النساء علیہ
ھل نسخ ام لا فقال الشافعی نسخ وقد قالت عائشۃ
مامات النبی صلعم الا واحل لہ النساء وعلی
ھذا فالناسخ قولہ یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک
الخ بلفظہ قدر الضرورۃ اور کتب صحاح مین حدیث حضرت عائشہ
کی ان الفاظ سے آئی ہے مامات رسول اللہ صلعم حتی احل لہ
النساء سواھن اور ترمذی مین یہ الفاظ ہین مامات رسول اللہ صلعم
حتی احل لہ النساء وھذا حدیث صحیح بہر کیف
حضرت عائشہ صدیقہ کا قول معاملہ حلت وحرمت ازدواج نبوی مین زیادہ تر
قابل وثوق ہے کیونکہ وہ اس امر مین تعلق خاص رکھتی تھین

اور حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ نہین وفات پائی آنحضرت نے یہانتک کہ واسطے آنحضرت کے عورتین حلال کی گئین یعنی یہ آیت منسوخ کی گئی اور نسخ اوسکا یا تو حدیث سے ہے یا خود آیت قرآن انا احللنا لک ازواجک سے ہے اور ترتیب نزول آیتون کی موافق ترتیب موجودہ مصحف کے نہین ہے

اور اونکے نزدیک آیۃ لا یحل لک النساء منسوخ ہوگئی تھی اور امام شافعی کا
بھی ایسا ہی قول تفسیر کبیر سے معلوم ہوا اور مفسرین کے نزدیک ترتیب
قرآنی موافق تنزیل کے نہین ہے لہذا انا احللنا لک ازواجک ناسخ
لا یحل لک النساء کی سمجھی گئی تو اب حضور والا ہما سے احتمال کو رفع
کیجیے اور سند المنع کو رد کر دیجیے ہمنے بالکل جناب کی تقریر کے عکس کو
ثابت کر دیا اور فقط مفسرین کے قول پر قناعت نہین کی حدیث صحیح
سے بھی سند پیش کر دی آپ بھی اسیطرح اپنے قول کی دلیل عنایت
فرماوین ورنہ حکم حلت کا جو آیۃ انا احللنا لک مین مذکور ہے وہ تا زمانہ
وفات سرور کائنات نافذ سمجھا جائیگا اور ماضی بمعنی مستقبل قبول کرنا پڑیگا
ہفتم ہم نہین مانتے ہین کہ آیۃ انا احللنا لک ازواجک اس غرض سے
نازل ہوئی تھی کہ جو تصرفات حضرت نے اپنی ازواج کے ساتھ موافق
رسم جاہلیت کے کر رکھے تھے وہ حلال کر دیے جاوین بلکہ ہم کہتے ہین
کہ وہ آیۃ اس غرض سے نازل ہوئی تھی کہ علاوہ ازواج طاہرات
اور لونڈیون کے اور بھی بیبیان کرنی حضرت کے واسطے حلال ہین
بشرطیکہ وہ اون عورتون مین ہون جنکا تذکرہ قرآن شریف مین
ہے اور جناب والا نے قصداً وہ عبارات قرآنی بیچ مین سے
اوڑا دی ہین اگر وہ لکھی جاتین تو مطلب حضور کا فوت ہو جاتا اب ہم
اوس پوری عبارت آیات کتاب اللہ کو بعینہٖ نقل کرتے ہین پھر ہم بیان
کرینگے کہ کس غرض سے نازل ہوئی تھی یا ایہا النبی انا احللنا لک
ازواجک التی اتیت اجورہن وما ملکت یمینک
مما افاء اللہ علیک وبنات عمک وبنات عماتک
وبنات خالک وبنات خالاتک التی ہاجرن
معک وامرأۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی ان اراد النبی ان

بستنکحہا خالصۃ لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم لکیلا یکون علیک حرج و کان اللہ غفوراً رحیماً آیات موصوفہ سے ثابت ہے کہ علاوہ ازواج طاہرات موجودہ کے اور لونڈیون کی جو عورتین قرابت دار ہجرت کرکے آئی ہین اور بھی وہ عورتین جو مہر معاف کردین اور حضرت نکاح اونسے کرنا چاہین حلال کیجاتی ہین مگر یہ اخیر حکم مسلمانون سے متعلق نہین ہے مخصوص تھا واسطے رسول صلعم کے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہمکو معلوم ہے جو فرض کیا ہے ہمنے مسلمانون پر اونکی بیبیون کے حق مین اور اونکی لونڈیون کے حق مین یعنے مراد یہ ہے کہ چار نکاح سے زیادہ یا بغیر مہر کے اونکو ازدواج جائز نہین ہے چار عورتون پر اور لونڈیون پر اونکے واسطے حصر ہوگیا غرض پس آیہ کریمہ سے حضرت صلعم اور اونکی امت کے واسطے لونڈیان علاوہ بیبیون کے حلال کی گئی ہین اور یہ حکم دوامی ہے واسطے سب مسلمانون کے اور بیان سے وہ خیال جناب مخاطب کا باطل ہوگیا کہ بغیر حکم خدا کے قبل فتح مکہ سے استرقاق موافق رسم جاہلیت کے جاری ہوگیا تھا ابتو خوب معلوم ہوگیا کہ خدا نے حلال کیا تھا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ علاوہ ازواج موجودہ کے حضرت کو اور بھی نکاح جائز تھا اب ہم شان نزول اس آیت کی بیان کرتے ہین جس سے یہ ثابت ہوگا کہ غیر مہاجرات وغیر واہبات نفس کا ازدواج منع ہوا تھا وہ قصہ یہ ہے کہ حضرت صلعم نے ام ہانی بنت ابیطالب سے درخواست نکاح کی فرمائی تھی چونکہ وہ مہاجرات مین نہ تھین لہذا یہ حکم نازل ہوا تھا چنانچہ ترمذی مین حدیث موجود ہے حدثنا

عن ابی صالح عن ام ہانی بنت ابیطالب قالت خطبنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعتذرت الیہ فعذرنی ثم انزل اللہ انا احللنا
لک ازواجک اللاتی اتیت اجورہن وما ملکت یمینک الخ
قالت فلم اکن احل لہ لانی لم اہاجر کنت من الطلقاء ہذا حدیث حسن لا نعرفہ
الا من ہذا الوجہ من حدیث السدی ایضا فیہ قال قال ابن عباس نہی رسول اللہ صلعم
عن اصناف النساء الا ما کان من المومنات المہاجرات قال لا یحل لک النساء
من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا ما ملکت
یمینک واحل اللہ فتیاتکم المومنات وامراۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا
للنبی وحرم کل ذات دین غیر الاسلام ثم قال ومن یکفر بالایمان فقد حبط
عملہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین وقال یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک
اللاتی اتیت اجورہن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ
علیک الی قولہ خالصۃ لک من دون المومنین وحرم ما سوی ذلک
من اصناف النساء ہذا حدیث حسن انما نعرفہ من حدیث عبد الحمید بن بہرام
سمعت احمد بن الحسن یذکر عن احمد بن حنبل قال لا باس بحدیث عبد الحمید بن بہرام عن شہر بن
حوشب انتہی بلفظہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لا یحل لک النساء کے بعد انا احللنا لک الخ
نازل ہوئی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ امتناع ازدواج کا مہاجرات وواہبات نفس کے واسطے نہ تھا
خیر جو کچھ جناب مخاطب فرماتے ہین وہی ہم فرض کر لین تب بھی
ہمارا کچھ نقصان نہین ہوتا کیونکہ آیت انا احللنا لک الخ اور آیۃ لا یحل لک النساء
مین حلت لونڈیون کی موجود ہے اور اوسی مین کلام جاری ہے
نہ کثرت ازدواج مین اب اگر معنے حضرت مخاطب کے مراد لیے جاوین
تو آیتون کا حاصل حکم یہ ٹھہریگا کہ اے نبی تیرے ازواج اب تک
حرام تھین آج حلال ہوئین اور آیندہ سوا ے ماریہ قبطیہ کے کوئی عورت

اللہ نے اوپر بھی ... حلال رکھیں تجھکو تیری عورتیں جنکے مہر تو دے چکا اور جو مال ہو تیری بانہہ کا جو ہاتھ لگا دے تجھکو اللہ ... اور حرام کیا سوا ان دونون قسم کی عورتون کی جنکا ذکر ہوا یہ حدیث حسن ہے روایت اس حدیث کی ہمکو معرفت عبد الحمید بن بہرام سے ہے سنا احمد بن حسن سے کہ وہ کہتے تھے کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ عبد الحمید بن بہرام کی حدیث جو شہر بن حوشب سے مروی ہے اسمین کچھ حرج کی بات نہین ۱۲

حلال نہین ہے اور ماریہ قبطیہ بھی آج تک حرام تھی اور خلاف تحریم کے آج وہی تحریم
توڑ ڈالا اور اوسکو بھی حلال کر ڈالا وفیہ ما فیہ لطیفہ اول آیۃ انا احللنا لک
اور آخر دوسری آیۃ لا یحل لک النساء ملاکر جناب مخاطب نے ازواج
موجودہ و ماریہ قبطیہ کو تو حلال کر دیا مگر درمیان مین جو مہاجرت اور
واہبات نفس کا مذکور ہے وہ ابھی فتوے حلت و حرمت کے
منتظر ہی رہ گئین دیکھا چاہیے اونکے واسطے کیا حکم ہوتا ہے
شاید نہ حلال ہین نہ حرام فافہم **قولہ** آیۃ پانزدہم ولا نسائہن
اقول جب ماضی مقام صلہ مین واقع ہے اور پردہ کا حکم واسطے
دوام کے ہے تو معنی مستقبل کا اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ اوس
حکم کا مستثنے بھی دوامی ہوگا جو ابدی ہے **قولہ** جن افعال کا تحقق
حکمی ہے اونکے باب مین ماضی کا صیغہ معنی مستقبل کے نہین بتا ہے
اور رقیت بھی حکمی ہے انتہی محصلا **اقول** اب تو حضرت کا قیاس
لغت و اصطلاح و محاورہ اہل لسان و قواعد علم ادب مین بھی چلنے لگا
ذرا مہربانی کیجیے اور ہمکو جلد بتا دیجیے کہ یہ قاعدہ کسی آیت قرآنی سے
سمجھا ہے یا کسی کتاب مین دیکھا ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ تحقق وقوع کا
کس سے مراد ہے صرف امور محسوسہ مین یا غیر محسوسہ مین بھی اور
جب ماضی مقام صلہ و دعا و شرط و جزا مین واقع ہوتا ہے تو کسی نے
لکھا ہے کہ معنی مستقبل اختیار کرینگے واسطے تحقق و وقوع فعل کا شرط ہے
فرمائیے غفر اللہ لک اور من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا اور
لا تنکحوا ما نکح اباءکم اور ان المنکوحۃ اذا بیعت لا یقع الطلاق اور علیہ الاجماع
ومن ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر اور من امن باللہ نجی و من کفر
ہلک ومن حلف باللہ کاذبا فہو کذا اور من ملک وظلم فہو کذا و من
اعتقد ان مع اللہ الہا اخر فہو مشرک و اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

اسئلہ مذکورہ مین ماضی بمعنی مستقبل استعمال کیا جاتا ہے یا یقین ظاہر کرنے کے واسطے کیا جاتا ہے تو ملکت ایمانکم مین کیا فرق ہے استعمال ماضی کا اسواسطے کیا گیا ہے کہ تحقق مالک کا ہو جاوے تب لونڈیان حلال ہونگی ورنہ قبل تقسیم سے بدون اوس حصہ مین اگر مالک ہو جانے سے وطی حلال نہین ہوتا اور من ملکت کی جگہ ما ملکت فرمانا خود ہی قابل غور ہے یعنی تفسیر کبیر وغیرہ مین وجہ اسکی مذکور ہے کہ بیع و شرے ہونا لونڈی کا مثل سائر اجناس کے درست ہے اور یہ بات ازواج مین مفقود ہے لہذا صیغہ ماضی کا ساتھ حرف ما کے لانا کمال بلاغت قرآنی ہے کما لعلم من لہ وجدان سلیم **قولہ** چار آیتون مین جو رقبہ کا لفظ آیا ہے وہ بھی رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا الخ **اقول** دلالت تو صاف کرتا ہے مگر آپ نہ مانین تو مجبوری ہے یعنی احکام کفارہ قتل خطا و یمین و ظہار دوامی ہین تو فک رقبہ بھی دوامی ہے اور چونکہ استطاعت واسطے خریدنے رقیق کے شرط ہے اور وہ ہر شخص کے واسطے ہر وقت متعذر تھی لہذا اوسکا بدلہ بھی آیات مین مذکور ہوا ہے بلکہ کھانا کھلانا دس مسکینون کا اگر دشوار ہو تو کپڑا دیدینا جائز کیا گیا ایسے طرح اگر دو مہینے کے روزے نرکھ سکے تو کھانا کھلانا ساٹھ مسکینون کا جائز ہوا ہے تو کیا یہ بھی کہ دینگے کہ روزہ ساٹھ روز کا برابر رکھنا چونکہ قوی کو ضعیف کرتا ہے خلاف نیچر کے ہے وہ بھی منسوخ ہو گیا ہے فتدبر **تنبیہ** آیات قرآنی مین جو بدلہ فک رقبہ کا مذکور ہے تو لفظ لم یجد کا آیا ہے جسکے معنے ہین اگر لونڈی غلام واسطے آزاد کرنیکے نہ ملے یہ لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ حرمت استرقاق کی مراد نہین ورنہ یون فرمایا جاتا کہ جب لونڈی غلام موجودہ مرجاوین تو آئندہ کیواسطے بردہ آزاد کرنے کا حکم نہین ہے یہ حکم زمانہ موجودہ کے واسطے خاص ہے فافہم **قولہ** لفظ رقاب جو دو جگہ آیا ہے وہ بھی رقیت مستقبلہ پر

دلالت نہین کرتا **اقول** احکام صدقات کے بھی ابدی ہین تو
مصرف اوسکا بھی ابدی ہے ورنہ عمل کرنا احکام صدقات پر متعذر ہوگا
کما لا یخفی **قولہ** لفظ عبد چار جگہ آیا ہے مگر رقیت مستقبلہ پر دال نہین ہے
اقول حکم امتناع نکاح مومنہ کا ساتہ مشرک کے ابدی ہے پس یہ حکم
بھی ابدی ہے کہ اوسکی عوض غلام مومن کا اختیار کرنا بہتر ہے مفضول کا
حکم ابدی سمجھنا اور اوسکے فاضل کو ابدی نہ ٹھہرانا کیسی غلط فہمی ہے

قولہ آیت دوم الحر بالحر والعبد بالعبد مین بھی رقیت مستقبلہ مراد نہین ہے
اقول حکم قصاص کا ابدی ہے تو اوسکے سب شق ابدی ہین کوئی وجہ
تخصیص احکام کی واسطے زمانہ ماضی کے نہین ہے اسیواسطے
آخر آیۃ مین آیندہ کے واسطے فرمایا ہے فمن اعتدی بعد ذلک فلہ
عذاب الیم **قولہ** آیۃ ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ
اس سے رقیت مستقبلہ بھی مراد نہین ہے **اقول** پہلے یہ تو فرمائیے
کہ لفظ عبد کا استعمال کرنا حضور والا نے شرک قرار دیا تھا یہان
خود مالک عباد فرماتا ہے عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ یقین ہے کہ
حدیث کے معنی غلط سمجھنے کا اب جناب کو بڑا افسوس ہوگا دوسرے
شروع رسالہ تبرئۃ الاسلام مین فرمایا تھا کہ اگر خدا تعالے رقیت کو
روا رکھے تو شرک کا روادار ہوگا اب وہ شرک کدھر گیا فافہم
تفسیر سے آپکا یہ قول ہے کہ ہر فرد بشر عبد اللہ حر ہے نہین نہین
نیچر کے قاعدہ سے حریت لازم ہے اور عبدیت و حریت کا اجتماع
محالات عقلی مین ہے اب اوسکا جواب خدا کے کلام سے مل گیا یعنے

عبدا مملوکا لا یقدر علی شئ اللہ تعالے نے خود فرما دیا ہمکو آپکے
توہمات سے سبکدوش کر دیا وللہ الحمد اب خاکسار عرض کرتا ہے
کہ کلام الہی مین جو تمثیل مذکور ہو کر دلیل بیان کی گئی ہے ضرور ہے

کروہ اتم و اکمل ایسی ہو کہ ہر زمانہ کے واسطے صحیح ٹھہرے اگر عبدیت
و مالکیت کا سلسلہ آیندہ کو منقطع فرمانا منظور ہوتا تو تمثیل مذکور زمانہ آیندہ
کے واسطے بیکار ہوجاتی اور مشبہ اور مشبہ بہ مین ایک کا وجود ہی
معدوم ہوجاتا تو ایسی تمثیل کلام بلاغت نظام مین ہرگز مذکور نہوتی
قولہ لفظ امتہ دو جگہ آیا ہے مگر رقیت مستقبلہ نہین نکلتی ہے
اقول فرمایئے یہ حکم نکاح کا دوامی ہے یا نہین ظاہر ہے کہ دوامی ہے
تو رقیت بھی دوامی ہے اور ایسا ہی حال آیۃ دوم کا ہے اوسکا حکم
بھی بصیغہ امر یعنے وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم
نازل ہوا ہے اور امر واسطے زمانہ مستقبل کے ہے اور لفظ عبد کا
ساتہ اضافت کے یعنے تمہارے عبد ایسا وارد ہوا ہے کہ جناب کی
تقریر و تشنیع کی خاک مین ملا رہا ہے **فائدہ** حکم نکاح لونڈی اور غلام کا
ایسا نازل ہوا ہے کہ اوسکا اختیار مولے کے ہاتہ مین رکھا گیا اور
قید صالحین کی لگادی تو جناب والا بالفرض کسی زمانہ تک اوس حکم کو
بلا وجہ موجبہ اپنی خاطر خواہ محدود ہی ٹھہراوین مگر اوس زمانہ مین آزادی
اور خود اختیاری لونڈی غلام کی سلب ہوتی ہے اور وہ اصول موضوعہ
ملت نیچریہ کو برباد کررہی ہے اب یا تو حضرت کھلکر دل کی بات
زبان پر لاوین اور خدا کا قول اوسکے فعل کے خلاف دیکھکر قرآن
کی قرآنیت سے انکار کرین یا ملت نیچریہ سے توبہ کرین فاختر لنفسک
ما تختار **قولہ** لفظ فتیات دو جگہ آیا ہے مگر رقیت مستقبلہ ثابت نہین ہے
اقول آیۃ اول یعنے ومن لم یستطع منکم طولا
ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات کا
حکم دوامی ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ بعد وفات کنیز و غلام موجودہ کے
آئندہ جو مسلمان حرائر کے نکاح پر قدرت نرکھتا ہو وہ کوئی نکاح ہی

خدا کے حکم سے نہ کر سکے آخر نکاح کا مسئلہ ابدی تمام امت مرحومہ
کے واسطے قیامت تک نازل ہوا ہے تو ضرور ہے کہ من فتیاتکم
المومنات کا حکم بھی دوامی ہو اور آیۃ ثانیہ سابقہ صیغہ امر لا تکرھوا
فتیاتکم علی البغاء کے نازل ہوئی ہے اور امر واسطے زمانہ مستقبل کی
ہے اور انقطاع اوس حکم کا زمانہ آئندہ مین فی وقت دون وقت
مذکور نہین ہے تو محدود کسی زمانہ مخصوص کے واسطے نہین ہے
کما العلم الفطین الخبیر **قولہ** لفظ افاء تین جگہ آیا ہے مگر صرف آیۃ
سورۂ احزاب متعلق اس بحث کے تھی وہ ہم لکھ چکے **اقول** ہم بھی
وہین جواب دے چکے فارجع البصر کرتین ینقلب **قولہ** لفظ غلام
وجاریہ کا قرآن مین نہین آیا مگر حدیث مین آیا ہے جسمین عبدی
وامتی کہنے کا امتناع مذکور ہے اور غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی
کہنے کی اجازت ہے **اقول** وہ حدیث بطور تعلیم اخلاق کے ہے
تاکہ عبد ومملوک حقیقی ہونے اور سمجھنے کا وہم نہوا کرے مگر ملک
یمین کا سلب اوس حدیث سے لازم نہین آتا بلکہ خود غلام اور
جاریہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا جائز ٹھہرا ہے علاوہ اسکے خود
کلام الٰہی مین عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء اور عبادکم وامائکم
وارد ہوا ہی کما مر اور احادیث کثیرہ مین لفظ عبد ومولے کا موجود ہی اس سے
معلوم ہوا کہ نفی عبدیت ومملوکیت مراد نہین ہے نہ نہی تحریمی ہے
اور ہمکو جناب عالی سے یہ سوال کرنا ضرور ہوا کہ آپ نے ایک مقام
مین لکھا ہے کہ غلام کو غلام کہکر پکارنا بھی منع ہے حالانکہ حدیث
مستدلہ جناب مین ولکن لیقل غلامی وجاریتی صاف موجود ہے
تو مجبور ہو کر آپ بھی فرمائینگے کہ اخلاق وشیرین زبانی کا مقتضا
ہمنے بیان کیا ہے تو ہم یہی جواب دینگے کہ یہی غرض حدیث مین

امتناع عبدی وامتی کہنے کی ہے اسیطرح مین یہ بھی عرض کرتا ہون
کہ آپ نے حدیث کی ایک روایت مین نقل کیا ہے کہ غلام اپنے
آقا کو مولائی کہا کرے نہ ربی ظاہر ہے کہ یہان بھی وہی خدشہ
موجود ہے یعنے لفظ رب کا جیسا مشترک ہے معنی حقیقی ومجازی مین
کہ رب حقیقی سمجھنا شرک ہے اور پرورش کرنیوالا رب مجازی سمجھنا اپنے
آقا یا باپ کو شرک نہین ہے مگر استعمال اوسکا اوسی غرض سے منع
کیا گیا ہے جو خاکسار عرض کرچکا ایساہی حال عبدی وامتی کا سمجھنا چاہیے
آپ کو حدیث کی نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا اور مین یہ سمجھتا ہون کہ
امتناع عبدی وامتی وربی کہنے کا واسطے رفع اوہام عوام کے ہوگا اور
جو شخص اصل بات سمجھتا ہے اوسکو منع نہین ہے کیونکہ آیات واحادیث
کثیرہ مین خود مستعمل ہوا ہے حتے کہ حضرت یوسفؑ نے قیدی سے
فرمایا اذکرنی عند ربک اور رب سے مراد عزیز مصر تھا نہ اللہ تعالے
کاش قسطلانی اور شرح مشکوۃ ملا علی قاری ومظاہر حق وغیرہ شروح
حدیث کو آپ دیکھ لیتے جو میری تقریر کے موافق ہین تب کچھ لکھنے کا
ارادہ کرتے تاکہ علمار کے دل مین آپ کی تحریر سے دوسری قسم کا
خیال پیدا نہوتا چونکہ یہ بحث زیادہ توجہ کے لائق نہین ہے لہذا
نقل عبارتون کی شروح حدیث سے لکھنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے
قولہ علمار اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ واستیلا
قرار دیا ہے الخ اقول اگر آپ کی یہ غرض ہے کہ فقہائے اہل اسلام
نے محض غلبہ واستیلا سے حریت کا سلب ہونا اور رقیت کا لازم
ہوجانا اپنے قیاس سے نکالا ہے اور اونکے پاس کتاب وسنت
واجماع امت سے کوئی سند نہین ہے تو آپ کی فہم شریف پر
مجھکو کمال افسوس ہے ۴۴- آیات بینات تو قرآن شریف سے

حضور ہی نقل کر چکے اور احتمالات شریفہ رفع ہوتے گئے اور اکثر
آیات کا تو جواب بھی اسیقدر عنایت ہوا ہے کہ آیہ من و فدا سے
منسوخ ہے تو اس سے زیادہ کتاب اللہ سے کیا ثبوت کسی مطلب کا
ہو سکتا ہے اور احادیث کی بحث مین معلوم ہو جائیگا کہ دم زدنی کی
جگہ حضور کو باقی نہ رہیگی اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ رقیت جو حلال
کی گئی ہے اوسکی علت حکم کیا ہے غلبہ و استیلا اہل اسلام کا کفار پر
علت ہو سکتا ہے یا کفر محض یا مقاتلہ یا کوئی دوسری شئے اور فقہا نے
غلبہ و استیلا کو علت ٹھہرایا ہو تو اوسپر کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا
کیونکہ مجرد کفر علت نہین ہو سکتا ہے جائز ہے کہ وہ لوگ مسلمان
ہو کر رہین اور مجرد قتال بھی علت نہین ہو سکتا جائز ہے کہ وہ ہی
غالب آوین اور صرف فرار اونکا علت نہین ہو سکتا جائز ہے کہ
مع تمام ہمراہیون کے بھاگ جاوین یا اہل اسلام قدرت اونپر
نپاوین وغیر ذالک من الاحتمالات پس غلبہ و استیلا ہی ایک ایسی
شئے ہے جو علت استرقاق کی ہو سکتی ہے پھر بھی کتب فقہیہ مین
رعایت اتباع احکام رسول انام صلعم کی نہین چھوڑی ہے ابواب
و فصول تمام مستثنیات کے اور معاملات کے لکھہ دیے ہین آپ
ناحق فقہا کی طرف متوجہ ہوے ہین احادیث صحیحہ و کتاب اللہ سے
اپنے مطلب کا ثابت کرنا آپ نے وعدہ کر لیا ہے اوسیکے ہم بھی
مشتاق ہین سو کتاب اللہ کی تفسیر بالراے کا حال ظاہر ہو چکا
اب سنت رسول صلعم باقی رہ گئی ہے اور جسقدر آپ نے ہمارے
اکابر فقہا و مفسرین و صحابہ و تابعین کے باب مین سب و شتم
و لعن و طعن طنز و تعریض کیا ہے بعد ظاہر ہو جانے آپ کی فساد
عقیدہ کے ضرورت جواب دہی کی کمتر باقی رہ گئی ہے افسوس ہے

کہ آپ فرماتے ہین کہ کیا جبرئیل ان بزرگون پر وحی لائے تھے پہلے
وجود خارجی جبرئیل کا تو اپنے مذہب سے قائم کر لیجیے اور قرآن کو کتاب
آسمانی تو قبول کر لیجیے تب فقہاے اہل اسلام کے اتہام کی طرف متوجہ
ہو جیے وہ بیچارے ادلۂ ثلثہ شرعیہ سے اجتہاد کر رہے ہین رحمہم اللہ الغنی
ربانی کا دخل نہین ہے اور مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ قیاس فقہا کا
بے شک منصوص العلت ہے کیونکہ آیۃ ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی
یثخن فی الارض اور آیۂ اذا اثخنتموھم سے صاف غلبہ متحقق ہونا
معلوم ہوتا ہے منتہی الارب مین ہے وقولہ تعالے حتی اذا اثخنتموھم
ای غلبتموھم وکثر علیہم الجراحۃ پس جب کہ اسیر کرنا منحصر ہے غلبہ و استیلا پہ
تو استرقاق بعد اسیری کے متحقق ہوگا لامحالہ علت استرقاق وہ ہی
غلبہ استیلا رہ گیا اور خود کفار جو بسبب رعب امیر الاسلام یا لشکر اسلام
کے مقید ہین وہ بھی غلبہ و استیلا سے خارج نہین ہے معہذا اوسکی واسطے
دوسری آیت علیحدہ نازل ہو چکی ہے اور وہ فی مین داخل ہے جسکی
علت کا کوئی فقیہ منکر نہین ہے قطع نظر اسکے اگر آپ کے نزدیک غلبہ
و استیلا علت رقیت کی نہین ہے تو کیا ہے آخر زمانہ فتح مکہ تک تو
آپ بھی جاری رہنے رقیت کے قائل ہوے ہین اوسکا جواز خواہ مخواہ
ماننا پڑے گا تو کوئی علت قرار دیجیے استغفر اللہ مین نے غلطی کی
آپ تو علت استرقاق کی بہت صاف بیان کرینگے کہ رسولؐ اور صحابہ
کرام کا ظلم اور شہوت پرستی اور اتباع رسم جاہلیت علت استرقاق
تھی اور سب سے بڑی علت نیچر کے خلاف حلال کر دینا وطی کا ساتھ
ماریہ قبطیہ وغیرہ کے بھی واسطے رسول اور صحابہ کے اور روا رکھنا شرک
وکفر وقبح عقلی کا تھا فقط ہیچ **قولہ** قیدیان جہاد کی لونڈی و غلام بنانے کا
کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے الخ **اقول** تمام آیات

نبیات قرآن شریف کی اوسکی حلت مین موجود ہین اور آپ کے اوہام کا
استیصال ہو چکا آپ کو حلت استرقاق معلوم ہو یا نہو ہمکو کیا غرض ہے
مگر ہمارا ارحم الحاکمین تو فرماتا ہے [۱] قد علمنا ما فرضنا علیہم
فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم اور دوسری جگہہ فرماتا ہے [۲] والذینہم
لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم
غیر ملومین اور تیسری آیت مین فرماتا ہے والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم غرضکہ
۴۴ - آیات قرآنی موجود ہین انکار اونکی دلالت کا حلت استرقاق پر
مکابرہ وتحریف معنوی ہے اور رقیت مستقلہ برابر ثابت ہوتی چلی آئی ہے
اور اگر یہ فعل مثل زنا کے ہوتا بلکہ اوس سے بدتر تو صاف حکم نازل ہوتا
ابتداے اسلام مین کہ اس رسم جاہلیت کو قطعاً موقوف کرو اور جسقدر
لونڈی غلام موجود ہین سبکو آزاد کرو خدا تعالے کو کسیکا خوف نہ تھا
نہ رسول صلعم ڈرتے تھے نہ صحابہ مخالف حکم خدا اور رسول کے عمل کرتے تھے
اور آزاد کرنیکا جو ثواب مذکور ہے وہ آپ کے واسطے کچھ مفید نہین ہے
بلکہ ہماری دلیل ہے کیونکہ عتق فرع ہے رقیت کی جب تک ملک ثابت
نہوگی عتق کا ثواب بلکہ اوسکا اطلاق متحقق نہوگا اور مکاتب کرنے
چھوڑ دینے مین بھی قید لگادی گئی ہے حیث قال تبارک وتعالی
فکاتبوھم [۳] ان علمتم فیہم خیرا پس شرط کے مفقود ہونے پر بدستور
قائم رکھنا رقیت کا لازم آیا کما لا یخفی پس جبکہ نزول والمحصنات من النساء
الا ما ملکت ایمانکم کا بعد فتح مکہ کے احادیث صحاح ستہ سے ہم ثابت
کر چکے کہ خاص غزوہ کی لونڈیون کے باب مین ہوا ہے اور مورد خاص ہے
حکم اوسکا عام ہے تو آیۃ من وفدا کا ذکر بھی آپ کو بے فائدہ ہے
قولہ آیۃ سورہ برات مین یعنے خذوھم واحصروھم کے معنی مین رقیت داخل
نہین ہے اقول شاہ احمد جونپوری نے اگر آیہ سورہ براءت کا نام

[۱] یعنی ہمکو معلوم ہے جو ہمنے مقرر کر دیا اونپر اونکی عورتون مین اور اونکے ہاتھ کے مال مین ۱۲

[۲] یعنی اور جو اپنی شہوت کی جگہہ کو تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اونپر نہین الزام ۱۲

[۳] یعنی اونکو لکھ دو اگر پہچانو اونمین کچھ نیکی ۱۲

آیۃ رقیت رکھا ہے تو اوسپر آپ کا اعتراض بیجا ہے کیونکہ الفاظ آیت کے رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتے ہین یعنی بصیغہ امر ارشاد ہوا ہے خذوھم واحصروھم یعنے اسیر کرو اونکو اور گھیر رکھو ظاہر ہے کہ جب اسیر کر کے جانے ندیا اور اپنے اختیار مین گھیر رکھا اور اوسکی کچھ مدت معین نہین کی گئی کہ کب تک اپنے اختیار مین رکھنا ہوگا بلکہ مطلق اسیر و محصور رکھنے کا حکم آیا تو رقیت بھی اوسی حکم عام و مطلق کی ایک شق ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اسیر و محصور کرنا بدون غلبہ و استیلا کے ممکن نہین پس غلبہ و استیلا علت استرقاق ضرور سمجھا جائیگا لامحالہ بعض مفسرین نے اگر بلحاظ عموم و اطلاق الفاظ آیت کے اوسکا نام آیۃ رقیت قرار دیا تو کیا قباحت ہے آپ نے تو اپنے محض اوہام پر آیۃ من و فدا کا نام آیۃ حریت رکھ لیا ہے اور قاموس مین ملاحظہ کر لیجیے الاخیذ الاسیر والاخذ ھو الاسر اور بہت تفاسیر مین اسی کے موافق موجود ہے اور علاء احمد مرحوم نے اپنی تفسیر مین ایسے الفاظ اختیار کیے ہین جو صاف رقیت کو شامل ہین پھر علیحدہ کر کے فقہ کی کتابون کے مانند تفسیر مین نہ لکھنے پر آپکا اعتراض عبث ہے اسقدر الفاظ تفسیر کے کیا تھوڑے تھے خذوھم واسروھم والاخیذ الاسیر واحصروھم واحبسوھم وقیدوھم وامنعوھم من التصرف فی البلاد وقال ابن عباس یریدان تحصنوھم فاحصروھم ای امنعوھم من الخروج عنہ ذلک من الالفاظ اور ہم یہ بھی کہتے ہین کہ جب آیات کثیرہ سے علت استرقاق کی ثابت ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ اوسکی مؤید ہین اور فعل رسول صلعم بھی حجت ہے اور اوسی پر اجماع صحابہ و اہل بیت و تابعین و تبع تابعین کا اور تمام امت کا آج تک بلا اختلاف چلا آتا ہے تو اگر ایک آیۃ مین بدلالت التزامی و تضمنی رقیت نکلتی ہو نہ بدلالت مطابقی تو بھی ہمارا کیا نقصان ہے

اگر وہی آیت ہوتی اور کوئی دلیل نہوتی تو آپ کو اوسمین بحث کرنیکا
اختیار تھا اتنے دن کو رات کہنا ہے کس کس آیۃ و حدیث کو آپ
بگاڑینگے اور کہان تک بات کی پرورش کی جائیگی فائدہ آیۃ سورۂ
برات اور مثل اوسکے دوسری آیات جنمین قتل کا حکم ہی بعض آیات سابقہ کی
اوسقدر حکم کے ناسخ ہوسکتی ہین جنمین قتل کا حکم نہ تھا مگر قیدیون کے
باب مین جو حکم ہے کہ وہ اونکو اسیر کرکے گھیر رکھو اور من و فدا کرکے
چھوڑ دینے کا حکم نہین ہے اور یہ آیت بعد آیت من و فدا کی نازل ہوئی
کما ستعلم تو ناسخ آیۃ من و فدا کی بھی ہوسکتی ہے اور مخاطب کے مذاق کے
خلاف ہے **قولہ** والمحصنات من النساء الخ اور وما ملکت یمینک مما افاء اللہ
علیک کا ہم جواب دے چکے ہین **اقول** ہم بھی وہین اوسکا رد کرچکے فلا نعیدہ
قولہ بخاری و مسلم کی یہ حدیث سئل رسول اللہ صلعم من اھل الدار الخ
اور ترمذی و ابو داؤد کی حدیث عن سمرۃ بن جندب عن النبی صلعم قال اقتلوا
شیوخ المشرکین واستحیوا شرخھم ای صبیانھم اس قابل نہین کہ ان سے قطعیت
استرقاق کی ثابت ہوسکے **اقول** ہمنے مانا کہ ان دو حدیث مین
بقول ملا علی قاری وغیرہ محدثین کے زیادہ تصریح رقیت کی نہو یا
مجازاً و توسعاً استرقاق نکلتا ہو مگر اوسکے ذکر سے کیا فائدہ ہے
آپ کی غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ صرف یہی دو حدیث واسطے
حلت استرقاق کے اہل اسلام کے پاس ہونگی حالانکہ ذرا صبر کیجیے
خاکسار سے بہت صحیح حدیثین سن لیجیے اور ہر ایک کا جواب دیجیے
صحیح بخاری مین ہے عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال حاربت
بنی النضیر و قریظۃ فاجلی بنی النضیر و اقر قریظۃ و من علیھم حتی حاربت
قریظۃ فقتل رجالھم و قسم نساءھم و اولادھم و اموالھم بین المسلمین الحدیث
اس حدیث سے ثابت ہے کہ نساء و اولاد کو رقیق بنایا رسول صلعم نے

اور تقسیم کر دیے گئے وہ لونڈی غلام ظاہر ہے کہ تقسیم اونکی بغیر
حاصل کرنے ملک یمین کے نہیں ہو سکتی وہو المطلوب اور یہی
صحیح بخاری مین ہے قال سمعت ابا سعید الخدری یقول نزل اہل
قریظة علی حکم سعد بن معاذ فارسل رسول اللہ صلعم فاتی علی حمار دنا
من المسجد قال صلعم قوموا الی سیدکم او قال خیرکم فقال ہولاء قریظة علی
حکمک فقال تقتل مقاتلتہم وتسبی ذراریہم قال صلعم قضیت بحکم اللہ
وربما قال بحکم الملک بلفظہ یہ حدیث مؤید حدیث اول کی ہے
اور بحکم اللہ رقیق بنانا انکی نساء و ذریت کا حضرت صلعم نے فرمایا
اور ملک سے بھی مراد ملک العلام ہے نہ بادشاہ جابر جیسا حضرت
مخاطب نے بیان کیا ہے کیونکہ اگر سنت سلاطین جابرین و
ظالمین کی مراد لیجاوے تو طعن وارد ہوتا ہے رسول صلعم پر اور
اونکے حواری پر قانون سلطان جابر پر نہ تو سعد حکم دے سکتے تھے
نہ شارع علیہ الصلوة والسلام اوسکو قبول کرکے عمل کر سکتے تھے
اور جب ربما قال موجود ہے تو اب وہم راوی کی گنجائش نہیں ہے
کیونکہ بحکم اللہ و بحکم الملک دونون لفظ فرمانی صحیح ہو سکتی ہین اور
بعض روایات مین جو لفظ ملک کا بفتح اللام آیا ہے اوس سے بھی
مراد حکم فرشتہ کا ہے یعنے سعد نے موافق احکام وحی آسمانی کی
حکم بارگیف ہمکو استدلال ہے فعل رسول صلعم پر کہ لونڈی غلام
بنانا منظور اور پسند کیا اگر فیصلہ سعد کا خلاف حکم خدا کے ہوتا
تو خود شارع صلعم اوسپر عمل نکرتے مثلاً ہماری شریعت مین مثلہ
کرنا یعنے ناک کان کاٹ کر صورت بگاڑنا یا جلا دینا منع ہے اگر
سعد ایسا حکم دیتے تو حضرت رسول صلعم اوسکو کیونکر منظور فرماتے
تاویل علیل جناب مخاطب کی بالکل واہیات ہے اور صحیح بخاری مین

[illegible]

واسطے تعظیم اپنے
سردار کے اٹھو پھر آپ نے
فرمایا کہ یہ لوگ یعنی بنی
قریظہ اسپر اترے ہیں تمہارے
حکم پر سعد نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں
قتل ہوویں لڑنے والے اور قید کیے جاوین
لڑکے اور عورتیں آپ نے
فرمایا حکم کیا تو نے موافق
حکم اللہ کے یا موافق حکم
بادشاہ کے ۱۲

عن عائشة قالت فرد صلعم الحكم الى سعد قال فانى احكم فيهم ان تقتل
المقاتلة وان تسبى النساء والذرية وان تقسم اموالهم بلفظه مختصراً یہ حدیث
بھی مؤید قصۂ مذکورہ کی ہے اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت رسالت صلعم
نے بعد حکم سعد بن معاذ کے کیا عمل فرمایا قسطلانی شرح بخاری مین لکھتے ہین
وعند ابن اسحاق ثم خندق لهم خنادق فضرب اعناقهم فجرى الدم فى
الخندق وقسم اموالهم ونساءهم وابناءهم وكانوا ستمائة وفى
عند الترمذى والنسائى وابن حبان باسناد صحيح انهم كانوا اربعمائة
مقاتل فجمع بينهما ان الباقين كانوا اتباعا بلفظه
ابتو کچھ شک نرہا کہ موافق روایات صحیحہ کے حضرت صلعم نے ویسا ہی
عمل کیا جیسا سعد نے حکم دیا تھا تو عمل آن حضرت صلعم کا حجت
قطعی ہے وان لنا فی رسول الله اسوة حسنة اور صحیح بخاری مین ہے
قال دخلت المسجد فرايت ابا سعيد الخدرى فجلست اليه
فسالته عن العزل قال ابو سعيد خرجنا مع رسول الله صلعم فى غزوة
بنى المصطلق فاصبنا سبيا من سبى العرب فاشتهينا النساء واشتدت
علينا العزبة واحببنا العزل فاردنا ان نعزل وقلنا نعزل ورسول الله صلعم
بين اظهرنا قبل ان نساله عن ذلك فسالناه عن ذلك فقال صلعم ما عليكم
ان لا تفعلوا ما من نسمة كائنة الى يوم القيمة الا وهى كائنة بلفظه
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غزوہ بنی المصطلق مین ایک لونڈی کے
ساتھ وطی مع العزل حضرت صلعم نے جائز فرمایا اور وہ عین حلت
استرقاق کی دلیل ہے اور صحیح بخاری مین ہے قال سمعت

انس بن مالک یقول سبی النبی صلعم صفیۃ فاعتقها و تزوجها
فقال ثابت لانس ما اصدقها قال اصدقها نفسها فاعتقها بلفظہ
اس حدیث سے ثابت ہے کہ صفیہ کو حضرت نے لونڈی بنا کر آزاد کیا
پھر نکاح کر لیا اور وہی عتق اونکا مہر قرار پایا اور مخاطب دالامراتب نے
جو یہ سمجھا تھا کہ صفیہ لونڈی نہ تھین بطلان اونکے قول کا ہوگیا جس
حدیث مین پورا قصہ مذکور ہے اوسکو اس حدیث سے ملا کر پڑھنے سے
تاویل باطل کا استیصال ہوجاتا ہے اب ہم اوس حدیث کو بھی نقل
کرتے ہین انہ سمع انسًا یقول اقام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ
ثلاث لیال یبنی علیہ بصفیۃ فدعوت المسلمین الی ولیمتہ صلعم
وما کان فیہا من خبز ولا لحم ما کان فیہا الا ان امر صلعم بلالا بالانطاع فبسطت
فالقی علیہا التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدی امہات المومنین
او ما ملکت یمینہ قالوا ان حجبہا فہی احدی امہات المومنین وان لم یحجبہا
فہی من ما ملکت یمینہ فلما ارتحل وطاٰ لہا خلفہ ومد الحجاب بلفظہ
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ صحابہ اس امر مین فکر کرنے لگے کہ صفیہ
ام المومنین بنائی گئی ہین یا لونڈی رکھی گئی ہین اور یہ کہنے لگے کہ اگر
پردہ مین رکھینگے تو ام المومنین ہونگی ورنہ لونڈی رہینگی جناب
حضرت صلعم نے پردہ مین رکھا ظاہر ہے کہ ہمارے جناب مخاطب سے
صحابہ کرام کچھ زیادہ سمجھے ہونگے اگر صفیہ لونڈیون مین نہ آئی ہوتین تو اس
تردد کی کوئی وجہ نہ تھی اور جب حدیث مین یہ بھی مذکور ہوچکا کہ صفیہ کا
عتق مہر قرار پایا تو عتق خود فرع ہے رقیت کی لامحالہ فعل رسول صلعم کا
برہان ہے حلت استرقاق پر کما لایخفی اور صحیح بخاری مین ہے
ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ وفد ہوازن مسلمین
فسالوہ ان یرد الیہم اموالہم وسبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم

معی من ترون و احب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرھم رسول اللہ صلعم بضع عشرۃ لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان رسول اللہ صلعم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین فاثنی علی اللہ بما اھلہ قال اما بعد فان اخوانکم قد جاؤنا تائبین وانی قد رایت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ صلعم فقال رسول اللہ صلعم انا لاندری من اذن منکم فی ذلک فمن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم ثم رجعوا الی رسول اللہ صلعم فاخبروہ انھم قد طیبوا واذنوا ـ بلفظ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہوازن کی لونڈی غلام خود حضرت رسول صلعم نے صحابہ مین تقسیم کر دیے تھے اگر رقیت جائز نہوتی تو فورا چھوڑ دیے جاتے نہ کہ تقسیم اونکی عمل مین آتی علاوہ اسکے جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر آئے اور اپنی عورتین اور ذریات واپس چاہنے لگے تو نبظر مسلمان ہونے کے حضرت نے واپس کرنا چاہا پھر بھی صحابہ کی راے پر چھوڑا کہ جسکو اپنے بھائیون کی رعایت منظور ہو اور اونکے لونڈی غلام جو اوسکے حصہ مین آئے ہین آزاد کر دے اوسکو اختیار ہے اور جسکو اپنا حصہ چھوڑنا منظور نہو وہ اونکے بدلہ مین آیندہ لونڈی غلام لے لے

اور جب صحابہ راضی ہوے تو اوسپر بھی قناعت نفرمائی بلکہ وفد ہوازن کے مشورہ پر چھوڑا بیان سے ظاہر ہوا کہ آزاد کرنے پر کچھ جبر نہ تھا بلکہ آئندہ لونڈی غلام جو پہلے غزوہ مین آوینگے اونکا معاوضہ قرار پایا تھا یہ امر رقیت آئندہ کے جواز پر دلیل کافی ہے ورنہ معاوضہ کہانسے دیا جاتا اس حدیث سے تاویلات جناب مخاطب کا استعمال عہد بائے وہم لا یعلمون اور قسطلانی نے شرح بخاری مین لکھا ہے وللاسمٰعیلی من طرق الی روح بن عبادۃ بعث علیا الی خالد لیقسم الخمس و فی روایۃ لیقسم الفی فاصطفی علی منہ لنفسہ سبیۃ ای جاریۃ ثم اصبح و راسہ یقطر الحدیث اس روایت سے ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے سبایا مین سے ایک لونڈی اپنے واسطے لی اور اوس سے صحبت کی اور غسل کا پانی اونکے بالون سے ٹپکتا تھا اور آنحضرت صلعم نے سنکر فرمایا ان لہ فی الخمس اکثر من ذلک یعنے خمس مین سے مرتضے علی کا حق اس سے بھی زیادہ تھا بہرکیف وہ فعل منظور فرمایا اور قسطلانی نے بھی لکھتے ہین و فی طریق عبد الجلیل قال فما کان فی الناس احد احب الی من علی ولعل الجاریۃ کانت بکرا غیر بالغ الخ یعنے وہ لونڈی باکرہ تھی پس یہ فعل اہل بیت رسول صلعم کا ہو اور خود حضرت خاتم رسالت صلعم اوسکو پسند کرین کیونکر شناعت عقلی مین داخل کرکے حلال کو حرام ٹھہرایا جا سکتا اور چونکہ یہ قصہ بعد فتح مکہ کا ہے تو آیت من و فدا کی بھی تاویل نہین چل سکتی والحمد للہ علی ذلک اور بھی صحیح بخاری مین ہے قال ابن اسحاق غزوۃ عیینۃ بن حصین بن حذیفۃ بن بدر بنی العنبر من بنی تمیم بعثہ النبی صلعم الیہم فاغار و اصاب منہم ناسا و سبی منہم نساء قسطلانی لکھتے ہین اسر منہم احد عشر رجلا و احدی عشرۃ امراۃ و ثلثین صبیا بلفظہ اس غزوہ مین بھی آیت من و فدا کا عذر نہ چلیگا

اور استرقاق بکثرت واقع ہوا بلکہ بنی تمیم کے لونڈی غلامون کا ماجرا
یہ بھی ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ پر ایک بردہ آزاد کرنا تھا جب بنی العنبر کے
لونڈی غلام آئے تو حضرت رسول صلعم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے
فرمایا کہ انمین سے خرید کر لو چنانچہ صحیح بخاری کی شرح فتح الباری مین
یہ قصہ مذکور ہے اور صفحہ ۳۴۶ حاشیہ بخاری مطبوعہ پر یہ عبارت
لکھی ہے جسمین ایک حدیث کا بھی نشان دیا ہے ومناسبتہ
لما ترجم بہ من البیع لقولہ فی بعض طرقہ ابتاعی وقد وقع
عند الاسمعیلی من طریق معمر عن جریر وکانت علی عایشۃ رضی
نسمۃ من بنی اسمعیل فقدم سبی خولان فقالت عایشۃ یا رسول اللہ
ابتاع منھم قال لا فلما قدم سبی بنی العنبر قال ابتاعی منھم فانھم ولد اسمعیل بلفظہ
اور مجلد چہارم قسطلانی مین دوسری حدیث مین نام بھی لکھے ہین
حیث قال قالت یا نبی اللہ صلعم انی نذرت عتیقا من ولد اسمعیل
فقال لھا رسول اللہ صلعم اصبری حتی یجئی فی بنی العنبر غدا فجاء فی بنی العنبر
فقال لھا خذی منھم اربعۃ فاخذت منھم رُدَیحا و زُبَیبا
و زُخیا و سمرۃ فمسح النبی صلعم علی رؤسھم و برک علیھم الخ
اب تو کچھ شک نرہا کہ بنی تمیم کے لونڈی غلام آئے اور خریدے بھی گئے
اور نذر عائشہ صدیقہ کی بھی پوری کی گئی اور اس سے پہلے خولان کے
بھی لونڈی غلام آئے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مال غنیمت کو فئی
کہتے ہین جیسا کہ حدیث مین مستعمل ہے حضرت مخاطب کی لغت دانی
ہر جگہ کھلتی چلی جاتی ہے اور یہی صحیح بخاری مین ہے ان النبی صلعم
اغار علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء
فقتل مقاتلتھم وسبی ذراریھم واصاب یومئذ
جویریہ بلفظہ اس حدیث سے حضرت جویریہ کا لونڈی ہونا

ثابت ہو گیا اور پوری بحث آئندہ ایک مقام مین لکھی جائیگی انشاء اللہ
تعالےٰ اور بخاری مین ہے ان عائشہ اخبرتہ ان بریرۃ جاءت
تستعینہا فی کتابتہا ولم تکن قضت من کتابتہا شیئاً قالت لہا
عائشہ ارجعی الی اہلک فان احبوا ان اقضی عنک کتابتک و یکون
ولاؤک لی فعلت فذکرت ذلک بریرۃ الی اہلہا فابوا وقالوا
ان شائت ان تحتسب علیک فلتفعل و یکون لنا ولاءک فذکرت ذلک
رسول اللہ صلعم فقال لہا ابتاعیہا فاعتقیہا فانما
الولاء لمن اعتق بلفظہ اس حدیث سے خریدنا لونڈی کا
اور باوجود عتق کے باقی رہنا ولاء کا باجازت شارع
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ثابت ہوا جو حلت رقیت پر حجت قاطعہ ہے
اور یہی دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین فقال صلعم خذیہا
واشترطی لہم الولاء فانما الولاء لمن اعتق الحدیث **فائدہ** خذیہا کا
لفظ واسطے قیام مالکیت کے استعمال مین آیا ہے تو آیت سورہ
برارت مین جو لفظ خذوہم نازل ہوا ہے اوسکے معنی یون ہو سکتی ہین
کہ مملوک بنالو اونکو فتدبر اور یہی حدیث صحیح بخاری مین ہے باب جواز
بیع المدبر سمعت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال اعتق رجل منا
عبداً لہ عن دبر فدعا النبی صلعم بہ فباعہ قال جابر مات الغلام عام اول بلفظہ
اس حدیث سے خرید و فروخت کرنا غلام کا حضرت صلعم کی نسبت موجود ہے
قسطلانی اوسکی قیمت بھی حدیث سے ثابت کرتے ہین اور فرماتے ہین
وفی لفظ لابی داود فبیع بسبعمائۃ او بتسعمائۃ بلفظہ **فائدہ** حدیث مین
لفظ عبد کا موجود ہے جسکو مخاطب شرک سمجھتے ہین حالانکہ حدیث مستدل
اونکی مین نہی تنزیہی ہے نہ تحریمی چنانچہ قسطلانی نے اوسی حدیث کی
شرح مین لکھا ہے وہذا النہی للتنزیہ دون التحریم کما مر بلفظہ

اب اگر لفظ رب کا استعمال واسطے سید کے دیکھنا منظور ہو تو بخاری
کی حدیث موجود ہے عن النبی صلعم من اشراط الساعة اذا ولدت الامة ربها
بلفظ قسطلانی لکھتے ہین ربہا ای سیدہا لان ولدہا من سیدہا ینزل منزلة
سیدہا لمصیر مال الانسان الی ولدہ غالبا الخ **فائدہ**
اس حدیث سے ایک دوسرا فائدہ بھی حاصل ہوا کہ استرقاق تاقیامت
رہیگا و الا لونڈی سے اولاد کا پیدا ہونا اشراط الساعة مین کیون
مذکور ہوتا فافہم اور بخاری مین ہے حدثنا علی ان فاطمة علیہا السلام
اتت النبی صلعم تشکوا الیہ ما تلقی فی یدہا من الرحی و بلغہا انہ جاءہ
رقیق الحدیث غور کیجیے کہ اگر رقیت جاری نہ تھی تو
رسول صلعم کے پاس غلام کہان سے آیا تھا جسکو فاطمہ زہرا لینے کیواسطے
تشریف لے گئی تھین کیا اہل بیت کا عمل ہمارے واسطے دلیل
نہوگا فافہم اور بخاری مین ہے عن انس ان رسول اللہ صلعم
الصولی له خیاطا فاتی به باءٍ فجعل یاکله الحدیث اتہیٰ ماریہ قبطیہ
کی رقیت کا بھی جاتا رہا اور ہم ثابت کرتے ہین کہ سوا سے غلامون
لونڈیان بھی حضرت صلعم کے پاس تھین ایک ان مین سے ریحانہ تھین
جنکے باب مین قسطلانی لکھتے ہین وحکی ابن اسحاق بانہا اختارت البقاء
فی ملکه اور اس سے زیادہ مقام بحث مین ہم بیان کرینگے اور باب حکم
شراء المملوک من الحربی و ہبته و عتقه مین جو حدیث ہے
قال النبی صلعم سلمان الفارسی کاتب و سبی عمار و صہیب و بلال
و قال تعالی فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی
رزقہم علی ما ملکت ایمانہم فہم فیه سواء افبنعمة اللہ یجحدون بلفظہ
مؤید ہمارے بیان کی ہے اور موطا امام مالک مین ہے عن ابی ہریرة
قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم عام حنین فلم نغنم

ذہبا ولا ورقا الا الاموال المتاع والثیاب قال فاہدی رفاعۃ
بن زید لرسول اللہ صلعم غلاما اسود یقال لہ مدعم فوجہ
رسول اللہ صلعم الی وادی القریٰ حتی اذا کنا بوادی القریٰ بینما
مدعم یحط رحل رسول اللہ صلعم اذا جاءہ سہم عائر الحدیث
غزوہ حنین تک خود رسول صلعم غلام بنانا اور اپنی خدمت مین رکھنا
حلال سمجھتے تھے تو آیۃ منّ وفدا کی بحث عبث ہے **فائدہ** غزوہ
ہوازن وطائف وحنین بعد فتح مکہ کے ہین چنانچہ موطاء امام مالک مین
قصہ صفوان بن امیہ کا ایک حدیث مین اسطرح مذکور ہے کہ فتح مکہ
کے روز صفوان کی زوجہ مسلمان ہو گئین اور صفوان کو چار مہینے کی
مہلت دی گئی بعدہ جب رسول صلعم غزوہ ہوازن وحنین کیطرف
متوجہ ہوے تو صفوان بھی حنین اور طائف مین ساتھ رہے اور
اون سے لڑائی کے ہتھیار مستعار لیے گئے آخر کو وہ خود بھی مسلمان
ہو گئے فقط اب ہم احادیث متفرق لکھتے ہین جنسے جاری اور
مقرر ہونا احکام کا دربارہ لونڈی غلامون کے ثابت ہوگا اور عمل
خلفاے راشدین اور دیگر صحابہ کا ظاہر ہو جائیگا اور بدلالت تضمنی
والتزامی اجماع امت حلت استرقاق پر معلوم ہوگا اور ہماری واسطے
سنت خلفاء راشدین کی اور اقتدا ساتھ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے کافی ہے
اور اگر استرقاق فعل شنیع اور حرام ہوتا تو ہرگز عمل اور قول صحابہ کرام کا اوسکے خلاف نہوتا بالفرض
کسی مسئلہ مین اختلاف بھی ہوتا ہے تو بعض کو ہوتا ہے اور کثیر آئیش کی تحقیق سے رفع
ہو جاتا ہے مگر یہ مسئلہ بلا خلاف چلا آیا بمقابلہ اوسکے توہمات فاسدہ جناب
مخاطب کو کون پوچھتا ہے صحیح بخاری مین ہے سمعت ابا ہریرۃ
وزید بن خالد عن النبی صلعم قال اذا زنت الامۃ فاجلدوھا
ثم اذا زنت فاجلدوھا ثم اذا زنت فاجلدوھا فی الثالثۃ او الرابعۃ

بیعھا ولو بصفیر اس حدیث سے حکم دوامی پایا جاتا ہے

کہ اخیر مرتبہ میں لونڈی کو فروخت کر ڈالا کرو بس بغیر تحقق ہونے لک کے

بیع کیونکر جائز ہوگی اور بخاری میں ہے قال سعید بن مرجانہ

فانطلقت بہ الی علی بن حسین فعمد علی بن حسین رضی اللہ

عنہما الی عبد لہ قد اعطاہ بہ عبد اللہ بن جعفر عشرۃ الاف درہم او الف دینار فاعتقہ انتہیٰ بلفظہ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام زین العابدینؒ کے پاس بھی غلام

رہا کرتے تھے اور وہ غلام ایام جاہلیت کا کیونکر اونکے وقت میں

باقی رہ سکتا تھا پس استرقاق جدید کا ہوگا اور عمل اہل بیت کا ہمارے واسطے

حجت ہے معنی قرآن شریف کے امام سجادؒ حضرت مخاطب سے

کچھ زیادہ ہی سمجھتے ہونگے لان اہل البیت ادری بما فی البیت موطا میں ہے

اذا کان للرجل علی رجل مال و لہ عبد لا شئ لہ غیرہ فاعتقہ لم یجز عتقہ انتہیٰ

حکم عدم جواز عتق کا مستلزم بقاے رقیت کا ہے جو منافی مراد مخاطب

کے ہوگا بخاری میں ہے باب ھل یسافر بالجاریۃ قبل ان یستبرئہا

ولم یر الحسن باسا ان یقبلہا او یباشرہا وقال ابن عمرؓ اذا وھبت

الولیدۃ التی توطأ او بیعت او عتقت فلیستبرأ رحمہا بحیضۃ

ولا تستبرأ العذراء وقال عطاء لا باس ان یصیب من جاریتہ الحامل

ما دون الفرج وقال اللہ تعالیٰ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم انتہیٰ بلفظہ

معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین کے نزدیک رقیت حلال تھی اور معنی آیۃ

الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم کے وہی ہیں جو ہم سمجھے ہیں مخاطب کا

خیال باطل ہوگیا والحمد للہ علیٰ ذالک **فائدہ** ماریہ قبطیہ کے ساتھ

وطی کرنا آنحضرت صلعم کا اور اونکا ازواج میں داخل ہونا اور لونڈیون

میں رہنا بلا خلاف ہے اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ فعل اگر

مرضی خدا ہوتا تو جب حضرت نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرنا چاہا

کہا سعید بن مرجانہ نے گیا میں اوسکو علی بن حسین پاس پس قصد کیا علی بن حسین نے ایک غلام کا جسکی عوض میں عبد اللہ بن جعفر نے علی بن حسین کو دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیا تھا پس اونکو آزاد کر دیا ۱۲

یعنی جب کسی کا کسی کے ذمہ کچھ مال ہو اور سوا ایک غلام کے اوسکے پاس اور کچھ نہو پس

خدا ابت خوش ہوتا نہ کہ آیت لم تحرم ما احل اللہ لک نازل ہوتی چنانچہ قصہ
اوسکے نزول کا یہ ہے صحیح بخاری مین ہے باب لم تحرم ما احل اللہ لک عن سعید
بن جبیر انہ اخبرہ انہ سمع ابن عباس یقول اذا حرم امراتہ لیس بشئ
وقال لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ قال الشارح واشار بذلک الی
قصۃ ماریۃ وفی حدیث انس عند النسائی بسند صحیح ان النبی صلعم کانت لہ
امۃ یطاءھا فلم تزل بہ حفصۃ وعایشۃ حتی حرمھا فانزل اللہ تعالی ھذہ
الآیۃ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک وروی النسائی عن سعید بن جبیر ان رجلا
سال ابن عباس فقال انی جعلت امراتی علی حراما فقال کذبت لیست علیک
حرام ثم تلی یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ بہذا اب تو شان نزول آیت کا احادیث
صحیحہ سے ثابت ہوگیا اور جناب مخاطب کو انکار کی گنجایش نرہی پس ایسے فعل کو
جو مرضی خدا ورسول ہو شناعت عقلیہ مین داخل کرکے گالیان سنانا حضرت مخاطب
ہی کا کام ہے ہم مسلمانون کی زبان سے تو نقل کرنے مین بھی کلیجہ کانپتا ہے
تنبیہ بعض روایات مین قصہ تحریم عسل کا بھی آیا ہے مگر جو قصہ ماریہ قبطیہ کا
ہمنے ثابت کیا وہ صحیح ہے کیونکہ دوسری روایت مین یہ ثابت نہین ہوتا
کہ کس بی بی کے گھر مین وہ قصہ تحریم کا ہوا اور راویون کا اختلاف واقع ہوا ہے
اور ہماری مقبول روایت اسلیے زیادہ تر قابل وثوق ہے کہ صحابہ
محققین مثل ابن عباس وغیرہ کا فتوے بھی اوسی کے موافق جاری
تھا لهذا ہمارا قول راجح ہوگا نہ مرجوح قطع نظر اسکے ہم دونون روایتون
مین توافق بھی کرسکتے ہین یعنے جائز ہے کہ معاملہ تحریم عسل کا بھی
ہوا ہو اور تحریم ماریہ کا بھی اور آیت نے دونون کو حلال ٹھہرایا ہو اس مقصد
بخاری مین ہے عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلعم قال ما من احد اغیر
من اللہ من اجل ذلک حرم الفواحش وما احد احب الیہ المدح من اللہ بلفظہ جب ثابت ہوا
کہ خدا تعالی سے زیادہ غیرت والا کوئی نہین ہے اور اسی واسطے اوسنے فواحش کو حرام

کر دیا ہے تو وطی کرنا لونڈیون کے ساتھ اگر فعل قبیح ہوتا کیونکر اوسکو حلال کر دیتا اور حرام کر لینا اوسکا ناپسند فرماتا نہ تو لونڈی غلام موجودہ کے ساتھ حلت وطی کی قائم رکھنا آیندہ بطور فی سے حلال فرماتا نہ احللنا کا لفظ نازل ہوتا نہ فرضنا کانہ آیہ لم تحرم ما احل اللہ لک نازل ہوتی جسطرح اور امور قبیحہ کی نسبت الفاظ فاحشۃ ومقتًا وساء سبیلًا وغیرہ ارشاد ہوے ہین رقیت مین سب سے زیادہ نازل ہوتے کہ ایسی پیچدار عبارت مین محض اشارہ وکنایہ کے ساتھ حرمت نازل ہوتی کہ نہ اوسکے معنی خود رسول خدا سمجھے نہ اہل بیت نہ صحابہ نہ کوئی عالم آج کے زمانہ تک سمجھا محض جناب مخاطب ہی نے سمجھ پائے ہین سو وہ بھی ابتک ٹھیک نہین بتاسکتے کہ آیۃ من وفدا فتح مکہ مین خواہ مخواہ نازل ہوئی ہے کما عرفت اور موطا امام مالک مین ہے ان عبدا لعبد اللہ بن عمر ابق وان فرسا لہ عار فاصابہما المشرکون ثم غنمہما المسلمون فردا علی عبد اللہ بن عمر وذلک قبل ان تصیبہما المقاسم بلفظہ اور فیہ مثل ما لک عن الرجل حاز المشرکون غلامہ ثم غنمہ المسلمون فقال صاحبہ اولی بہ بغیر ثمن ولا قیمۃ الخ بیان سے معلوم ہوا کہ باوجود بھاگ جانے غلامون کے اور پھر گرفتار آنے کے ملکیت اوسکے آقا کی سلب نہین ہوتی حالانکہ اگر ازالہ رق اصلی وجبلی ہے اوسپر اعادہ مالک کا متعذر ہوگا اور موطا مین ہے ولا ینبغی لحر ان یتزوج امۃ وھو یجد طولا لحرۃ ولا یتزوج امۃ اذا لم یجد طولا لحرۃ الا ان یخشی العنت وذلک ان اللہ تعالی قال فی کتابہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات وقال ذلک لمن خشی العنت منکم بلفظہ الحمد للہ کہ ہمارا وہ بیان ثابت ہو گیا جو تفسیر من لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات الخ میں

بچانچہ ایک غلام عبد اللہ بن عمر کا بھاگا اور ایک گھوڑا چلا گیا ان دونوں کو مشرکون نے لیلیا پھر اوسکو مسلمانون نے لیا پھر وہ دونون عبد اللہ بن عمر کے پاس پھیر دیے گئے قبل تقسیم مال غنیمت کے ۱۲ پایا مشرکون نے غلام اوسکا پھر لیا اوسکو مسلمانون نے

لکھا گیا ہے اور لونڈیاں مراد ہونا فتیات سے متعین ہو گیا اور
خیال مخاطب کا باطل ٹھہر گیا اور مؤید اسکی ہے دوسری حدیث
موطا کی جسکا شروع یہ ہے لا یحل نکاح امة یہودیة اور آخر مین
یہ عبارت ہے من فتیاتکم المومنات فہن الاماء المومنات اور موطا مین ہے
ان عمر بن الخطابؓ وہب لابنه جاریة فقال لا تمسها فانی قد
کشفتها وہب سالم بن عبد الله لابنه جاریة فقال لا
تقربها فانی قد اردتها فلم انبسط الیها دونون حدیث سے جواز ملک
یمین کا اور حلت وطی ساتھ لونڈیون کے اور حرام ہونا موطوءہ پدر کا
واسطے پسر کے خود خلیفہ رسول صلعم کے فعل اور قول سے ثابت
ہوتا ہے اور ہمارے واسطے سنت خلفاء راشدین حجت ہے
اور حدیث ثانی مؤید حدیث اول کی در باب اتحاد حکم صحابی رسول صلعم
کے ہے اور یہ بھی موطا مین ہے ان رجلا سأل عثمان بن عفان
عن الاختین من ملک الیمین هل یجمع بینهما فقال عثمان احلتهما آیة وحرمتهما
آیة اخری فاما انا فلا احب ان اصنع ذلک قال فخرج من عنده فلقی رجلا
من اصحاب رسول الله صلعم فسأله عن ذلک فقال لو کان لی من الامر شیء ثم وجدت احدا
فعل ذلک لجعلته نکالا قال ابن شہاب اراه علی بن ابی طالب
ظاہر ہو کہ زمانہ خلافت عثمان غنی مین بھی وطی ساتھ لونڈیون کے حلال سمجھی جاتی تھی اور جمع
بین الاختین کا امتناع آیات قرآنی سے قرار دیا جاتا تھا جب صحابہ خصوصاً حضرت
عثمان و مرتضے علی سے مسئلہ پوچھا گیا تھا تو وہ صاف فرما دیتے
کہ بعد نزول آیة منع خدا کے رقیت اصل ہی مین حرام ہے ہان حضرت
مخاطب یہ کہہ سکتے ہین کہ مرتضے علی قرآن کے معنی خوب نہین سمجھتے تھے
اب الہام کے ذریعہ سے تحقیق ہوئے ہین وہو کما تری اور موطا
مین ہے ان رسول الله صلعم قال اذا تزوج احدکم المراة واشتری

الجاریة فلما اخذ بناصیتها ولیدع بالبرکة لحدثت
اس حدیث سے جواز خریداری لونڈیون کا آئندہ کے واسطے
بلا قید کسی زمانہ محدود کے ثابت ہوا اور ہمیشہ باقی رہنے استرقاق
کے خرید فروخت متعدد ہے موطا مین ہے ان نفیعا مکاتبا
کان لام سلمة زوج النبی صلعم استفتی زید بن ثابت فقال انی
طلقت امراة حرة تطلیقتین فقال زید بن ثابت حرمت
علیک ملخصاً اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص بیت
رسالت مین ازواج طاہرات کے پاس بھی ملک یمین رہتے تھے
اور مکاتب بھی کیے جاتے تھے اور چونکہ دوسری حدیث موطا سے پایا جاتا ہے
کہ استفتا کا قصہ زمانہ خلافت عثمان غنیؓ کا ہے تو معلوم ہوا کہ ایام
تابعین تک وہ غلام تھے کہ وصیت فعلیہ البیان موطا مین ہے انہ قال سئل
ابن عباس عن العزل فدعی جاریة له فقال اخبریهم فکانها استحیت فقال هو ذلک
اما انا فافعله یعنی انه یعزل ملخصاً پس عبد اللہ بن عباسؓ امام علم تفسیر کے بہ نسبت حضرات
مخاطب سے شاید کچھ زیادہ ہی معنی قرآن کے سمجھے ہونگے ایضاً فیہ
ولیس مال العبد والمکاتب بمنزلة ما کان لهما من ولد انما اولادهما
بمنزلة رقابهما لیسوا بمنزلة اموالهما لان السنة التی لا اختلاف
فیها ان العبد اذا اعتق تبعه ماله ولم یتبعه ولده وان المکاتب اذا کوتب تبعه
ماله ولم یتبعه ولده ملخصاً یہ احکام رقیت کے جو سنت مجمع علیہا
و غیر مختلف فیہا ثابت ہوئے ہین بلا قید کسی زمانہ محدود کے ہے اور
قیامت تک جاری رہنی چاہیے و المقصود ایضاً فیہ باب ما لا یجوز
من العتق فی الرقاب الواجبة قال مالک ان احسن ما سمعت فی
الرقاب الواجبة انه لا یجوز ان یعتق فیها نصرانی ولا یهودی ولا یعتق
فیها مکاتب ولا مدبر ولا معتق الی سنین ولا ام ولد ولا اعمی ولا باس ان یعتق

نصرانی والیہودی والمجوسی تطوعا لان اللہ تعالی قال فی کتابہ فاما منا بعد واما فداء فالمن العتاقة انتہی بلفظہ معلوم ہوا کہ کفارہ واجبہ مین اعتاق رقبہ مومنہ شرط ہی مگر اعتاق تطوع مین رقبہ غیر مومنہ بھی جایز ہے اور عتق سے مراد وہ من ہے جو آیہ مستدلہ مخاطب مین مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ عتق فرع ہے رقیت کی اور وہ عتق بھی طوع ورغبت پر منحصر ٹھہرا نہ واجب تو ساری محنت مخاطب ذی فہم کی برباد ہوگئی اور بمقابلہ موطا امام مالک کے ارشگل حامی ملت نیچریہ کاکس شمار مین آئیگا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث موصوف کی شرح بھی تتمۃ للتحقیق یعنی محلی شرح موطا مین یہ عبارت ہے **قولہ فاما منا بعد** الخ ای فاما تمنون منا بالاطلاق واما تفدون فداء بالاسترقاق وہو ثابت عند الائمة الثلاثة منسوخ عند ابیحنیفة لقولہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم لان سورة براءة اخر ما نزل ومخصوص بحرب بدر وتیعین عندہم القتل او الاسترقاق فالمن العتاقة لاغیر بلفظہ اور موطا مین ہے عه مالك عن یحیی بن سعید انہ قال توفی عبد الرحمن بن ابی بکر فی یوم نامہ فاعتقت عنہ عائشة زوج النبی صلعم رقابا کثیرۃ فرمائیے کہ یہ غلام لونڈی جو بکثرت حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کے واسطے آزاد کیے قبل ہجرت کے تھے یا بعد ہجرت کے ظاہر ہے کہ بعد ہجرت کے تھے تو ایسا فعل قبیح وملک ناجائز خاص بیت رسالت مین کیونکر چلا آیا او جب حضرت رسالت صلعم نے پسند کیا اور اپنی ازواج کو لونڈیان وغلام بکثرت عنایت کرتے تھے تو سوا نے اوسکے جسکو رسول صلعم کی سنت سے نفرت کلی ہوگی کوئی مسلمان حرمت استرقاق یا شنائع عقلی مین ہونا اوسکا نہ کہیگا اور ہم کیونکہ یہ تقریر بجائے تحریری

له یعنی یا احسان کر کے چھوڑ دو اور یا بندی عوض لیکر ... [illegible]

قتل اور استرقاق سے سوا اور کچھ نہیں ہے اور مراد من سے سوا ہے آزادی کے اور کچھ نہیں ہے ۱۲

عه یعنی مالک نے یحیی بن سعید سے روایت کیا کہ وفات پائی عبد الرحمن بن ابی بکر نے پس آزاد کیا اونکی طرف سے حضرت عائشہ زوجہ آنحضرت نے بہت غلام ۱۲

تسلیم کر لین کہ آن حضرت صلعم محض رسم جاہلیت مروجہ کفار پر عمل
کرتے تھے اپنے فعل سے واسطے پابند حکم الٰہی کے نہ بنتے تھے
اگرچہ بالبداہت ایسی بدگمانی کفر و الحاد ہے مگر حضرت صلعم کی عادت
احادیث سے ایسی ثابت ہوتی ہے کہ کتاب اللہ سے لونڈی غلامون
کے باب مین حکم دیا کرتے تھے اور جو بات وحی سے معلوم نہین
ہوتی تھی اوسپر فتوے دینے مین تامل فرماتے تھے چنانچہ حدیث
قصہ بریرہ کا جو موطا مین ہے اور جسمین ولاء لعبد العتق کا مسئلہ
حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے اوس حدیث کے آخر مین ہے
ثم قال صلعم اما بعد فما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ ما
کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کان مائة
شرط قضاء اللہ احق وشرط اللہ اوثق وانما الولاء لمن اعتق بلفظہ
اور حضرت عثمان غنی نے اپنی خلافت مین ولاء عبد عتیق اوسکے
موالے کو دی چنانچہ موطا مین ہے فقضے عثمان للزبیر بولائهم بلفظہ
اس سے ثابت ہوا کہ زمانہ خلافت راشدہ مین برابر عمل قربت کے
ہوتا رہا اور وہ ہمارے واسطے حجت ہے اور مکاتب کی بابت
جسقدر احادیث ہین سب سے احکام استرقاق کے دوامی پائے جاتے ہین
چنانچہ موطا مین ہے ان ام سلمة زوج النبی صلعم کانت تقاطع مکاتبیھا بالذھب
والورق بلفظہ قال مالک الامر المجتمع علیہ عندنا الذی لا اختلاف فیہ ان
المکاتب اذا عتقہ سیدہ بعد خدمتہ عشر سنین الخ اور بھی موطا مین ہے ان عبد اللہ
بن عمر دبر جاریتین لہ فکان یطاھما وھما مدبرتان بلفظہ کوئی مسلمان خیال بھی
نہین کر سکتا کہ عبد اللہ بن عمر حرمت فعل شنیع سے غافل وجاہل
تھے اور جناب پیغمبر آب سے بھی گئے گذرے تھے لہذا معاذ اللہ
خود مرتکب حرام کاری کے رہتے تھے اور موطا مین ہے مالک عن

نافع عن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب قال من باع عبدا و لہ مال فمالہ
للبائع الا ان یشترط المبتاع بلفظہ ایضا فیہ مالک عن یحیی بن سعید
عن سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر باع غلاما لہ بثمانی مائۃ
درہم و باعہ بالبرأۃ فقال الذی ابتاعہ لعبد اللہ بن عمر بالغلام داء لم تسمہ لی
فاختصما الی عثمان بن عفان فقال الرجل باعنی عبدا و بہ داء لم تسمہ لی و قال عبد اللہ
بعتہ بالبرأۃ فقضی عثمان علی عبد اللہ بن عمر ان یحلف لہ لقد باعہ العبد
و ما بہ داء یعلمہ فابی عبد اللہ ان یحلف و ارتجع العبد فصح عند عبد اللہ فباعہ
بعد ذلک بالف و خمس مائۃ درہم انتہی بلفظہ احادیث مذکورہ سے ثابت ہے
کہ زمانہ خلافت راشدہ میں بھی بیع و شرے لونڈی غلام کا جاری تھا
اور خود حضرات خلفاے راشدین اوسکے جواز کا فتوی دیا کرتے تھے
پس سنت خلفاے رسول صلعم سے انحراف کرنا محض تحکم جناب کا
ہے اور مؤید اسکی ہے حدیث مالک عن ابن شہاب ان عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اخبرہ ان عبد اللہ بن مسعود ابتاع
جاریۃ من امرأتہ زینب الثقفیۃ و اشترطت علیہ انک ان بعتہا فہی
لی بالثمن الذی تبیعہا بہ فسأل عبد اللہ بن مسعود عن ذلک عمر بن الخطاب
فقال لا تقربہا و فیہا شرط لاحد بلفظہ ایضا فیہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر
کان یقول لا یطأ الرجل ولیدۃ الا ولیدۃ ان شاء باعہا و ان شاء وہبہا و ان شاء امسکہا و ان شاء
صنع بہا ما شاء من بیع و عتق و غیرہا بلفظہ ایضا فیہ مالک عن ابن شہاب ان عبد اللہ
بن عامر اہدی لعثمان بن عفان جاریۃ و لہا زوج ابتاعہا بالبصرۃ فقال
عثمان لا اقربہا حتی یفارقہا زوجہا الخ اور سنن ابی داود میں ہے عن جابر قال
قال قال رسول اللہ صلعم ایما عبد تزوج بغیر اذن موالیہ فہو عاہر
ملاحظہ فرمائیے کہ خود رسول صلعم یہانتک استرقاق کو قوت دیتے تھے
کہ عبد کا نکاح بھی بغیر اذن مولی کے منع فرمایا اور استعمال لفظ عبد و مولا کا

بھی منافی توہمات مخاطب کا ہے فافہم اور سنن ابی داود میں ہے
عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم
الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرئ یومن باللہ
والیوم الاخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرئھا ولا یحل لامرئ یومن باللہ
والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم بلفظہ ایضا فیہ قال فی سبایا اوطاس
لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ بلفظہ
دونوں حدیث سے ثابت ہوا کہ غزوہ اوطاس و حنین میں بھی
استرقاق رسول صلعم نے حلال فرمایا حالانکہ یہ دونوں بعد فتح مکہ
کے ہیں اور عدت و استبرا بھی ضروری ٹھہرا ہے پھر اوسکو سوء
حرکت بہائم مخاطب نے قرار دیا ہے اور سنن ابی داود میں ہے
باب فی المن علی الاسیر بغیر فداء حدثنا موسی بن اسمعیل ثنا حماد قال انا
ثابت عن انس ان ثمانین رجلا من اھل مکۃ ھبطوا علی النبی صلعم و اصحابہ من
جبال التنعیم عند صلوۃ الفجر لیقتلوھم فاخذھم رسول اللہ صلعم سلما فاعتقھم
رسول اللہ صلعم فانزل اللہ عزوجل وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم
عنھم ببطن مکۃ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل فتح مکہ کے
عمل من کرنیکا اساری پر جاری تھا لامحالہ نزول آیۃ من و فدا اکا
مین نہیں ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ من سے مراد عتق ہے
جو فرع ہے رقیت کی کیونکہ بغیر ثبوت ملک کے عتق متحقق نہوگا
ایضا فیہ باب فی فداء الاسیر بالمال قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لما کان یوم
بدر فاخذ یعنی النبی صلعم الفداء انزل اللہ عزوجل ما کان لنبی
ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض الی قولہ لمسکم فیما اخذتم
من الفداء ثم احل لھم الغنائم بلفظہ
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بعد تنبیہ کے غنیمت حلال کی گئی نہ یہ

نزول آیۃ من و فدا کا اوسوقت مین کیونکر خلاف عقل ہوگا
سنن ابی داؤد مین ہے قال خرجنا مع ابی بکر و امرہ علینا رسول اللہ
صلعم فغزونا فزارۃ فشننا الغارۃ ثم نظرت الی عنق من الناس فیہ الذریۃ والنساء
فرمیت بسہم فوقع بینہم و بین الجبل فقاموا فجئت بہم الی ابی بکر فیہم
امرأۃ من فزارۃ علیہا قشع من ادم معہا بنت لہا من احسن العرب فنفلنی
ابو بکر بنتہا فقدمت المدینۃ فلقینی رسول اللہ صلعم فقال لی یا سلمۃ
ہب لی المرأۃ فقلت واللہ اعجبتنی وما کشفت لہا ثوبا فسکت حتی اذا کان
من الغد لقینی رسول اللہ صلعم فی السوق فقال لی یا سلمۃ ہب لی
المرأۃ للہ ابوک فقلت یا رسول اللہ صلعم واللہ ما کشفت لہا ثوبا
وہی لک فبعث بہا الی اہل مکۃ وفی ایدیہم اسری ففداہم بتلک المرأۃ انتہی بلفظہ
اس حدیث سے حلت استرقاق کی اور بغیر خوشی و اختیار کے و اپنے لیے
اور اپنے قیدیون کے بدلہ مین کفار کا قیدی دینا فدا ہی ثابت ہو
ایضا فیہ قال لما فتحنا خیبر اخرجوا غنائمہم من المتاع والسبی فجعل الناس
یتبایعون غنائمہم الحدیث معلوم ہوا کہ خیبر مین بھی لونڈی غلام بنائے گئے
اور فروخت بھی ہوے صحیح ترمذی مین ہے باب ما جاء فی اقامۃ
الحد علی الاماء عن ابی عبد الرحمن السلمی قال خطب علی فقال
یا ایہا الناس اقیموا الحدود علی ارقائکم من احصن منہم و من لم یحصن
وان امۃ لرسول اللہ زنت فامرنی ان اجلدہا الحدیث
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت رسول صلعم کے پاس سوائے
ماریہ اور ریحانہ اور جویریہ اور صفیہ کی اور بھی لونڈیان تھین جویریہ
اور صفیہ کو ازواج مین داخل فرمایا باقی لونڈیان رہین اور زمانہ
خلافت رابعہ تک حلت استرقاق کی اور عمل صحابہ و خلیفہ رسول صلعم
اور سیر ظاہر ہوگیا ایضا فیہ باب ما جاء فی کتابۃ الخمس وط

حدثنا عبد المجید بن وہب قال قال لی العداء بن خالد بن ہوذة الا اقرئک کتابا کتبہ لی رسول اللہ صلعم قال قلت بلی فاخرج کتابا ھذا ما اشتری العداء بن خالد بن ہوذة من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتری منہ عبدا او امة لا داء ولا غائلة ولا خبثة بیع المسلم المسلم بلفظہ

اب تو سند تحریری رسول صلعم کی مل گئی مگر حضور ابتک اوہام مین گرفتار ہین اور صحیح ترمذی مین ہے باب ماجاء فی شراء العبد بالعبدین حدثنا قتیبة ثنا اللیث عن ابی الزبیر عن جابر قال جاء عبد فبایع النبی صلعم علی الھجرة ولا یشعر النبی صلعم انہ عبد فجاء سیدہ الا یریدہ فقال النبی صلعم بعینہ فاشتراہ بعبدین اسودین الحدیث فرمایئے اگر لونڈی غلام موجودہ ایام جاہلیت حصر تھا تو بیع وشری غلامون کی خود حضرت صلعم کہان سے کرتے تھے اور کیونکر اوس فعل کے مرتکب ہوتے تھے جو خلاف نیچر تھا اور اجتماع النقیضین عبدیت وحریت کا کیونکر ہوتا تھا جیسا کہ آپکا مقولہ ہے اور صحیح ترمذی مین ہے باب ماجاء فی قتل الاساری والفداء عن علی ان رسول اللہ صلعم قال ان جبرائیل ہبط علیہ فقال لہ خیرھم یعنی اصحابک فی اساری بدر القتل والفداء علی ان یقتل منہم قابل مثلہم قالوا الفداء ویقتل منا الخ بلفظہ ایضا فیہ عن عمران بن حصین ان النبی صلعم فدی رجلین من المسلمین برجل من المشرکین ھذا حدیث صحیح الی قولہ والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلعم وغیرھم ان للامام ان یمن علی من یشاء من الاساری ویقتل من شاء منہم ویفدی من شاء واختار بعض اھل العلم القتل علی الفداء وقال الاوزاعی بلغنی ان ھذہ الآیة منسوخة قولہ تعالی فاما منا بعد واما فداء نسختھا فاقتلوھم حیث ثقفتموھم

ایضا فیہ قال اسحق بن منصور قلت لاحمد اذا اسر الاسیر یقتل او یفادی احب الیک قال ان قدروا ان یفادو ا فلیس بہ باس وان قتل فما اعلم بہ باسا ان حدیثون سے ثابت ہوا کہ آیۃ مستدلہ مخاطب منسوخ ہوگئی ہے اور من و فدا بھی اختیاری تھا نہ وجوبی اور قتل بھی جائز ہے مذہب امام ابو حنیفہ رح کا مطابق ہے عمل صحابہ کرام کے ایضا فیہ باب ما جاء فی النزول علی الحکم عن جابر قال رمی یوم الاحزاب سعد بن معاذ الی فقطعوا اکحلہ فلما رای ذلک قال اللهم لا تخرج نفسی حتی تقر عینی من بنی قریظہ فاستمسک عرقہ فما قطر قطرۃ حتی نزلوا علی حکم سعد بن معاذ فارسل الیہ فحکم ان تقتل رجالهم وتستحیی نساؤهم یستعین بهن المسلمون فقال رسول اللہ صلعم اصبت حکم اللہ فیهم وکانوا اربعمائۃ فلما فرغ من قتلهم انفتق عرقہ فمات وفی الباب عن ابی سعید وعطیۃ القرظی وهذا حدیث حسن صحیح بلفظہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جو حکم سعد بن معاذ رض نے دیا اوسکو حضرت رسول صلعم نے موافق حکم خدا تعالے کے فرمایا اور اوسیر عمل کیا احتمال وہم راوی کا نہین ہے جیسا کہ مخاطب نے خیال کیا ہے ایضا فیہ باب من یستعمل علی الحرب عن البراء ان النبی صلعم بعث جیشین وامر علی احدهما علی بن ابی طالب و علی الآخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصنا فاخذ منہ جاریۃ الحدیث یہ غزوہ بعد فتح مکہ کے ہے اگر آیۃ من و فدا کا وہ مطلب ہوتا جو مخاطب نے سمجھا ہے تو مرتضے علی علیہ السلام خلاف اوسکے اسینے واسطے لونڈی نہ لیتے اور بھی ایک حدیث صحیح ترمذی مین ہے جسمین یہ قصہ لکھا ہے کہ ابو الہیثم رض کے پاس کوئی غلام نہ تھا تب رسول صلعم نے

[illegible]

اون سے فرمایا کہ جب ہمارے پاس قیدی کفار سے آوین تب
حاضر ہونا ہم تمکو غلام دینگے چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا لفظ
حدیث کی بقدر موضع استدلال کے یہ ہین فاتاہ ابو الھیثم فقال النبی صلعم
اختر منھما فقال یا نبی اللہ اختر لی فقال النبی صلعم
ان المستشار مؤتمن خذ ھذا الحدیث
اور صحیح نسائی مین حدیث ہے جسمین یہ مذکور ہے کہ حضرت
فاطمہ زہرا علیہا السلام نے سلسلہ طلا کو فروخت کر کے ایک غلام
خریدا اور آزاد فرمایا الفاظ حدیث بقدر ضرورت یہ ہین فارسلت
الی السوق فباعتھا واشترت بثمنھا غلاما وقال مرۃ عبدا الخ
اگر لونڈی غلام کی خرید فروخت حرام ہوتی تو اہل بیت کو ضرور معلوم ہوتا
کما لا یخفی اور ترمذی مین ہے قال صلعم احفظ عورتک الا من
زوجتک او ما ملکت یمینک الحدیث معنی ملک یمین کی
سمجھ لیجیے الحاصل صدہا حدیث موجود ہین کہان تک نقل کیجاوین
ہٹ دھرمی اور تعصب کا ہمارے پاس کچھ علاج نہین ہے ورنہ
رسول صلعم اور صحابہ اور اہل بیت اور ائمہ ہدیٰ اور تمام اکابر دین کا
عمل اور قول ہمارے موافق ہے اور ہم ۳۔ آیات قرآنی مین
حلت استرقاق موجود ہے جب یہ حال ہے تو الفاظ حدیث
ابو داود و ترمذی یعنے واستحیوا شرخھم ای صبیانھم کا ذکر لکھکر بحث کرنا
مخاطب کا عبث ہے ہمنے مانا کہ استحیوا شرخھم کے معنی ہین صرف
زندہ رکھنا بیان کرکے آپ کو موقع کلام کا ملا ہے مگر یہ تو سمجھیے
کہ وہ بعد قتل مشرکین کے کسکے پاس زندہ رہینگے اور کون انکی
پرورش کریگا ظاہر ہے کہ اہل اسلام کرینگے تو رقیت پر کیا استبعاد
وارد ہوتا ہے محاورہ الفاظ احادیث کا دیکھنا چاہیے کہ یہ لفظ

له یعنی بھیجی کو اون حضرت
پاس ابو الہیثم تب آپ نے
فرمایا چنو یا چاہو ان مین سے
ایک کو کہا اونھون نے ای نبی اسمر
ہمارے لیے آپ پسند
فرما دیجیے تب اون حضرت
نے فرمایا کہ جس سے مشورہ
لیا جاوے وہ امانتدار ہے
تم یہ بندی لو ۱۲

عه پس بھیجا حضرت فاطمہ نے
زنجیر طلائی بازار مین اور
اوسکو فروخت کر کے غلام لیا اور

اور کبھی عبد کہا ۱۲

سه [illegible] ۱۲

استرقاق کے باب مین بھی مستعمل ہوا ہے یا نہین ابھی ہم حدیث
قصہ سعد بن معاذ کی نقل کر چکے ہین جسمین لسبی نسا ئہم موجود ہے
اور بالاتفاق وہان استرقاق مراد ہے ایسا ہی یہان بھی مراد لیا ہے
قولہ اگر فعل رسول صلعم کا جواز استرقاق مین ہو تو امنا و صدقنا
الخ **اقول** فعل رسول صلعم کا احادیث کثیرہ سے ہم ثابت کر چکے اور
حکم خدا تعالے کا بھی آیات قرآنی سے ظاہر ہو چکا اب ضرور
آمنا و صدقنا کہنا چاہیے **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالیٰ
فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم
فشدوا الوثاق فاما منا بعد و اما فداءً اس آیت مین
لڑائی کے قیدیون کے چھوڑ دینے کا حکم صاف دیا ہے
اور لفظ اما اور انما کا حصر کے لیے آتا ہے الخ **اقول**
عبارات تفاسیر کی جسقدر آپ نے لکھی ہین کسی مین یہ نہین
لکھا ہے کہ آیت من و فدا مین امر وجوب کے واسطے آیا ہے
یا استرقاق اوس سے منع ہو گیا ہے یا وہ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے
یا منسوخ نہین ہوئی ہے پھر آپ کو کچھ فائدہ نہو گا علاوہ اسکے
آپ تو دعوے کرتے ہین کہ کسی عالم کے قول پر ہم اعتماد نہین
کرتے صرف کتاب و سنت سے اپنا مذہب ثابت کرنیکا وعدہ ہوا ہے
لازم ہے کہ کوئی حدیث شان نزول و زمانہ نزول مین پیش کیجیے
اور جب دعوے کی دلیل موجود نہین ہے تو اپنے توہمات سے
تمام امت کے خلاف بیان کرنے سے کیا حاصل ہو گا اب ہم
سوال کرتے ہین کہ اگر مراد آیت کی وہی ٹھہرائی جائے جو جناب
نے سمجھی ہے تو نہ فدیہ لی سکتا ہے نہ احسان ہو سکتا ہے
کیونکہ احسان تو اوسوقت ہو جب نہ چھوڑنا قیدی کا بھی ایسے

اختیار مین رہے واجب اور فرض کی تعمیل تو خواہ مخواہ کرنی پڑیگی
اداے واجبات مین کسی پر احسان کیونکر ہوگا باقی رہا فدیہ سو
جب ہر حال مین چھوڑ دینا واجب ٹھہرا نہ تو قتل کا اختیار ہے نہ استرقاق کا
نہ کوئی دوسرا قابو رہا ہے تو فدیہ کیون ملیگا اور کسواسطے کوئی قیدی
دیگا وہ تو خوب جانتا ہے کہ جھک مارینگے اور چھوڑ دینگے لامحالہ
نہ احسان ہے نہ فدا ہان اگر من و فدا اختیاری ہو اور استرقاق و قتل کا
بھی خوف موجود ہو تو دونون حکم صحیح ٹھہرینگے اور عمل ہوسکیگا آپ کی
مذاق پر ایسا حکم نازل ہوا ہے جسکی تعمیل سے مسلمانون کو کوئی فایدہ
نہین ہے اس سے تو بہتر تھا کہ قیدی نہ کیے جاتے مگر ابتو اس حکم نے
لشکر اسلام کو شکست دینے کا سامان ڈال دیا یعنے مثلاً چار پانچ ہزار
قیدی آئے اور وہ کہنے لگے کہ تم ہمارا کیا کرسکتے ہو نہ تمہارا کچھ
اختیار ہے نہ ہم فدیہ دینگے نہ تمہارا احسان مانینگے آخر اہل اسلام
اور امیر لشکر اسلام اپنا سا منہ لیکر رہ جائینگے مجبور ہوکر کہین گے
کہ جاؤ رخصت ہو جب وہ قہقہہ مارتے ہوے جائینگے پھر فوراً
لڑنے کو آئینگے ہزار دفعہ پکڑے جائینگے مگر صحیح سلامت گھر کو
آئینگے کبھی لڑائی ختم نہوگی اور مجبوری سواے قتال کے کچھ بھی
کرنا نہوگا اگر خوف قتل و استرقاق کا نرہا تو نہ لڑائی کا خاتمہ ہے
نہ احسان ہے نہ فدیہ ہے کیا عمدہ معنی آیت کے آپ نے
سمجھے ہین سبحان اللہ وبحمدہ اور یہ بھی آپکا گمان غلط ہے کہ سورہ
محمد صلعم فتح مکہ مین سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہے کما سنعلم اور
ہم نہین تسلیم کرتے کہ وہ سورہ براءت سے بھی متاخر ہے اور
یہ بھی غلط نکلا کہ بعد نزول آیت کے استرقاق پر رسول صلعم نے
عمل نہین کیا بلکہ ہم ثابت کرچکے اور احادیث کثیرہ لکھ چکے

کہ برابر استرقاق جاری رہا ہے اور آپکے احتمالات کا ہر حدیث
کی ذیل میں جواب دیا گیا ہے قطع نظر اسکے یہ بھی ثابت ہو چکا
کہ آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم بعد فتح مکہ کے نازل
ہوئی ہے تو اگر آیۃ من وفدا حضور والاہی کے موافق سمجھی جاوے
تو بھی منسوخ ہو گئی ہے اور حرمت استرقاق کی باقی نہین رہی پس
اب ہمکو ضرورت بحث کی نرہی اور احادیث سے ہم یہ بھی ثابت کر چکے
کہ حکم من وفداء کا وجوبی نہین ہے اختیاری ہے یعنے اگر امیر اسلام
چھوڑ دینا چاہے تو احسان کرے یا فدیہ لے اور منسوخ ہو جانا اس
آیۃ کا آیہ سیف سے بھی صحیح ترمذی سے ثابت ہو گیا اور من وفداء
کی مراد بھی موطا امام مالک اور دیگر احادیث سے ظاہر ہو چکی اب سوا
اسکے کہ طول کلام مجبوری کرنا پڑتا ہے اور کوئی تقریر آپکی باقی
نہین رہی ہے **قولہ** ہم دعوے کرتے ہین کہ سورہ محمد مکہ مین بزمانہ
فتح مکہ یعنی شہ مین نازل ہوئی نہ ہے اور اس دعوے کے
ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین اول یہ کہ تفسیر بیضاوی مین بعض
علما کا قول لکھا ہے کہ سورہ محمد مکہ مین نازل ہوئی ہے **اقول**
واہ واہ یا باین شور اشوری یا باین بے نمکی دھوم دھام تو وہ مچائی
کہ ہم کسی ملا مجتہد محدث مفسر حتے کہ صحابی کا بھی قول نہین مانین گے
صرف کتاب وسنت سے اپنا دعوے ثابت کرینگے مگر پہلی ہی بسم اللہ
غلط ہو گیا اور بیضاوی کے قدمون پر گرے وہ بھی محض مقلدانہ
نہ محققانہ جس تقلید کا نام ظلمت وضلالت وکفر وشرک واندھا پن
تھا اپنے مطلب کے واسطے کیسے حلال طیب عین ایمان روشنی
چشم ہو گئی ہے خیر یون ہی سہی مگر پہلے خاکسار کے اعتراضات کا
جواب دیجیے **اولاً** بیضاوی نے کسکا قول نقل کیا ہے کہ سورہ محمد

فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے اوسنے مکی ہونا سورہ محمد کا بلفظ تضعیف
بیان کیا ہے جسکو وہ خود مردود سمجھتا ہے پھر وہ قول کیونکر تحقیقاً
یا الزاماً قابل استدلال ہوسکتا ہے نہین معلوم کسکا قول ہے
اور وہ کیا سند اپنے پاس رکھتا ہے **ثانیاً** بیضاوی کا داب تحریر
بھی حضور کو معلوم نہین ہے کہ سورتون کے مکی ومدنی ہونے سے
کیا مراد ہوتی ہے اے حضرت اشہر اقوال مفسرین کا یہی ہے
کہ قبل ہجرت کے سورتون کو مکی اور بعد ہجرت کے سورتون کو
مدنی کہتے ہین آپ کے پاس کیا سند ہے کہ فتح مکہ سے مراد
بیضاوی کی ہے اصطلاح مفسرین کے خلاف معنے لگانا آپ ہی کا
کام ہے پس جب آپ کے پاس کوئی دلیل نہین ہے تو قبل
ہجرت کے نازل ہونا سورہ محمد کا اوس قول سے مراد لیجائیگی
اور وہ آپکے واسطے سم قاتل ہے **ثالثاً** بیضاوی کا دستور ہے
کہ جب صحت کے ساتہ اوسکو معلوم ہوتا ہے تو مکی خواہ مدنی
ہونا سورہ کا لکھدیتا ہے کچہ اختلاف نقل نہین کرتا ہے مگر جب
کوئی دوسرا قول قابل التفات کسی سورہ کے نزول مین پاتا ہے
تو اوسکو بلفظ مختلف فیہا لکھدیتا ہے مگر جب محض واہیات
قول ہوتا ہے اور اوسکی کچہ سند نہین ہوتی تو بلفظ قیل لکھا کرتا ہے
اور اگر کسی سورہ مین کسی آیۃ کو مستثنے کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی
لکھ دیتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ سورہ محمد کی نسبت اوسنے
کیا لکھا ہے یہ عبارت ہے سورۃ محمد صلعم ویسمی
سورۃ القتال وہی مدنیۃ وقیل مکیۃ انتہی بلفظہٖ خاکسار
عرض کرتا ہے کہ سورہ صف وسورہ حدید کی نسبت بھی بیضاوی
لکھتا ہے کہ مدنیۃ وقیل مکیۃ کیا یہ دونون بھی فتح مکہ مین نازل ہوئی ہین

اور اونکے مکیہ ہونے سے کیا مراد ہے اور وہ ہی مراد سورہ محمد
صلعم مین کسواسطے نہین ہے آپ بیضاوی کے اصطلاح پر معنی
بیان کرینگے یا اپنے دل کی خوشی سے تفسیر جلالین جیسے القائل
جائز ہے رابعاً ہم نہین تسلیم کرتے کہ ہر سورہ مجموعاً و مرتباً
نازل ہوا ہے بلکہ اکثر ایسا موجود ہے کہ سورہ مکی مین آیات
مدنی اور مدنی مین مکی شامل ہین اتقان وغیرہ کتب کو ملاحظہ کیجئے
پھر کیا دلیل ہے کہ آیت من وفداء فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے
جائز ہے کہ مدنی ہو مگر قبل فتح مکہ اور بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہو
تمام آیات کی نسبت سنہ اور زمانہ نزول کا کہان لکھا ہے
ہم کہتے ہین کہ جب آپ کے پاس کوئی سند نہین ہے تو قطعی
دلیل کس شے کا نام ہے اور قطعیت کسکو کہتے ہین سبحان اللہ
احادیث صحیحہ تو قطعی نہ ٹھہرین اور نزول آیۃ من وفداء کا فتح
مکہ مین قطعی ہوجاوے اسی کا نام تنقید اور انصاف اور تحقیق ہے
تو پھر تعصب و تحکم و مکابرہ کسکو کہتے ہین خامساً بیضاوی کی
کس لفظ کی یہ مراد ہے کہ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے یہ تو ایجاد
حضور سے ہے بیضاوی کو ناحق بدنام کیا ہے سادساً اگر فرض کیا جاوے
کہ بعد ہجرت مکہ مین ہی نازل ہوئی ہے تو فتح مکہ کے وقت نازل ہونا
کس نے لکھا ہے یا حضور کو الہام ہوا ہے سابعاً ہم تمام قصہ
آپ کے اوہام کا ختم کرتے ہین یعنے آپ کا یہ دعوے ہے
کہ تمام سورہ محمد فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے اسیواسطے آیت
من وفداء بھی فتح مکہ مین نازل ہوئی ہوگی کیونکہ بیضاوی نے صرف
آیت من وفداء کا نزول مکہ مین نہین لکھا ہے بلکہ سورہ کا نزول
بلفظ قبل بیان کیا ہے تو آپ قیاس کرتے ہین کہ یہ آیت بھی

نکی ہوگی اور اس سے زیادہ کوئی دلیل آپ کے پاس نہین ہے
مگر ہم ثابت کرتے ہین کہ اسی سورۂ محمد مین ایک آیت ہے
جو وقت ہجرت کے نازل ہوئی تھی وہ یہ ہے وکاین من قریۃ
ہی اشد قوۃ الایہ کتاب اسباب النزول مین لکھا ہے
قال السخاوی فی جمال القرآن لما ھاجر رسول اللہ صلعم نظر الی مکۃ
وبکی فانزل اللہ ھذہ الایۃ بلفظہ یعنے جب رسول صلعم نے ہجرت کی مکہ سے
تو اوسکے مفارقت سے رونے لگے تب اللہ تعالے نے یہ آیت
نازل فرمائی سورۂ محمد تو تمام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے
پھر آیت موصوفہ بھی اوسیوقت آپ کے مذاق پر نازل ہوئی ہوگی
حالانکہ عند المفسرین المحققین ایسا نہین ہوا تو اب مان لینا پڑیگا
کہ تمام سورۂ محمد فتح مکہ مین نازل نہین ہوئی ہے اور مجبور ہوکر
خاص آیت من وفداء کا نزول فتح مکہ مین ثابت کرنا پڑیگا وانی لکم
ذلک **ثامنًا** اگر ہم فرض کرین کہ آیت من وفدا قصۂ بدر مین
نہین نازل ہوئی تھی تو بھی یہ لازم نہین آتا کہ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہو
جائز ہے کہ قبل فتح مکہ کے کسی زمانہ مین نازل ہوئی ہوگی واذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال ایتو قطعی دلیل کہنا اپنے وہم وخیال کو محض
تحکم ہے **تاسعًا** جب احادیث صحیحہ سے ہم ثابت کرچکے کہ بعد
فتح مکہ کے حضرت صلعم نے اور مرتضےٰ علی نے استرقاق جاری رکھا
تو ضرور ہے کہ ایسے زمانہ قرب نزول مین حکم آیت کا سہو ونحو
نہو گیا ہوگا پس ضرور ہے کہ وہ آیت یا تو منسوخ ہوگی یا اوسکا
حکم وجوب کے واسطے نہوگا **عاشرًا** باب فی المن علی الاسیر
بغیر فداء سنن ابی داؤد مین ہے اوسمین حدیث ان ثمانین رجلا
من مکۃ ھبطوا الخ موجود ہے اور ہم نقل کرچکے اوس سے

۵ یعنی کہا سخاوی نے جمال القرآن مین کہ جب ہجرت فرمایا رسول اللہ صلعم نے دیکھا مکہ اور آپ روئے تب اوتارا اللہ نے یہ آیت یعنے بہت گانون ایسی ہین جو بہت قوت دار ہین ۱۲

ثابت ہوتا ہے کہ عام حدیبیہ مین احسان کرکے حضرت نے
قیدیون کو چھوڑدیا تھا حالانکہ یہ واقعہ ۶ھ ہجری سے پہلے کا ہے
تو لامحالہ آیت من و فدا واقعہ حدیبیہ سے پہلے نازل ہوئی ہوگی
کیونکہ عمل آن حضرت صلعم کا موافق وحی اور آیت قرآنی کی مان لینا ہیگا
ورنہ نزول آیت وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ کا عین
فتح مکہ مین لازم آئیگا جو نہ موافق مضمون آیت کے ہے نہ کسیکا
قول ہے نہ اوسکی کوئی سند ہے علے ہذا القیاس حکم اخذ فدا کا
بھی غزوۂ بنی المصطلق سے پہلے معلوم ہوتا ہے کیونکہ احببنا الفداء
ابوسعید خدری کی روایت مین موجود ہے پھر اگر حکم اخذ فدا کا
نہوتا تو ابوسعید خدری ایسا نفرماتے **قولہ** حضرت ابن عباس کا
یہ قول تفسیر کبیر مین ہے الخ **اقول** حضرت ابن عباس کا قول
آپ نے کس مطلب سے لکھا ہے اگر یہ مقصود ہے کہ جو دعوی
جناب کا ہے کہ آیت من و فدا فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے اوسپر
وہ قول ابن عباس کا دلالت کرتا ہے تو حاشا و کلا ہرگز اوس
قول مین کوئی جملہ ایسا نہین ہے جو دلیل قرار دیا جاے اور اگر
یہ مراد ہے کہ عین غزوۂ بدر مین یا وقت حاضر ہونے قیدیون کے
نزول آیت من و فداء کا اوسمین مذکور نہین ہے بلکہ اوسوقت
آیت ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض نازل ہوچکی تھی اور بعد
اوسکی جب شوکت اسلام وکثرت مجاہدین ہوگی تب آیت من و فدا
نازل ہوئی اور اس قول سے نزول آیت من و فدا کا بدر مین غلط
ٹھہریگا تو بھی آپکا دعوی ثابت نہوگا کیونکہ ہمارا یہ دعوے نہین ہے
کہ پہلے آیت ماکان لنبی ان یکون لہ الخ نازل نہین ہوئی تھی بلکہ ہمارا یہ بیان
ہے کہ فتح مکہ مین نازل ہونا اوسکا غلط ہے اور قبل فتح مکہ کی

مدینہ مین نازل ہوئی ہے عام اس سے کہ بدر کے معاملہ مین نازل
ہوئی ہو اور مخصوص ہو واسطے بدر کے قیدیون کے یا بعد اوسکی
کسی وقت مین نازل ہوئی ہو اب ہم کہتے ہین کہ قصہ بدر مین
نازل ہونا بھی خلاف قیاس نہین ہے کیونکہ غزوہ بدر پہلا
مقابلہ ہے مسلمانون کا کفار سے اور اوس سے پہلے نہ تو حلت
غنائم کا حکم نازل ہوا تھا نہ قیدیون کو فدیہ لیکر چھوڑنیکا یا احسان
کرکے چھوڑنے کا حکم موجود تھا صحابہ کرام نے قبل اس سے
کہ اچھی طرح قتل اور استیصال ائمۃ الکفر کا کرلین احسان کرکے
یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا منظور کیا اسپر تنبیہ کی آیت نازل ہوئی اور
یہ حکم ہوا کہ جب تک خوب قتال نکرلو قیدی کرکے کفار کو چھوڑ دینا
مناسب نہ تھا اور ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض
نازل ہوئی بعدہ جب حضرت صلعم اور صحابہ کرام کا گریہ وزاری
ارحم الراحمین نے قبول فرمایا تو جو کچہ قیدیون سے لیا گیا تھا
یا جو کچہ مال غنیمت تھا وہ حلال کیا گیا اور وہ خطا معاف کی گئی
اور فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا الخ نازل ہوئی جب غفران کا وعدہ
ہوگیا تو اب ضرور تھا کہ آئندہ کے واسطے کوئی حکم صاف و
صریح نازل ہو یعنے اگر پھر کبھی قیدی پکڑے آوین تو من و فدا
جائز ہے یا نہین اوس شبہہ کو دوسری آیت نے رفع کر دیا
اور صاف حکم جواز من و فدا کا نازل ہوا مگر وہی شرط دوسری
آیت مین بھی لگا دی گئی جو پہلی آیت مین تھی مضمون دونون
آیتون کا ایک مطابق ہے کہ اصل مادہ لفظ کا بھی واحد ہے
یعنے آیت اولے مین فرمایا حتی یثخن فی الارض اور دوسری آیت
مین ارشاد ہوا اذا اثخنتموھم الخ اور مراد یہ ٹھہری کہ من و فدا بعد

قتال شدید کے جائز ہے نہ قبل اوس سے تو آیت من و فداء
بالکل مطابق ہے قصۂ بدر سے جسکو حضرت مخاطب مخالف
سمجھ رہے ہین اصل وجہ غلطی فہم شریف کی یہ ہے کہ پہلی آیت
مین عتاب کا نازل ہونا دیکھ لیا مگر تمام آیتون کا توافق نفرمایا
بہت معاملات ایسے ہین جنمین اول تادیب وتنبیہ ہوئی ہے
بعدہ معاف کی گئی ہین اسیطرح یہ معاملہ بدر کا ہے اور وجہ
تادیب کی اول مرتبہ مین اور پھر جائز ہونے من وفداء کے آخر
مین یہ ہوئی کہ پہلے لڑائی اسلام کی تھی اوسمین جسقدر کفار ہاتھ
آئے تھے اونکے قتل کرنے سے رعب اہل اسلام کا اور ذلت
وخواری کفار کی بخوبی ہو سکتی تھی مگر بغیر موجود ہونے کسی حکم خاص
کے صحابہ نے مال کا لینا قبول کر لیا تھا پھر جب قیدیون کا معاملہ
سمجھا دیا گیا تو آیندہ کے واسطے خواہ اونہین قیدیون کے
واسطے حکم ہو گیا کہ بعد قتال کے من وفداء جائز کر دیا جاتا ہے
ہر کیف وقت اسیر ہونے قیدیون کے لڑائی باقی تھی اور بعد
فتح کے حتی تضع الحرب اوزارہا کا مطلب صادق آگیا الا
حتی یثخن فی الارض تک قتل ہی واجب تھا اب ہم بیان کرتے ہین
کہ قول ابن عباس کا آپ کے حق مین مفید نہین ہے کیونکہ وہ
اسقدر فرماتے ہین کہ قبل غلبۂ اہل اسلام سے یہ حکم نہ تھا
کہ قیدیون کو قتل نکرنا جائز ہو جیسا کہ آیت ما کان لنبی ان یکون
لہ اسریٰ مین ارشاد ہوا مگر بعدہ چونکہ غلبہ اہل اسلام کا ہو گیا
اور مسلمان زیادہ ہو گئے تو آیت من وفداء نازل ہوئی اور اختیار
من وفداء وغیرہ کا بھی نازل ہوا حضرت ابن عباس کی یہ غرض
ثابت نہین ہوتی ہے کہ تمام کفار عرب سے جب مسلمان عددمین

زیادہ ہونگے تب آیت ثانیہ نازل ہوئی بلکہ کثرت اونکی بمقابلہ محاربین موجودہ کے مراد ہے یعنے مقابلہ کرنے والے ذلیل وخوار ہو کر بھاگ گئے تھے اور جو کچھ آمادہ قتال کے رہے تھے اون سے اہل اسلام کمزور نہ تھے اور جسقدر عدد مسلمانونکا قرآن شریف مین کافی سمجھا گیا ہے وہ موجود تھا یعنے عشرات سے مآت کا مقابلہ خواہ دونے کفار کا مقابلہ کرینگے تو فتح پائینگے یہ عدد مسلمانونکا اکثر اور کافی تھا اسی کے قائم رکھنے کے واسطے ابتدا مین قتل کرنا قیدیونکا مناسب تھا اور بعد فتح وغلبہ کے جو فرار ہو گئے وہ کچھ کام کے نرہے اور جو باقی رہے وہ کتنے ہین اگرچہ زائد ہون مگر مسلمانونکی تعداد بھی کافی ہوگی پس من وفدا بھی جائز ہوا پھر بھی اس شرط کے ساتھ کہ قبل قتال شدید کے نہو تاکہ بعد من وفدا کے احتمال بار بار مقابلہ کا جاتا رہے اور غلبہ مسلمانونکا معدوم نہونے پاوے تنبیہ جناب مخاطب نے اپنی تحریر مین پوری عبارت قول ابن عباس کی نقل نہین کی کیونکہ اوس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ حکم من وفدا رکا وجوبی نہین ہے بلکہ اختیاری ہے اور یہ امر خلاف مراد مخاطب کے اور موافق ہمارے بیان کے تھا لهذا ہم اوس قول کی عبارت نقل کرتے ہین وھی ھذہ کان ھذا یوم بدر والمسلمون یومئذ قلیل فلما کثروا واشتد سلطانھم انزل اللہ فی الاساری فاما منا بعد واما فداء فجعل اللہ عزوجل نبیہ صلعم والمؤمنین فی امر الاساری بالخیار ان شاؤا قتلوھم وان شاؤا استعبدوھم وان شاؤا اعتقوھم وان شاؤا فادوھم انتہی بلفظہ لما فی المعالم

الحمد للہ علی احسانہ کہ خود مخاطب کے سندی قول سے منّ و فداء کی
معنی حل ہو گئے اور حصر وجوبی کا خیال باطل نکلا اور قتل و استرقاق
و عتق بھی جائز ہو گیا اب چاہو جس وقت نزول آیت منّ و فداء کا
مانو تو تبرئۃ الاسلام کا پورا رد ہو گیا اور بولنے کی جگہ باقی نرہی
اور علی سبیل التنزل و التسلیم ہم کہدینگے کہ اچھا صاحب قصۂ بدر
مین آیت منّ و فداء نازل نہوئی ہوگی غزوہ احد وغیرہ مین اوسکا
نزول ہوگا اگر آپ کسواسطے حصر مراد لیتے ہین آپکا سارا قصہ ختم ہو گیا
کما یعلم من لہ وجدان سلیم **فائدہ** حضرت ابن عباسؓ کے قول سے
یہ بھی ثابت ہوا کہ عتق بھی احسان ہے کیونکہ منّ کو اوس سے
علیحدہ مثل دیگر احکام کے بیان نہین فرمایا حالانکہ اوسکا موقع تھا
قولہ امام ابو حنیفہ صاحب تو قیدیونکا چھوڑنا عوض جیر جائز نہین
سمجھتے الخ **اقول** اے حضور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا عند المحققین
یہ ہے کہ عدم ضرورت مین فداء بالمال جائز نہین ہے مگر عند الحاجۃ
جائز ہے اور باقی ائمہ رح کے نزدیک بھی جائز ہے بعض کتب فقہیہ
مین زیادہ تصریح نہین کی گئی ہے اور بعض نے بصراحت لکھا ہے
رد المحتار مین ہے لکن فی المحیط انہ یجوز فی ظاہر الروایۃ و تمامہ
فی القہستانی و ذکر الزیلعی ایضا عن السیر الکبیر ان المجواز اظہر الروایتین عن
ابی حنیفۃ و ذکر فی الفتح انہ قولہما و قول الائمۃ الثلثۃ وانہ ثبت عن رسول اللہ صلعم
فی صحیح مسلم وغیرہ انہ فدی رجلین من المسلمین برجل من المشرکین و فدی
بامرأۃ ناسا من المسلمین کانوا اسروا بمکہ قلت و علی ہذا فقول
المتون نحرم فداءہم مقید بالفداء بالمال عند عدم الحاجۃ
اما الفداء بالمال عند الحاجۃ او باسری المسلمین فہو جائز بلفظ
اب تو معلوم ہو گیا کہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا کیا ہے خاکسار عرض کرتا ہے

که اگر آپ ہی کا قول مان لیا جاوے تو بھی وجہ اختلاف اور قیاس
منصوص العلۃ کی حنفیہ بیان کر سکتے ہین یعنے استرقاق کو آیات
کثیرہ نے حلال کر دیا ہے اوسمین تو کسی طرح کا شک نہین باقی رہا
قتل تھا یون کا اگر آیت من و فدا اوسکے حکم مین محکم نہ سمجھی جاوے
تو دوسری آیات مابعد جو سورہ برات مین یا اور سورتون مین موجود ہین
محکم ہین اور متشابہ پر محکم کو ترجیح ہے کما تقرر فی الاصول لامحالہ حکم استرقاق
وقتل کا وجوبی ٹھہریگا کیونکہ محکمات قرآنی سے ثابت ہے اور حکم
من وفدا کا اختیاری ہے نہ وجوبی اور وہ بھی مقدم ہے آیات سیف
سے اور اوسپر عمل کرنا بھی احتمالات عدیدہ رکھتا ہے کہ بالمال ہے
یا بالاعتاق ہے یا بالمعاوضہ ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے
اور ہم بیان بھی کر چکے ہین علاوہ اسکے اکابر تابعین کی روایت سے
ایسا بھی ثابت ہوتا ہے کہ آیت من وفدا منسوخ بھی ہو گئی ہے
آیت سیف سے چنانچہ صحیح ترمذی سے ہم نقل کر چکے ہین اور من وفدا
کی مراد بھی موطا امام مالک سے ہم لکھ چکے ہین کہ عتق مراد ہے
پھر کیف عمل ابو حنیفہ رح کا محکمات قرآنی پر ہے اور اونکے ساتھ اکابر دین
شریک ہین اس صورت مین مذہب امام صاحب کا قابل اعتراض
نہین ہے اور جو امام استرقاق وقتل و من وفدا کے جواز کا فتوی
دیتے ہین وہ یہ سمجھے ہین کہ استرقاق تو آیات کثیرہ غیر منسوخہ وسنت
رسول و اجماع امت سے ثابت ہے اور قتل کا حکم آیات مابعد مین
بالعموم موجود ہے اور خود آیت من وفدا کی شروع مین فضرب الرقاب
حکم عام ہے اوسمین استثنا قیدیون کا نہین ہے اور سعد بن معاذ
کے قصہ مین جو حدیث صحیح وارد ہے وہ فعل رسول صلعم پر بھی دلالت
کرتی ہے لامحالہ رقیت وقتل مین کچھ کلام نرہا باقی رہی حلت وجواز من وفدا کا

اوسکے وجوب وحصر کے چارون امام ومن تبعہ قائل نہین ہین اوسکو
جائز واختیاری سمجھتے ہین اور اوسکی موافقت روایات سے بھی ظاہر ہے
جیساکہ بعض احادیث کی نقل کے ساتھ ہم بھی بیان کر چکے تو گو منّ و فدا
کی فروع واسطے عمل کے محکم نہون مگر نفس منّ و فدا محکم ہے اور جب وہ
وجوبی نہین ہے تو اوسکی حلت وجواز کا فتوے دینا درست ہے اور
ضرورت نہین رہتی ہے کہ آیت منّ و فدا کو منسوخ ٹھہراوین یا نہ ٹھہراوین
کیونکہ اوسمین جب حکم وجوب کا نہین ہے تو مخالف محکمات کی نہ ہوگی
اور جب مخالف نہ ہوگی تو منسوخ سمجھنے کی کیا ضرورت ہے بہرکیف ائمہ اربعہ کا
مذہب موافق ہے نہایت خفیف اور باریک اختلاف ہے اکثرین
عرض کرتا ہے کہ چارون اماموں کے مذہب مین آپ ہی کے اقرار سے
اسقدر امر پر اتفاق ثابت ہو گیا کہ آیت منّ و فدا مین نہ تو حصر مراد ہے
نہ وہ مانع رقیت وقتل ہے اور حضور والا کا مذہب چارون کے خلاف ہے
جسکا نام خرق اجماع ہے تو اب بحث دلائل ترجیح مذاہب اربعہ کی عبث ہے
اتباع غیر سبیل المومنین پر جو حضور نے کمر باندھی ہے اوسکے نتیجہ سے
ڈرنا چاہیے ہان اگر آپ کے نزدیک دلائل کسی ایک امام کے قابل ترجیح
ہوتے اور اوسکی تائید کرتے تو وہ عالمانہ ومحققانہ بحث ہوتی اسکو
سوا سخن پروری کے کچھ بھی معلوم نہین ہوتا **قولہ** چنانچہ تفسیر کبیر
مین لکھا ہے کہ اما و انما الحصر وحالهم بعد الاسر غير منحصر الخ **اقول** یہان بھی
حضور نے اپنی خوش فہمی دکھائی ہے اور عبارت تفسیر کبیر کی بھی غلط
پڑہی ہے صحت عبارت کی نہین کی گئی شاید کسی چھاپے کے نسخہ مین
انما جو دوسری جگہ ہے اوسکی تشدید میم کے گوشہ سے ملگئی ہوگی انما پڑہا گیا
ہے ورنہ صحیح عبارت تفسیر کبیر کی یہ ہے امّا و امّا الحصر الخ
یعنے مکرر امّا امّا کا مراد ہے نہ کہ بیان کرنا حرف انما کا جسکا مذکور آیت مین

نہ تھا نہ اوسکے معنی بیان کرنیکی ضرورت تھی نہ یہ مقصود ہے کہ
اِنَّمَا مثل اِنَّمَا کے واسطے حصر کے موضوع ہے کیونکہ امام رازی کیونکر
ایسی بے اصل بات لکھتے جو تمام لغت اور اصطلاح اور علم ادب کے خلاف ہو
غرض اصلی امام رازی کی یہ ہے کہ اسمقام پر ایک شبہہ وارد ہوسکتا ہے
کہ امّا کا تکرار اِس آیت مین واسطے حصر کے ہے حالانکہ حصر مراد نہین ہے
تو پھر کیا جواب اس سوال کا ہوگا بعدہ امام صاحب نے جواب کی تقریر
بیان کی وہ بھی بفرض تسلیم حصر کی مگر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ امام صاحب کے
نزدیک مجرد امّا واسطے حصر کے مثل اِنَّمَا کے آتا ہے اتقان فی علوم القرآن
اور رضی شرح کافیہ وغیرہ ملاحظہ کیجیے کہ امّا واسطے تخییر کے موضوع ہے
نہ واسطے حصر کے اگر آپ اوس حرف کو واسطے حصر کے سمجھتے ہین تو
لغت یا ادب یا کسی کتاب سے ثابت کر دیجیے ورنہ اتقان وغیرہ کو
دیکھکر سکوت کیجیے تفسیر کبیر کے تین نسخے قلمی مین نے دیکھے سب سے
عمدہ نسخہ مولوی محمد شکور صاحب کے کتب خانہ مچھلی شہر سے آیا اوسمین بھی
امّا و امّا پایا نہ اِنَّمَا لامحالہ جب حصر کے واسطے امّا نہ ٹھہرا اور واسطے
تخییر کے موضوع ہے تو حصر بھی تخییری ہوگا نہ وجوبی خصوصاً جبکہ
ابن عباس کا قول اور بعض احادیث بھی ہمارے موافق ہین جیسا کہ
ہم لکھ چکے اور عمل آن حضرت صلعم کا بھی اوسی کے موافق احادیث سے
ہمنے ثابت کر دیا کہ بعد نزول آیت کے من و فدا بھی کیا ہے اور
استرقاق و قتل بھی فرمایا ہے تو بمقابلہ احادیث صحیحہ کے بحث کرنا
اون اقوال مفسرین مین جو واسطے رفع کرنے ہر قسم کے احتمالات کے
لکھتے ہین فضول ہے امام رازی رح کی عادت ہے کہ تفسیر کبیر مین
ہر قسم کے احتمالات بعیدہ جو کسی قسم کے معترض پیش کر سکتے ہون
اکثر مقامون مین لکھ دیا کرتے ہین اور کبھی جواب تحقیقی کبھی الزامی

کبھی دونون قسم کے دیتے ہین کبھی واسطے تشحیذ اذہان کے جواب
لکھنا چھوڑ دیتے ہین توجس سوال کو بطور رفع دخل مقدر کے
تنزلا و تسلیما نقل کرکے جواب دیا ہے اگر حضور والا کو اوسپر بہت
غصہ آگیا اور سخت کلامی سے امام رازی کو یاد کرنے لگے تو بسم اللہ
جناب عالی استعمال حرف اما کا واسطے حصر کے موافق اپنے دعوی
کے پہلے ثابت کیجیے اور حصر وجوبی یا نزول آیت کا سب سے آخر ہین
متعین فرمائیے اور عمل رسول کا جو اوسکے خلاف ہے اوسپر بھی
لحاظ کر لیجیے اور احتمال نسخ مین جو اجلہ تابعین کی روایت صحیح ترمذی
سے ہمین نے نقل کی ہے سامنے رکھہ لیجیے اور موطا امام مالک مین
معنی بھی سن و فدا کے پیش نظر رکھکر صورت سوال کی مرتب فرمائیے
اور اوسکے بعد خاکسار سے جواب شافی سن لیجیے و دونہ خرط القتاد
سبحان اللہ دعوے تو یہ ہے کہ کتاب و سنت سے ہم قطعی دلیلون کے
ساتھ اپنے مدعا کو ثابت کرینگے کسی مفسر و محدث و عالم کی نہ مانینگے
مگر مجرد احتمالات بے اصل جو مفسرین نے نقل کیے ہون اوسپر مدار
استدلال کا کیا جاتا ہے بیضاوی کے قدمون پر گرے مگر کچھ بات
نہ آیا اب امام رازی کے سامنے اکھڑے ہوے مگر خیر سے عبارت
تفسیر کبیر کی بھی صحیح نہو سکی خیر جو کچھ حال ہے وہ ظاہر ہوتا چلا جاتا ہے
اور اب ہم گذارش کرتے ہین کہ جواب امام رازی رح کا کیون لغو
سمجھا ہے اور اپنی ہی دستاویز کو آپ ہی کسلیے باطل قرار دیا ہے
اور محض قیاس امام رازی کا جو والمحصنات من النساء کی بحث مین
قابل استدلال نہ سمجھا تھا وہ اب کسواسطے قابل التفات قرار پایا ہے
جانے دیجیے نہ آپ مانین نہ ہماری سند گردانین ہم تو کتاب و سنت
سے مجتہدانہ بحث کا جتھہ انہ جواب دیگر حضور کو لاجواب کرتے چلے آئے ہین

یہ مفسرین کے اقوال اب کیون بیچ مین لاتے ہین ورنہ ہم کہدینگے
کہ تمام امت کے علما آپ کے خلاف ہین لہذا آپ سکوت کیجیے مگر آپ
کب سنتے ہین اپنی ہی کہے جاتے ہین پھر بھی اتنا تو ہم ضرور کہینگے
کہ امام رازی کا جواب بھی آپ سے باطل نہو سکا کیونکہ امام صاحب کا
حاصل تقریر یہ ہے کہ ایسا حصر جو تمام انواع کفار پر صادق آسکے
اور کوئی فرد مستثنے نہو سکے سواے من وفدا کے نہین ہے کیونکہ
استرقاق بعض کفار قوم عرب کا بوجہ معیت رسول صلعم کے منع بھی تھا
اور قتل کا حکم بھی نہ تو تمام کفار کے واسطے تھا نہ وہ آیت مین ذکر کرنی ہے
متروک ہوگیا تھا بلکہ فضرب الرقاب صاف فرما دیا تھا اور یہی قتل کے
واسطے اثخان شرط ہے تو ایسا حکم جو تمام افراد کفار پر صادق آسکے
اور فوراً تعمیل ممکن ہو دو ہی صورتون مین محصور ہے ایک من دوسری
فدا آپ جناب والا جو فرماتے ہین کہ استرقاق قوم عرب کا ناجائز تھا
اور اگر تھا تو اوسکو مستثنے کر دیا ہوتا اور اثخان کے سبب سے حکم قتل کا
بیان نکرنا یا جو حکم لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت
منسوب کرنا غلط ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ امام شافعی رح سے
دو قول ہین ایک جواز استرقاق عرب کا دوسرا عدم جواز استرقاق
بعض قبائل عرب کا بسبب حرمت قرابت رسول صلعم کے بعض محققین
کے نزدیک قول اول راجح ہے اور بعض کے نزدیک مرجوح اور بیان
دونون کے دلائل بیان کرنا فضول ہے کیونکہ آپ دونون سے
خارج ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ امام رازی چونکہ شافعی مذہب ہین
قول ثانی کو صحیح سمجھتے ہین لہذا امام صاحب نے اپنی مذہب کے
موافق جواب دیا ہے یہ اونکو معلوم نہ تھا کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوگا
جو چارون اماموں کو ضال ومضل سمجھے گا ورنہ بہت سے جواب دے سکتے تھے

جیسا کہ ملاحدہ وزنادقہ وفلاسفہ کی رد مین اونکے اقوال ہو جود ہین
امام نے یہ سمجھ کر جواب دیا ہے کہ امام شافعی کا مذہب دربارہ عدم جواز
رقیت بعض قبائل عرب کی قابل ترجیح ہے اور اگر کوئی انکار کریگا
تو ہم اوسکو دوسری مبحث مین طے کرینگے لہذا مسلمات مین سمجھکر مستثنے
بیان کر دیا ہے اور امام صاحب غافل نہ تھے دوسرے قول سے بھی
جو بعض شافعیہ کے نزدیک راجح تھا لہذا اونکے نزدیک بھی چونکہ
خاص نسب وقرابت رسول صلعم مین رقیت کا جواز نہ تھا امام صاحب
نے ایسا لفظ لکھا جو ہر ایک کے نزدیک صحیح ٹھہرے یعنے لان النبی
صلعم کان منھم اور لفظ العرب مین بھی الف لام عہد کا مراد ہے نہ عموم
واستغراق کا تو اب جناب عالی کو لازم ہے کہ پہلے جواز استرقاق
تمام عرب کا گو وہ کیسا ہی قرابت دار آنحضرت صلعم کا کیون نہو
ثابت کرین بعدہ امام صاحب پر متوجہ ہون اور آیت مین مستثنے
کے بتصریح مذکور نہونے پر جو حضور کا اعتراض ہے وہ آیت امام صاحب
کے نزدیک ایسی بلیغ ہے کہ مطلب مبینہ اونکا اوس سے علماء مفسرین
بخوبی سمجھ سکتے ہین اور معنی آیت کے سنت نبوی واجماع امت
کے ساتھ غور کرنے سے محتاج بحث نہین رہتے ہین بہت آیات
قرآنی مین اشارۃ النص سے مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے اور بلاغت
کلام الٰہی کی ہر حرف مین کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور دیتی ہے ہان فہم
مستقیم وعقل سلیم واستعداد علمی ونور ایمان وصدق یقین وصحبت
اکابر دین وحسن ظن ساتھ ائمہ دین کے شرط ہے مجرد عبارت
عربی کا ترجمہ اردو دیکھ لینے سے کام نہین چلتا ہے نہ کوئی مجتہد
ومفسر بن سکتا ہے باقی رہا دوسرا اعتراض حضور کا وہ تو اول سے بھی
زیادہ بے حقیقت ہے کیونکہ حکم قتل کا محدود ومخصوص نہین ہے

بعد ملنے کفار کے ضرب الرقاب عام ہے اوسوقت تک کہ لڑائی
باقی رہے اور حتے تضع الحرب اوزارہا کا سامان موجود رہے خواہ
اس عرصہ میں مقابلین ومعاونین اونکے زندہ گرفتار ہون خواہ
مقابلہ پر آجاوین اگر زندہ پکڑے جاوین تو مضبوطی کے ساتھ
رکھہ لیے جاوینگے اور بعدہ امام کو اختیار ہوگا کہ ضرب الرقاب
کے حکم سے چاہے قتل کرڈالے چاہے دوسری آیات اور بھی
فشدوا الوثاق کے لحاظ سے اونکو رقیق بنالے جو حکم اونکے باب مین
ہوگا وہ لڑائی کے احکام سے خارج نہین ہے اور از مان بیشک
واقع ہوگا کیونکہ قیدی جب ہاتہ آتے جاتے ہین اور لڑائی ہوتی
چلی جاتی ہے تو فوراً فیصلہ کرنا قیدیون کے حکم کا متعذر ہوجاتا ہے
لامحالہ انتظار کیا جاتا ہے کہ جب مقابلین مغلوب اور منکوب ہوچکین
اور اطمینان کے ساتھ لشکر اسلام جمع ہو اور یہ بھی طے ہوجاوے
کہ کسقدر قیدی شروع سے اخیر لڑائی تک ہاتہ آئے ہین تب اونکے
باب مین امیر اسلام حکم کریگا کہ قتل کیے جاوین یا نہین مگر رقیت
بمجرد گرفتار ہونے کے متحقق ہوجاتی ہے اور اونکو چھوڑ دینا فوراً
اختیار مین ہے کسیکو رہا کردینا ایسا وقت حرج نہین کراتا ہے
جیساکہ اوسکا قتل کرنا چاہتا ہے قتل کرنا تو موافق وجوہ مذکورہ کے
بعد فتح لشکر اسلام اور معاینہ حالات اساری کے ہوگا بہت سے
بچے صغیر ہونگے بہت عورات ہونگی بہت بوڈھے ہونگے ایسی حالت
مین لازمی اور ضروری اوسکا قتل نہوگا بخلاف رقیت کے کہ وہ بعد
گرفتار آنے کے امیر اسلام کے واسطے متحقق ہوجاتی ہے بعدہ
تقسیم اونکی کیجاتی ہے اور احکام شرعیہ پورے کیے جاتے ہین
توامام رازی کا یہ فرمانا کہ از مان واسطے قتل کے ضروری ہے

کیونکر غلط ہوگا اور جب بعد ازمان کے بعض دون بعض کا قتل جائز
نہ ٹھہرے گا تو اب صرف دو ہی صورت باقی رہ گئین جو کہ تمام انواع
کفار مین بلا ازمان عمل مین آسکتے ہون وہ کیا ہین منّ و فدا بالجملہ اگر
ہم فرض کرلین کہ جواب امام رازی کا آپ کے نزدیک کافی نہو اور ہمکو
ضرورت پڑے کہ اور بھی جواب دین تو ہم عرض کرینگے کہ بالفرض حصر
مراد ہو مگر وہ حصر اوسی صورت کے واسطے ہے جب چھوڑنا قیدیون کا
مد نظر امام لشکر کے ہو الا اگر موافق حکم دوسری آیات کے قتل و استرقاق پہ
عمل کرنا ہو تو آیت منّ و فدا مانع نہین ہے اور اسی کے موافق سنت
رسول و سیرت صحابہ کرام و اجماع امت کو ہم پاتے ہین اور ایک آیت
تفسیر دوسری آیت کی ہوسکتی ہے سب آیتون مین اور سنت نبوی مین
توافق ہمارے قول سے ہوتا ہے کما لایخفی **قولہ** بحث سوم نسبت
معنی منّ و فدا الی قولہ زیادہ بحث اسمین ضرور نہین **اقول** تفاسیر
مین جو منّ کے معنے ترک قتل و اختیار استرقاق و قبول جزیہ اور
فدا کے معنے معاوضہ اساری مسلمین بھی لکھی ہین آپکے نزدیک
بات کی پیچ یا تقلید کی گمراہی کے سبب سے ہون تو اس بدزبانی کا
ہم جواب دینا مناسب نہین جانتے ہین مگر جب خود احادیث سے
ہم ثابت کرچکے کہ جو لونڈی ابوبکر صدیق سے ایک صحابی نے لڑائی
مین پائی تھی اوسکو حضرت نے لیکر اساری مسلمین کی عوض دیا اور
اسیطرح کے معاملات اکثر پیش آئے ہین اور آپ خود ہی والمحصنات
کی بحث مین امام رازی پر طعن کرچکے ہین کہ معنی واحد کے اختیار کرنیکے
واسطے دلیل عقلی خواہ نقلی چاہیے تو جو معنی آپ نے قرار دیے ہین
اونپر کیا دلیل عقلی یا نقلی موجود ہے عمل حضرت صلعم کا اور صحابہ کا
تمام اقسام پر رہا ہے اور موطا امام مالک اور قول اکابر دین سے بھی

تائید ہوتی ہے تو آپ کو لازم ہے کہ تمامی احتمالات صحیحہ کو رفع کیجیے
کیونکہ آپ خود مدعی ہونے کا اور قطعی دلیلون سے اپنے دعوی کو
ثابت کرنیکا وعدہ کر چکے ہین زبان درازی اور سب و شتم کا کام نہین ہے
احتمالات کا جواب دینا چاہیے اور جب حضرت مجاہد کی سند بھی
مفسرین نے لکھی ہے اور وہ اجلہ مفسرین مین ہین اور امام اس
فن کے سمجھے جاتے ہین اور اونکا اسناد صحابہ سے لیکر رسول صلعم
تک پہونچتا ہے تو آپ کے توہمات کس کام آئینگے آپ کو تو سیدھی
عبارت احادیث کی بھی تحقیق نہین ہے جیسا کہ قصہ جویریہ مین معلوم
ہو گیا اور ہر مقام مین ظاہر ہوتا جاتا ہے پھر تقلید کی گمراہی کا الزام
وہ ہی شخص زبان پر لائیگا جسکو ائمہ اربعہ اور تمام اکابر دین سے
بغض ہو گا ہمنے مانا کہ آپ خود مجتہد فی الدین سہی مگر آپکا مقلد بھی ضرور
گمراہ ہوگا اور آپ بھی آخر قیاس و استنباط ہی کرتے ہین کچہ وحی
آسمانی تو نازل نہین ہوئی ہے ائمہ اربعہ بھی اجتہاد کرتے تھے اور
تمام امت کو اجتہاد کی لیاقت محال عادی ہے کسی نہ کسی کے مقلد ضرور
ہونگے اسکا نام گمراہی رکھنا صریح گمراہی ہے افسوس ہے کہ اپنے
اوہام کو سرسبز کرنے کی خاطر آپ ہمارے اکابر کو ایسے الفاظ سے
یاد کرتے ہین کہ ہم لوگون کا دل دکھاتے ہین اور جھگڑتے ہین فرمائیے
جس قول بیضاوی پر مدار تصنیف رسالہ کا ہے اوسمین آپ نے
وہ ہی گمراہی تقلید کی اختیار کی ہے یا خود اوسکے سند آپکے پاس ہے
اگر ہے تو پیش کیجیے ورنہ سب و شتم سے خطرہ عظیم سمجھ لیجیے والحکم الخیار
قولہ اکثر حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قیدیان بدر سے مخصوص ہے
الخ اقول اسکا جواب بحث اول کی تردید مین ہم دے چکے قولہ
کوئی امام اس آیت کے منسوخ ہونیکا قائل نہین مگر حنفیہ منسوخ

کہتے ہین الخ **اقول** ہم پہلے بھی لکھ چکے اور پھر بیان کرتے ہین
کہ ابو حنیفہ رح کا مذہب اکثر تابعین محققین کے موافق ہے اور اگر
وہ منسوخ ہی کہتے ہین تو بھی بے سند نہین ہے چنانچہ صحیح ترمذی
مین ہے وقال الاوزاعی بلغنی ان ہذہ الآیۃ قولہ تعالیٰ فاما منا
بعد واما فداء نسختہا فاقتلوہم حیث ثقفتموہم بلفظہ
مختصراً تو اب حضرت ابو حنیفہ رح پر طعن کی کوئی وجہ نرہی علاوہ اسکے
جب ہمہ آیات قرآنی حلت استرقاق مین موجود ہین تو کیا ضرور ہے
کہ اس آیت مین بھی صاف اوسی استرقاق کا حکم موجود ہو امام ابو حنیفہ کا
مذہب بعینہ توافق تمام آیات وسنت سرور کائنات صلعم واجماع
صحابہ وتابعین کے قائم ہوا ہے آپ کے مانند ایک لفظ دیکھ کر
تصنیف کرنے کو نہین بیٹھے تھے خود تابعین مین معدود سمجھے گئے ہین
اور اونکی تحقیق امور دینی مین غایت مرتبہ کو پہونچی تھی اور قتل کا
حکم تو فضرب الرقاب مین عام موجود ہے خواہ بعد لڑائی کے ہو خواہ
قبل قید ہونے کفار کے اور سورہ برارت کا نازل ہونا بعد آیت
من وفداء کے ہم عنقریب ثابت کر کے حضور کی تفسیر دانی کا حال سب پر
ظاہر کیے دیتے ہین تو امام اعظم رح کا فتوے کسواسطے غلط ٹھہریگا
اب ہم زیادہ انتظار مین نہین رکھتے ہین اسی مقام پر لکھی دیتے ہین
کہ خود جناب والا نے اقرار کر لیا ہے کہ سورہ محمد جسمین آیت من وفداء
ہے سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سورہ
برارت اوس سے پہلے کی ہے آخر تنزیل سمجھنا سورہ برارت کا آپ
نہین مانتے ہین مگر مہربانی فرما کر ذرا صحیح بخاری مین باب حج ابی بکر رض
تو نکالکر ملاحظہ کیجیے کہ سورہ برارت لیکر کس سنہ مین واسطے تبلیغ کی
حضرت صدیق اکبر رض بھیجے گئے تھے اگر تمام صحیح بخاری دیکھنے کی فرصت نہو

تو جلد ششم مین فہرست ہی پڑھ لیجیے باب حج ابی بکر بالناس فی سنۃ
تسع اور متن مین بھی یہی عبارت ہے حج ابی بکر بالناس فی سنۃ تسع
اوسی باب مین یہ حدیث ہے ان ابابکر الصدیق بعثہ فی الحجۃ
التی امرہ النبی صلعم قبل حجۃ الوداع یوم النحر الحدیث ایضاً فی الباب
عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہما قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ
براءۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اب تو کچھ شک نرہا کہ سورہ برات
بعد سورہ محمد کے نازل ہوئی ہے اور دور جانا کیا ضرور ہے خود
حضرت مخاطب نے جو عبارت تفسیر معالم التنزیل کی نقل کی ہے اوسمین
نازل ہونا سورہ برات کا شمہ کے بعد موجود ہے اسیواسطے جناب
عالی نے تمام عبارت نقل نہین کی تاکہ اپنی ہی دستاویز سے اپنا
دعوے باطل نہو جاے اور پردہ فاش نہونے پاوے آپ وہ
قول جناب مخاطب ذی علم کا دیکھنا چاہیے جسپر عقلاے عالم کو کمال
حیرت پیدا ہوگی یعنے فرماتے ہین آیت سورہ توبہ قبل فتح مکہ کے
نازل ہوئی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے قال محمد بن اسحاق
ومجاہد وغیرہما نزلت فی اہل مکۃ الخ اور ہمنے اوپر ثابت کیا ہے کہ
آیت من وفد العبد فتح مکہ کے نازل ہوئی پس یہ آیت اوسکی ناسخ
نہین ہوسکتی بلفظہ **اقول** پس حضرت ہمارا آپ کا فیصلہ ہو گیا
تفسیر معالم التنزیل مین دیکھ لیجیے کہ سورہ برات کو آخر ما انزلت
لکھا ہے اور اوسکا نزول ۹ھ مین موجود ہے یا آپکا قول سچا ہے
ہم تو معالم کی اوس حدیث کی عبارت پیش کرتے ہین جسمین خود حضرت
عثمان جامع قرآن کی روایت ہے اور اوسکے یہ الفاظ ہین
وکانت براءۃ من اخر ما انزلت بلفظہ اور بھی اوسی تفسیر مین لکھا

فلما کان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان یحج ثم قال انه یحضر المشرکون
فیطوفون عراة فبعث ابابکر تلک السنة امیرا علی الموسم لیقیم الناس الحج وبعث
باربعین اٰیة من صدر برائة لیقرءها علی اهل الموسم ثم بعث
بعده علیا کرم الله وجهه علی ناقته العضباء لیقرء علی
الناس صدر اٰیة برائة بلفظه قدر الضرورة

موضع المبحث اب تو معلوم ہوگیا کہ نزول سورہ برارت کا ۹ھ مین ہے
اور کوئی ذی عقل ایسی بدگمانی بھی نہین کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے خلاف آیت بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته
کے سال بھرتک کفار کو احکام الٰہی نہین پہونچائے اور کیا وجہ تھی کہ
حضرت نے وحی کو چھپا رکھا تھا خصوصاً جب کہ یہ بھی ثابت ہوا کہ
آخر تنزیل وہی سورہ برارت ہے تو اس قسم کی بدگمانی کا کیا موقع
باقی ہے اب ذرا تماشا دیکھیے کہ تفسیر معالم مین تو لکھا ہے
نزلت فی اهل مکة یعنے مکہ کے کفار کے باب مین نازل ہوئی ہے
حضرت مخاطب اوسکے معنے ارشاد کرتے ہین کہ قبل فتح مکہ کے
نازل ہوئی اچھا صاحب قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی مگر ۹ھ مین ہوئی
اور آپ کی آیت مستدلہ ۸ھ مین نازل ہوئی ہو تو کون سی آیت
متاخر ٹھہرے گی قطع نظر اجتہاد کے تو تاریخ دانی مین بھی حضور کو
بڑا دخل ہے چنانچہ فرزدق کو شاعر ایام جاہلیت کا اسی تبریۃ الاسلام
کے شروع مین لکھدیا ہے حالانکہ محض غلط ہے چلپی مطول کا حاشیہ
دیکھ لیجیے جسمین لکھا ہے الشعراء علی اربعة طبقات الجاهلیون
کامرء القیس و زهیر و طرفه والمخضرمون الذین ادرکوا
الجاهلیة والاسلام کحسان ولبید والمتقدمون من اهل الاسلام
کالفرزدق وجریر الخ بلفظہ اور مرآت الجنان مین ہے

اما الفرزدق فھو ابو الاخطل ھمام بن غالب الی قولہ فاجاب الفرزدق لقولہ وذات حلیل انکحتھا رماحنا حلالا لمن یبنی بھا لم تطلق واخبار الفرزدق کثیرۃ ذات اشتھار الخ بلفظہ مختصراً فرمائیے یہ وہی فرزدق ہے جسکا وہی شعر آپ نے نقل کرکے زمانہ جاہلیت کا شاعر بیان کیا ہے یا کوئی دوسرا ہے جب ایک ایسے شاعر مشہور کے حال سے جاہلیت ہے تو زمانہ نزول آیات قرآنی کا متعین کرنا اور تفاسیر کے مطالب کا سمجھنا تو نصیب اعدا کہنا چاہیے اب ہم اوس شبہہ کو بھی رفع کرتے ہین جو عبارت قسطلانی سے آپ نے دھوکا دیا ہے یا خود کھایا ہے یعنے بالفرض الفاظ صریح حدیث صحیح کے مقابلہ مین مجرد قول قسطلانی کا آپ پیش کرین اور تقلیداً اقوال علما کی نچھوڑین تو بھی معظم آیات خواہ اول آیات سورہ برارت کا نازل ہونا تو قسطلانی بھی قبول کرتی ہین اور ہمارے آپ کے بحث اونہین آیات مین ہے تو آخر کی چند آیات اگر زمانہ وفات نبوی مین سے نازل ہوئی ہون تو بھی تمام سورہ برارت آخر ما انزلت کی صفت سے خارج نہو جایگی آپ اپنی مستدلہ آیت کو فتح مکہ مین نازل ہونا تو ثابت کر لیجیے تب مقابلہ کیجیے یہان سرے سے مکی ہونے مین بھی سورہ محمد کے کلام ہے اور آپ اثبات دعوے مین مجبور ہو کر نکتہ چینی دوسرے اقوال مین کر رہے ہین اس سے کیا فائدہ ہوگا اور طرفہ یہ ہے کہ پوری عبارت بھی قسطلانی کی حضور والا نے نہین لکھی یعنے جلد ششم مین قسطلانی نے لکھا ہے و یاتی ان شاء اللہ فی التفسیر مزید لذلک پس جب قسطلانی نے کتاب التفسیر مین اس بحث کو لکھنے کا وعدہ کیا تھا تو ضرور تھا کہ کتاب التفسیر مین اوسکا قول

[1] یعنے لیکن فرزدق تو وہ ابو الاخطل ہمام بن غالب ہے اور اسکے بعد یہ لکھا ہے پس جواب دیا فرزدق نے اسکے قول کا ذوات حلیل انکحتھا رماحنا اور خبرین فرزدق کی بہت مشہور ہین ۱۲

[2] یعنے اور آتی ہے اگر چاہا خدا نے اسکی تفسیر زیادہ اس سے ۱۲

دیکھا جاتا اب ہم عبارت کتاب التفسیر قسطلانی کی جلد ہفتم سے
لکھتے ہین جسمین وہ لکھتے ہین فالمراد اولہا او معظمہا والا ففیہا
ایات کثیرۃ نزلت قبل سنۃ الوفاۃ النبویۃ بلفظہ لامحالہ
نزول اول سورۂ برارت کا بعد فتح مکہ کے مسلم ہے جسمین ہمارا مقصود
موجود ہے اور سنہ وفات رسول صلعم مین نازل ہونا باقی سورہ کا
منافی آخر ما انزلت کا نہین ہے اب ہم جناب مخاطب ہی سے سوال
کرتے ہین کہ سورۂ محمد کو آپ نے سنہ ۸ مین نازل ہونا بیان کیا ہے
اور وہ ہی سنہ فتح مکہ کا ہے تو سورۂ محمد بقول جناب کے عین
حالت مقام مکہ مین نازل ہونی چاہیے ورنہ مکی کیونکر ٹھہرے گی
اور ماہرین فن حدیث و سیر پر مخفی نہوگا کہ جو معاہدہ مشرکین مکہ
سے ہوا تھا وہ فتح مکہ مین قرار پایا تھا جسکو توڑ ڈالنے پر وہ لوگ
مستعد ہوے یعنے بعض نے عہد کو توڑا اور بعض قائم رہے
اور سورۂ برارت مین معاہدین اور غیر معاہدین کے باب مین
احکام نازل ہوے اور اونکو مدت مقرر ہو کر مہلت دی گئی
تو خود مضمون اول آیات سورۂ برارت کا نص قطعی ہے کہ سورہ
برارت بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی پس سورۂ محمد سے متاخر ہونا
خود آیات برارت سے ظاہر ہے اور تمام اوہام کا استیصال
ہو گیا ہے اول سے سورۂ برارت کی تلاوت کریجیے بحث کی
ضرورت کیا ہے **قولہ** آیات سیف سے صرف قتل کرنا نکلتا ہے
چھوڑنا قیدیون کا جائز نہین ہے تو استرقاق بھی ثابت نہوگا
الخ محصلا **اقول** حکم استرقاق دوسری آیات مین موجود ہے
جو منسوخ نہین ہین اور قتل کا حکم سورۂ برارت مین صاف و صریح ہے
تو منا و فدا او باقی رہا علاوہ اسکے خذوہم واحصروہم اس سورہ مین

موجود ہے اور اخذ کے معنے ہین اسیر کرنے کے چنانچہ قاموس
وغیرہ مین موجود ہے کما مر سابقا پس جب قیدی اہل اسلام
کے پاس رہے اور بغیر ایمان لانے کے اونکی رہائی تجویز ہوئی
تو استرقاق کسواسطے باطل ٹھہریگا اور آیات استرقاق کیون
منسوخ ہونگی خدا تعالے فرماتا ہے فان تابوا واقاموا الصلوۃ
واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم الایۃ[۱] ظاہر ہے کہ چھوڑنا قیدیون کا
بعد ارشاد خذوہم واحصروہم کے مشروط ہوا ایمان لانے پر تو بغیر
ایمان لانے کے وہ اسیر ہی رہینگے اور احاطۂ قدرت مین اہل
اسلام کے رکھے جائینگے اور استرقاق اوسی کے موافق ہے
وہو المقصود **فائدہ** سورۂ برات سے حکم قتل کا معلوم ہوتا ہے
اور اسیر کرکے اپنے پاس رکھنے چھوڑنے کا اور اس سے استرقاق
وقتل کا حکم وجوبی ثابت ہوگیا جو بعض حنفیہ کے نزدیک مذہب
ابو حنیفہ رح کا ہے تو مذہب امام اعظم رح کا نصوص قرآنی پر مبنی ہوگا
مگر بعض حنفیہ اور دیگر ائمہ جو من وفدا ہی جائز سمجھتے ہین اونکا قیاس
بھی صحیح ہوسکتا ہے اس بنا پر کہ حکم من وفدا کا تخییری ہے نہ وجوبی
اور تخییر کے تصدیق فعل اور قول رسول و صحابۂ کرام و اجماع امت سے
ہوئی ہے جیسا کہ بعد فتح مکہ کے ثابت ہوا ہے اور احادیث
کی بحث مین ہم لکھ بھی چکے ہین **قولہ** علاوہ اسکے آیۂ سورۂ
انفال بنی قریظہ کے باب مین نازل ہوئی وہ غزوہ ۵ھ کا تھا الخ
اقول اسمین بحث فضول ہے کیونکہ خود حضرت صلعم نے قیدیونکو
قتل بھی فرمایا اور استرقاق بھی واقع ہوا اور حکم سعد بن معاذ کا
موافق حکم خدا کے یا موافق وحی کے یا موافق حکم ملک العلام کے تھا
اگر ملک بکسر اللام سے مراد بادشاہون کا سا حکم ہوتا تو آنحضرت صلعم

[۱] پس اگر توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو انکو چھوڑ دو ۱۲

اوسپر عمل نکرتے کیونکہ حضرت صلعم نے سعد کے حکم کی تحسین فرمائی
اور اوسپر عمل نکرتے اگر وہ خدا کی مرضی کے خلاف ہوتا اور ربما قال کا
لفظ وہم راوی کو دفع کرتا ہے کیونکہ کبھی فرمایا بحکم اللہ اور کبھی فرمایا
بحکم الملک ہمارا استدلال فعل اور تحسین رسول صلعم پر ہے وہ کسی طرح
رفع نہین ہوسکتا پس معنی آیت کے وہی صحیح ہین جو فعل رسول صلعم
سے ثابت ہوے ہین اور وہم راوی کا لفظ ملک بکسر اللام و فتح اللام
مین تو ہوسکتا ہے مگر بحکم اللہ کے لفظ مین نہین ہوسکتا اور افترا کا
گمان کرنا صحابی رسول صلعم پر کہ اونہنے اپنے جی سے جوڑ کر بحکم اللہ
کہدیا ہوگا باوجود فعل رسول صلعم اور تحسین حکم سعد بن معاذ کے
کسی مسلمان کا کام نہین ہے اونہنے تو یہان تک روایت حدیث
مین احتیاط کی ہے کہ جسوقت جو کلمہ سنا اوسکو دونون لفظ
کے ساتھ بیان کردیا یعنے یون فرمایا قضیت بحکم اللہ و ربما قال بحکم
الملک اب کیونکر وہم راوی کا احتمال ہوسکتا ہے کہ اونہنے لفظ اللہ کا
حضرت صلعم کی زبان وحی ترجمان سے نہ سنا تھا علاوہ اسکے
صحابہ کرام کتاب و سنت پر حکم دیتے تھے یا سلاطین جور کی سیرت پر
ظاہر ہے کہ شق اول متعین ہے لامحالہ ملک بکسر اللام جو بفتح اللام
و بحکم اللہ کے موافق ہے اسماء حسنی سے کسواسطے نہ سمجھا جائیگا اور
کیا ضرور ہے کہ وہ بادشاہ دنیا مراد لیا جاوے جسکا عمل خلاف شرع محمدی ہے
طرفہ یہ ہے کہ سیرت شامی کا حوالہ دیکر جناب مخاطب فرماتے ہین کہ ثابت
ابن قیس کی سفارش سے حضرت صلعم نے ایک شخص کا خون معاف
کردیا اس سے معلوم ہوا کہ حکم قتل کا نہ تھا استغفر اللہ یہ کیا بدگمانی
ہے شارع علیہ الصلوۃ والسلام کا معاف کردینا کسی فرد واحد کو مستلزم
اس امر کا کیونکر سمجھا جائیگا کہ چارسو سے زیادہ آدمی جو قتل کیے گئے

وہ محض سیرت ملوک جائز و حکم خلاف شرع کے موافق تھی ہم کہتے ہیں
کہ حکم قتل و استرقاق کا تھا اور جستجو چھوڑ دیا وہ بذریعہ وحی غیر متلو کی
ہو سکتا ہے علاوہ اسکے وما من عام الا وقد خص منہ البعض قطع نظر
اسکے بمقابلہ احادیث صحیحہ کے سیرت کی کتاب کا حوالہ دیکر کیونکر
معارضہ کیا جاتا ہے وہ تو آپ کے نزدیک مہمل عبارت ہے اور
ہمارے نزدیک بمقابلہ احادیث صحیحہ کے قابل ترجیح نہیں ہے
تو الزاماً و تحقیقاً جواب حضور والا کا بیکار ٹھہرے گا فتدبر **قولہ**
المشرکین کا لفظ عام نہیں ہے بلکہ الف لام عہد کا ہے پس مشرکین
من الاساری مراد نہیں ہے اور نہ حیث ثقفتموھم سے حکم اساری قتل
مشرکین کا ثابت ہوتا ہے الخ **اقول** جواز قتل اساری مشرکین کا
آیت سے مستنبط ہو سکتا ہے یعنی ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ
عام ہے اور اوسمیں سے استثنا صرف الا الذین عاھدتم من المشرکین
کا ہوا ہے اور فاقتلوا المشرکین کا حکم اپنے عموم پر باقی ہے اساری بھی
مشرکین کی تعریف سے خارج نہیں ہیں اور یہ بات کوئی ذی علم
نہیں کہہ سکتا کہ مورد خاص ہونے سے عموم حکم متعذر ہوتا ہے
خصوصاً اس وجہ سے کہ تکلیف مالا یطاق بلکہ محال عادی لازم آتا ہے
یعنی فرض کیا جاوے کہ اگر مکہ کے مشرکین کی حمایت کے واسطے
اور کفار بھی شریک مقابلہ ہوں تو اونکو لشکر اسلام قتل نکر سکے
اور وقت مقابلہ کے حسب و نسب و سکونت محاربین کی تحقیق
ہو جایا کرے تب تلوار چلائی جاوے پس جب تک کوئی وجہ تخصیص
کی ظاہر نہ کی جاوے آیت کا حکم اپنے عموم و شمول و استغراق پر باقی
رہیگا اور جب عموم صحیح ہے تو جو آیت اوسکے خلاف ہو وہ منسوخ
کیوں نہ ہوگی باقی رہی بحث حیث وجدتموھم کی ہم کہتے ہیں کہ تمام

اندر کعبہ کے بھی اوس سے قتل جائز ہوا ہے مگر باہر کعبہ کے بھی جواز
لازم آتا ہے اور باہر کعبہ کے کسی حد تک محدود نہین ہی تو حکم قتال کا
عام ہوگیا اور قیدی خواہ اندر کعبہ کے ہون خواہ باہر مگر آیۃ کی حکم سے
محفوظ نہین رہ سکتے ہین **تنبیہ** ہم بھی ایک تقریر الزامی بیان کرسکتے ہین کہ
بقول مخاطب کے سورۂ محمد ۸ھ مین نازل ہوئی ہے اور یکی اسواسطے
ٹھہرائی جاتی ہے کہ فتح مکہ مین نزول اوسکا ہوا اور ظاہر ہے کہ فتح مکہ
رمضان ۸ھ مین ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ من و فدا کا حکم مخصوص
ہوگا واسطے اہل مکہ کے نہ بالعموم واسطے اساری کفار کے اور اس
احتمال کا دفع کرنا آپکے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی ہین اور ہم مانع اور موجہ
ہین اور پھر اگر آپ ہمارے احتمال کو رفع نکرسکینگے تو ہم بطریق تنزل
و تسلیم کہہ سکتے ہین کہ حکم سابق کا بھی خاص ہوگا اور حکم مابعد بھی خاص
قرار دیا جاتا ہے تو چونکہ حکم سابق خلاف حکم آخر کے ہی حکم سابق خاص کو
حکم لاحق خاص نے منسوخ کردیا فتدبر ولا تکن من الغافلین **قولہ** آیۃ
سورہ بقرہ بھی صلح حدیبیہ مین جو ۶ھ مین ہوئی قبل آیۃ من و فدا کے
نازل ہوئی ہی الخ محصلًا **اقول** اولًا آپنے نقل عبارت تفسیر معالم مین تحریف کی ہی
یعنی قال الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس نزلت ہذہ الایۃ فی صلح الحدیبیۃ کو صاف
اوڑا دیا اور اس تحریف کی یہ وجہ ہوئی ہی کہ کلبی وضاع و کذاب ہے جیسا کہ کتب اسماء الرجال
مین قرار پاچکا ہی لہٰذا اوسکا نام چھپا ڈالا تاکہ ہم لوگ تصحیح روایت کا مطالبہ نکرسکین
ثانیًا بحث تو یہ ہی کہ واقتلوہم حیث ثقفتموہم کا حکم عام ہی یا نہین اور عبارت
معالم کی وہ نقل کی جو متعلق تفسیر آیۃ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ کی متعلق ہی ثالثًا مراد عبارت تفسیر معالم کی تمام کمال
فہم شریف مین نہین آئی صاحب معالم نے آیت مذکورہ کا منسوخ ہونا صاف لکھا ہی حیث
قال علیہ واقتلوہم حیث ثقفتموہم قبل نسخت الایۃ الاولی بہذہ الایۃ واصل

ف یعنی لڑو خدا کی راہ مین
ان لوگون سے جو لڑتے ہین تم سے
اور حد سے نہ بڑھو بیشک
اللہ نہین دوست رکھتا حد سے
بڑھنے والون کو ۱۲

ف یعنی کہا اسکا یہی
آیت سے پہلی آیت منسوخ ہوئی
اور اصل لفظ ثقفتموہم کا
باہر نکلنا اور دیکھنا کسی کا ہی
اور یعنی آیت سے یہی ہی
قتل کرو کفار کو جہان دیکھو
اور پاؤ ۱۲

الثقافة الحذق والبصر بالامر ومعناه واقتلوهم حيث ابصرتم مقاتلتهم وتمكنتم من قتلهم الخ اور یہ بھی اوسی تفسیر میں لکھا ہے کہ حکم آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم کا منسوخ ہو گیا ہے حیث قال وکان فی ابتداء الاسلام امر اللہ تعالی رسول اللہ صلعم بالکف عن قتال المشرکین ثم لما هاجر الی المدینة امر بقتال من قاتله منهم بهذه الایة وقال الربیع بن انس هذه اول اية نزلت فی القتال ثم امر بقتال المشرکین کافة قاتلوا او لم یقاتلوا بقوله فاقتلوا المشرکین فصارت هذه الایة منسوخة بها وقیل نسخ بقوله اقتلوا المشرکین قریب من سبعین ایة بلفظ لیس ظاہر ہوا کہ صاحب معالم کے نزدیک قتل مشرکین کا عام ہو گیا اور لفظ المشرکین کا اپنے عموم واستغراق پر محمول ہے الحمد للہ کہ آپ ہی کی مستندہ عبارت سے آپ کا دعوے باطل نکلا باقی رہی بحث قبلیت اور بعدیت آیت کی سو ہم مکرر لکھ چکے ہین کہ نزول آیت من وفدا کا ۸ ہجری مین ممنوع اور محتاج برہان ہے اور آپ اوسکے اثبات مین عاجز ہین

قولہ اگرچہ آج تک کسی عالم نے جنکے وہ مقلد ہین استدلال نہین کیا الخ

اقول منسوخ ہونا آیت من وفدا کا اوزاعی کے قول سے بحوالہ حدیث صحیح ترمذی کے ہم ثابت کر چکے اور مفسرین کے اقوال بھی موجود ہین قطع نظر اسکے اگر یہ بھی ضرور ہے کہ علماء سابقین لکھ چکے ہون تو فرمایئے آپ کی تفسیر بالراے کے ساتھ کسنے کبھی اتفاق کیا ہے یا آیت من وفدا کو فتح مکہ مین نازل ہونا لکھا ہے **قولہ** سبحان اللہ کیا مذہب ہے جسمین آیت کا شروع آیت کے اخیر سے منسوخ ہو جاتا ہے الخ **اقول** سبحان اللہ کیا فہم اور علم ہے جس مین یہ بھی تمیز نہین کہ آیت وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم

ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کو اور دوسری آیت واقتلوھم حیث ثقفتموھم کو واحد سمجھا جاتا ہے قطع نظر اسکی آیت نحوی کو ملاحظہ کیجے کہ حکم صدقہ کا کیا متصل نسخ ہونا قرآن مین موجود ہے پھر استبعاد کی کیا وجہ ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حضرت امام بغوی رح نے جو حل لغت کیا ہے اوسپر آپ ہنستے ہین مگر اپنے قول کی صحت کسی کتاب لغت سے نہین لکھتے تو پھر آپ کو اختیار ہے کہ قال کے معنے ساکت ہوا لگا دیجیے اگرچہ بغوی کی تحریر خود مسند ہے مگر پھر بھی واسطے اطمینان خاطر مبارک کے ہم لکھتے ہین قاموس مین ہے ثقفہ کسمع و کرم ثقفا و ثقافا صار حاذقا فطنا اور مجمع البحار مین ہے فیہ ثقفتہ وجدتہ بلفظہ الصافیہ و فی حدیث زید فما فرب نصف شہر حتی حذقتہ ای عرفتہ والقیتہ بلفظہ ثقف کے معنے یہ ٹھہرے کہ کسیکا پانا یا پہچان لینا اور حاصل معنے آیۃ کا یہ متعین ہوا کہ قتل کرو مشرکین کو جہان پاؤ یا پہچان لو اور حیث کے معنی یون بھی کہہ سکتے ہین کہ جس جگہ یا جس وقت زمانی و مکانی ہونا اوسکا کتب فن مین مقرر ہو چکا ہے لامحالہ قیدی مشرکین کے اوس آیت کے حکم سے خارج نہونگے پھر بغوی رح کا کیا قصور ہے حضور ہی کی فہم شریف کا قصور ہے اور بدزبانی علاوہ اسکے ہے جو اکابر مفسرین کی شان مین الفاظ سخت بازاری آدمیون کے مانند زبان پر لائے گئے ہین وا ب محصلین بفایدہ ترک کیا گیا ہے **قولہ** تفسیر معالم سے قیدیون کے قتل کا حکم پایا نہین جاتا الخ **اقول** اگر جناب عالی عبارت تفسیر کا مطلب نہ سمجھین تو صاحب معالم کا کیا قصور ہے وہ تو عام حکم لکھتے ہین ثم امر بقتال المشرکین کافۃ فقال فاقتلوا المشرکین ارشاد کیجیے کہ لم یقاتلوا سے زیادہ تعریف قیدیون پر آپ صادق نکر سکینگے حالانکہ

قاتلوا بھی باعتبار زمانہ ماضی یعنے قبل قید ہونے کے صادق آسکتا ہے
دونون حال مین عموم حکم کا موجود ہے البتہ اسم نویسی قیدیون کی
مع تصاویر فوٹوگراف کے نہین ہے یہ تو قصور ہوگیا ہے معاف
فرمایئے **قولہ** صاحب مدارک نے جو معنے ثقفتم کے گڑھے ہین الخ
اقول معنے گڑھنا آیتون کے تو حضور ہی کا کام ہے جیسا کہ سرگذشت
آدم اور تبریۃ الاسلام وغیرہ مین تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے صاحب مدارک
نے وہی معنی اختیار کیے ہین جو علم لغت سے مطابقت رکھتے ہین
یعنے وہ لکھتے ہین ثقفتموھم وجدتموھم اور حاصل معنی یون لکھا ہے ذا
الوجود علی وجہ الاخذ و الغلبۃ ظاہر ہے کہ بغیر اخذ و غلبہ کے وجدتموھم صادق
نہ آویگا اور اخذ کے معنے اسر کے قاموس مین بھی موجود ہین اور بعد
ثبوت اسیری کے فاقتلوھم کسواسطے صادق نہ آئیگا خصوصاً ساتھ لفظ
حیث کے علاوہ اسکے اسقدر تو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ وہ حکم
قتل کا مقاتلین کے واسطے ہے تو اب خاکسار یہ سوال ضرور کرسکتا ہے
کہ وہ قیدی قاتلوا کی تعریف سے کیونکر خارج سمجھے گئے ہین کیا
محاربین اور مقاتلین اور معاونین سے خارج تھے پس ہر طرح آیۃ کا
حکم اونپر ناطق ہوگا **قولہ** قطع نظر اسکے آیت کا حکم مخصوص اہل مکہ سے
ہوگا اور عموم آیت من وفداہ کا مخصص ٹھہرے گا نہ ناسخ **اقول**
ہم ثابت کرچکے کہ حکم آیت فاقتلوا المشرکین کا عام ہے زیادہ
بحث کی ضرورت نہین **قولہ** آیات سورہ نساء بھی قبل فتح مکہ کے
نازل ہوئی ہین اسلیے ناسخ نہین ہوسکتی ہین الخ **اقول** پہلے یہ تو
ثابت کردیجیے کہ آیت من وفداہ کا نزول متاخر ہے ثبت الجدار ثم
النقش علاوہ اسکے حیث وجدتموھم کی تفسیر مین ہم ثابت کرچکے
کہ کوئی قیدی [illegible] اسکے مصداق سے خارج نہین ہوسکتا ہے **قولہ**

بعد نزول آیۃ منّ و فدا کے نہ رسول صلعم نے کسی قیدی کو قتل کیا
نہ لونڈی غلام بنایا الخ اقول محض غلط ہے بعد فتح مکے کے
قتل اور استرقاق احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کما مر بلکہ خاص فی ذات الاوزار
لونڈیون کے حلت مین والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم
نازل ہوئی اگر آیۃ منّ و فدا آپ ہی کے موافق ہو تو منسوخ ہو چکی ہے
یا محض تخییر باقی رہ گئی ہے غزوۂ اوطاس وغیرہ مین برابر استرقاق
جاری ہوا اور سعد بن معاذ کے حصے مین حدیث سے قتل اور استرقاق
کا ثبوت دیا گیا اور آپ کے شکوک باطل کر دیے گئے تنبیہ خیاب مجیب
کی ساری دھوم دھام اس بنا پہ تھی کہ لڑائی کے قیدی لونڈی غلام
نہ بنائے جائین گے اگرچہ اس سے یہ لازم نہین آتا تھا کہ آیۃ منّ و فدا
بغیر لڑائی کے رقیت کو بھی منع کرتی ہے مگر احادیث صحیحہ سے جب لڑائی
کے قیدیون کا غلام بنانا اور تقسیم کرنا صحابے مین ثابت ہو گیا تو
اب کوئی شق باطل ہونے سے باقی نہ رہی جس پر بحث کیجاوے تو بھی ہم
یہ سوال کر سکتے ہین کہ بالفرض آنحضرت صلعم قیدیون کو قتل نہ کرتے
یا لونڈی غلام نہ بناتے تو اس سے یہ کیونکر لازم آتا ہے کہ قتل و استرقاق
حرام ہو گیا ہان اگر حضرت قتل و استرقاق کو منع فرماتے یا اوسکو ترک
کرتے یہ ٹھہرا کر کہ وہ فعل ممنوع ہے تو مضائقہ نتھا جائز ہے کہ چارون صورتین
قتل - استرقاق - منّ - فدا - جائز ہوں جیسا جسوقت مناسب معلوم ہوا ویسا ہی
عمل فرمایا قولہ سب ہم اون غزوات کے قیدیونکا ذکر کرتے ہین جو بعد نزول آیۃ منّ و فدا
کو ہوئی تھے اول ساری بطن کا قولہ اقول اپکی تقریر کی وجہ ہم مردود ہے اولا حدیث
صحیح مسلم مین فاسقیٰھم وفی سراتیھم فاعتقھم آنحضرت نقل کیا ہے اور جسکو کچھ بھی علم و عقل ہو گا
صاف سمجھ لیگا کہ زندہ رکھ لینا خواہ عتق کا وقوع مین آنا رقیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بغیر
زندہ رکھنی کے رقیت متعذر ہے اور عتق خود فرع ہے رقیت کی پس وہ حدیث ہمارے موئید ہے

نہ حضور والا کی ثمانیاً ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ آیت ھو الذی کف ایدیھم
عنکم وایدیکم عنھم الخ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی تھی جس سے
آیت مین وفد ابر عمل ثابت کرنا آپ چاہتے ہین بلکہ بعض محققین کے
نزدیک قصہ حدیبیہ مین نازل ہوئی ہے چنانچہ معالم مین ہے وقال[ط]
عبد اللہ بن مغفل المزنی کنا مع النبی صلعم بالحدیبیۃ الخ اور کتاب اسباب النزول
مین بھی وہ ہی الفاظ موجود ہین اور چونکہ اس روایت کی تضعیف
کسی لفظ سے پائی نہین جاتی ہے تو یہ فرمانا آپ کا کہ سب لوگ
اس روایت کو مردود جانتے ہین کیسا کذب صریح نکلا شاید سب لوگ
کی لفظ مین عبد اللہ بن مغفل داخل نہین ہین یا وہ انسانیت سے
آپ کے نزدیک خارج ہین ثالثاً جس حدیث کا حضور نے حوالہ
دیا ہے اوسمین باوجودیکہ اصل راوی واحد ہے مگر مسلم مین ثمانین رجلا
اور معالم مین سبعین رجلا موجود ہے اس سبب سے اضطراب
فی الروایت معلوم ہوتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اسباب النزول مین
بھی وہ ہی روایت ہے مگر اوسکے الفاظ یہ ہین ھبطوا علی رسول اللہ
صلعم ولیخذ ھو اللہ تعالی بہ عائہ صلعم فانزل اللہ تعالی ھذہ الایۃ تو غور
فرمایئے کہ جس روایت کے الفاظ مین اسقدر اختلاف ہے اوسکو
آپ صحیح ٹھہراتے ہین اور اپنا ارتکل اصول تنقید حدیث کا بھی بھول
جاتے ہین اور جس قول کی کسی نے تضعیف نہین کی اوسکو مردود
بتاتے ہین خامساً سلمنا کہ حضرت صلعم نے منجملہ چار صورتون کے
ایک پر عمل کیا مگر اوس سے نفی ماعدا کی کیونکر لازم آتی ہے
قولہ دوم اساری غزوہ بنی خذیمہ الخ اقول عبارت مواہب لدنیہ
اور حدیث صحیح بخاری مستدلہ جناب عالی سے قتل ہونا قیدیون کا
تو ثابت ہوگیا جو حضور والا کی مراد کے خلاف اور ہمارے موافق ہے

[ط] اور کہا عبد اللہ بن مغفل نے تھے ہم (ا) آنحضرت کے ساتھ حدیبیہ مین ۱۲

باقی رہا یہ امر کہ رسول صلعم نے اپنی برائت خالد کے فعل سے
بیان فرمائی ہم کہتے ہین کہ وہ قول آن حضرت صلعم کا آپ کی دعوی پر
برہان نہین ہے بلکہ قراین حال سے احتمال صحیح دوسرا موجود ہے
یعنے وہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے لفظ اسلمنا کا صاف اونکے
منہ سے نہ نکلا اوسکی جگہ صبانا حالت اضطرار مین کہنے لگے خالد نے
ظاہر قول پر عمل بالاجتہاد کیا حالانکہ اونکے حال و مقال مین تعمق
وتدبر کرنا بہتر تھا جیسا کہ دیگر صحابہ نے سمجھا تھا مگر آن حضرت صلعم کو
الہام اور کشف باطنی سے اون مقتولین کا مسلمان ہوجانا معلوم ہوا
اور باعث تاسف ہوا تو اپنی برائت اوس قتل سے ارشاد فرمائی
اس قصہ سے یہ لازم نہین آتا کہ باوجود مشرک رہنے کے بھی حضرت
صلعم قتل ہونے سے بیزار تھے ومن ادعی فعلیہ البیان اور کیونکر
حضرت بیزار ہوتے حالانکہ قریظہ کے چارسو قیدی خود اپنے سامنے
قتل کیے تھے پس جب یہ معلوم ہوا کہ ایمان اونکا ثابت ہوئی تو یہ
قصہ خالد کا مبنی ہے تو ذکر بھی اوسکا عبث ہے حدیث کے ان الفاظ پر
غور کیجیے فدعاهم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا
قولہ اور صحابہ اگر اونکو مسلمان سمجھتے تو قیدی کیون کرتے **اقول**
صحابہ کو حالت اضطرار مین بجاے اسلمنا کے صبانا کہنا معلوم ہوا تھا
مگر جب خالد امیر لشکر تھے تو اونکے حکم سے قیدی ہونا ظہور مین آیا
اور اطاعت اولی الامر کی لازم آئی تھی اور اپنے اختلاف راے کا
فیصلہ حضرت رسول صلعم پر منحصر رکھا تھا اسمین کچھ بھی اعتراض کسی پر
وارد نہین ہوتا اور چونکہ خالد کا اجتہاد تھا لہذا حضرت صلعم نے
خالد کو کچھ معتوب نکیا بلکہ اونکے فعل سے اپنی برائت ظاہر کی
وہ بھی اسیوجہ سے تھی کہ بسبب خصوصیات نبوت کے حضرت صلعم کو

مسلمان ہوجانا مقتولین کا معلوم ہوا تھا من وفدا اوپر عمل نکرنے سے
اگر عتاب فرماتے تو صاف ارشاد ہوتا کہ اے خالد آیت منّ وفدا
کے خلاف تمنے کسواسطے عمل کیا اور خالد کا ناواقف ہونا احکام
قرآنی سے خلاف قیاس ہے ورنہ ایسا ناواقف امیر لشکر اسلام کا
نکیا جاتا اور بالفرض ناواقف تھے تو آیندہ کبھی غلطی مین نہ پڑنیکیواسطے
ہدایت مضمون آیت منّ وفدا کی ضرور ہوجاتی **قولہ** ہوازن کے
قیدیون کو رسول صلعم نے احسان رکھکر اور رفدیہ لیکر چھوڑ دیا الخ
اقول یہ قصہ تو بالکل ہمارا مؤید اور آپ کا مخالف ہے کیونکہ اگر
استرقاق جائز نہوتا تو قیدیون کو لونڈی غلام بناکر صحابہ کو تقسیم
کردینا ہرگز ظہور مین نہ آتا اور بعد مسلمان ہوجانے ہوازن کے
جو رہائی عمل مین آئی وہ صحابہ کی مرضی پر چھوڑے گئے وہ بھی اس
شرط سے کہ جسکو اپنے حصہ کا چھوڑنا منظور نہو وہ زمانہ آیندہ مین
معاوضہ لی اور لونڈی وغلام کے بدلہ مین دوسرے لونڈی غلام
قبول کرے تو نتیجہ اس قصہ کا سوا اسکے کچھ نہین ہے کہ استرقاق
عمل مین آیا اور صحابہ کرام نے موافق اپنے اپنے حصہ کے لونڈی
اور غلام پایا بعدہ عتق بالمعاوضہ اور واسطے حصول ثواب کے
واقع ہوا ورنہ جسوقت قیدی آئے تھے وہ دوسرے مقام کو منتقل
نہ کیے جاتے نہ لونڈی غلام تقسیم ہوتے فوراً احسان رکھکر
چھوڑ دیے جاتے علاوہ اسکے حضرت صلعم نے جب ہوازن سے
یہ بھی فرمایا کہ چاہو مال غنیمت واپس کرلو چاہو اپنی نساء وصبیان
لے لو اگر چھوڑنا قیدیون کا ضروری ہوتا تو ایسا ارشاد ممکن نہ تھا
فرض کیجیے کہ ہوازن مال واپس لینے پر راضی ہوتے تو خواہ مخواہ
وہ لونڈی غلام تصرف مین ہر ایک صحابی کے بدستور رہتی کیونکہ

آیت مین وفد ایر عمل ممکن تھا یا صحابہ واپس دینے پر بعوض یا بلا عوض راضی نہوتے تو حضرت صلعم کیونکر آیت پر عمل فرماتے اور ہمکو نہایت افسوس ہے کہ مخاطب خوش فہم نے سیرت شامی کی روایت نقل کی ہے جسکو مہابھارت سمجھتے ہین اور پھر یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ ابن اسحاق نے افترا کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی نسبت بداخلاقی اور صفت بہیمیہ کا لفظ تحریر فرماتے ہین اور سب صحابۂ کرام سے سوءِ خاتمہ سے نہین ڈرتے اور خود ہی توافق روایات کا نہین کرتے نہ مطلب سمجھتے ہین بےباکانہ جو کچھ منہ سے نکلتا ہے کہتے چلے جاتے ہین حالانکہ تمام روایات کا خلاصہ اسقدر ہے کہ سبایا و اموال کو حضرت صلعم نے جعرانہ کو روانہ کیا اور مسعود ابن عمرو اس خدمت پر متعین ہوے اور وہ چھہ ہزار قیدی تھے طائف سے حضرت صلعم کے تشریف لانے تک جعرانہ مین رہے اون قیدیون مین عورتین اور بچے بھی تھے بعدہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر حضرت کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ہمارے اموال اور قیدی واپس عنایت ہون ہمپر مصیبت پڑ گئی ہے آپ احسان فرماوین خداتعالے آپ پر احسان کریگا حضرت نے فرمایا کہ دونون مین سے ایک کو اختیار کرلو خواہ اموال واپس لو خواہ عورتین اور بچے واپس لو اونہون نے دوسری بات منظور کی تب حضرت نے فرمایا کہ جو میرے اور بنی مطلب کے حصہ مین آئی ہین وہ مین نے عطا کین باقی جو مسلمانون کے حصہ مین ہین اون سے التجا کرو اور کہو کہ ہم خدا و رسول کو شفیع لائے ہین مین بھی سفارش تمہاری کرونگا چنانچہ اونہون نے ایسا ہی کیا تب مہاجرین اور اکثر صحابہ نے حضرت صلعم کی سفارش سے

اپنے حصہ کی لونڈی غلام چھوڑ دیے مگر بعض صحابہ نے انکار کیا
تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ اوسکو غنیمت آئندہ مین بدلہ اوسکا
عطا کیا جایگا اسپر سب راضی ہوگئے اور حضرت صلعم نے علی بن
ابی طالب رض کو ایک لونڈی دی تھی اور ایک لونڈی عثمان غنی رض کو بھی
عنایت فرمائی تھی اور ایک لونڈی فاروق اعظم رض کو ملی تھی جسکو وہ
ہبہ کر چکے تھے اپنے بیٹے عبد اللہ رض کو اور عبد اللہ رض کا ارادہ تھا کہ
بعد فراغ طواف کعبہ کے اوسکے ساتھ مباشرت کرینگے جب
اونہون نے وہ حال سب سبایا کا دیکھا تو اوسکو بھی چھوڑ دیا اور
ایک بوڑھی عورت عیینہ بن حصین کے پاس تھی اوسکو ہوازن کے
بڑے خاندان کی عورت سمجھ رکھا تھا اور خیال کرتے تھے کہ اوسکی
عوض بہت مال ملیگا وہ چھوڑنے پر راضی نہ تھے تب زہیر ابو صرد نے
اونسے کہا کہ وہ پاکیزہ دہن اور اوبھری ہوئی پستان والی اور جنی
کے لائق نہین ہے چنانچہ واپس کردی اور روایت بخاری کا خلاصہ
یہ ہے کہ حضرت عمر نے دو لونڈیان لی تھین اور مکہ کے بعض گھرون مین
رکھہ دی تھین جب سب قیدیون کو حضرت صلعم نے چھوڑ دیا تو فاروق
نے بھی اونکو چھوڑ دیا انتہی محصلا ہم کہتے ہین کہ روایات مذکورہ سے
جناب مخاطب کا مقصود حاصل نہین ہوتا کیونکہ جب من و فدا پر عمل
نہوا اور لونڈی غلام بناکر صحابہ کو تقسیم کیے گئے اور چھوڑنا بھی
صحابہ سے سفارش رسول کی درمیان مین لاکر بالیجا و بالسترضا
بلکہ بوعدہ معاوضہ ظہور مین آیا اور پھر بھی بعض صحابہ نے نہ مانا تب
زہیر ابو صرد کی وہ گفتگو پیش آئی جو حدیث مین مذکور ہے تو حضرت صلعم
کی سفارش سے یا واسطے استرضاے نبوی کے چھوڑ دینا عین عتاق تھا
جو بعد تحقق رقیت کے ہوتا ہے اگر من و فدا فرض ہوتا تو غلام اور

لونڈی بنانے سے پہلے ہی چھوڑ دیے جاتے اور اونپر احسان کیا جاتا
جناب مخاطب عتق کو من وفدا ٹھہراتے ہین تو اونکا مطلوب فوت ہوجاتا
ورنہ اداے فرائض وتعمیل امر خدا تعالے مین صحابہ کی رضا پر انحصار ہوتا
اور بالفرض من وفدا ہی سمجھ لو مگر قطعاً ثابت ہوجائیگا کہ حکم آیت کا واسطے
وجوب کے نہین ہے محض تخییری ہے اور آپنی ہی مستند لہ حدیث کی
بعض عبارتون کو مقبول اور بعض کو موضوع اور بے اصل قرار دینا عجیب
طریقہ جناب حالی کا ہے اس حساب سے تو جاہو جس حدیث کو اپنے
موافق کرلو زبان درازی اور اکابر دین کو گالیان دینا اور بات ہے
اور مطلب سمجھنا روایتون کا دوسری بات ہے آ در ابن علبہ کا یہ سوچنا
کہ بڑھیا عورت کے بدلہ مین بہت سا مال ملیگا ہر گز آپکا مفید نہین ہے
بلکہ وہ اوسکو بیچنا چاہتے ہونگے اور جانتے تھے کہ قوم ہوازن
مسلمان ہوگئے ہین اوسکی بڑی قیمت لگا کر خرید لینگے اگر فدا پر عمل
ضرور ہوتا تو جب رسول صلعم نے معاوضہ دینا فرمایا تھا فوراً تسلیم
کرلینا پڑتا واذ لیس فلیس اور سیرت شامی کی روایت پر جو حضور والا
طعن وتشنیع کر رہے ہین کیا وجہ ہے آیا کوئی راوی مجروح ہے
یا محض تحکم ہے اور اگر وہ کتاب تمام وکمال مفتریات سے بھری
ہوئی ہے تو پھر اوسی کی روایات کسواسطے سند مین پیش
کیجاتی ہین اوسکی بحث ہی دور کیجیے اور آپ نے یہ بات کس دلیل
سے ثابت کی ہے کہ رسول صلعم نے کسی صحابی کو لونڈی نہین دی تھی
بلکہ خود حضرت عمر نے گرفتار کر لی تھی اور حدیث بخاری کا حوالہ دینا
زیادہ تر خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے حدیث بخاری مین جو دو لونڈیون
کے گرفتار ہونے کا مذکور ہے اور وہ مکہ کے بعض گھرون مین رکھی
گئی تھین اوس سے یہ کیونکر لازم آیا کہ کوئی اور لونڈی حضرت صلعم نے

اونکو نہین دی تھی جسکا ذکر دوسری حدیث مین ہوا ہے جائز ہے
کہ وہ لونڈی علاوہ دو لونڈیون کے ہو اس صورت مین توافق تمام
روایات مین ہوتا ہے والاتفاق خیر من الاختلاف اور بالفرض دو
لونڈیان فاروق رضہ ہی نے گرفتار کی ہون اور اونمین سے
ایک لونڈی اپنے بیٹے عبد اللہ کو ہبہ کی تو بھی تعارض
روایات کا رفع ہو سکتا ہے یعنے ایک روایت مین راوی کو
عبد اللہ بن عمر کو ہبہ کرنا لونڈی کا بیان کرنا مقصود
تھا اوسیقدر ذکر کیا اور دوسری روایت کے راوی کو
اوس خاص واقعہ کا بیان کرنا منظور نہ تھا بلکہ دو لونڈیون
کے اسیر ہونے کا ذکر کرنا تھا تو عدم الذکر سے سلب الذکر کیونکر
سمجھا جائیگا اور جب لفظ اعطی کا روایت مین صاف موجود ہے تو
اوس سے عنایت کرنا لونڈی کا کیونکر قابل تسلیم نہوگا اس سے بہتر
لفظ کیا ہوتا ہے وہ آپ ارشاد فرماوین علاوہ اسکے آپ کی یہ تقریر
کہ دوسری لونڈی کا نسب راوی نے بیان نہین کیا عجیب خیال ہے
جسکا نسب معلوم نہوا مذکور نکیا یا مذکور کرنا فضول سمجھا یا تحقیق اوسکی
نسب کی اچھی طرح نہوئی ہوگی روایت سے نسب نامہ لونڈیون کا
ثابت کرنا ہمکو مقصود نہین ہے بلکہ وجود لونڈیون کا ثابت کرنا کافی ہے
قولہ اساری ثقیف کو بھی رسول صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا الخ **اقول**
حدیث صحیح مسلم کا خلاصہ اسیقدر ہے کہ اپنے قیدیون کے بدلے حضرت
صلعم نے قیدی ثقیف کا چھوڑ دیا اگر صاحب مرقاۃ کی یہ تقریر قبول
کر لیجیے کہ وہ امر خصوصیات سرور کائنات سے تھا تب تو کوئی بحث ہی
باقی نہین رہتی ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ معاوضہ مین قیدیون کا
چھوڑ دینا جائز ہے تو ہمارا کیا نقصان ہے بجملہ چند صورتون کے

ایک صورت پر عمل فرمایا ہوگا جس سے نفی ما عداکی لازم نہین آتی
اور ہمارے نزدیک ضرور نہین ہے کہ جب تک خاص آیت قرآن شریف
مین ہر حکم کے واسطے نازل نہو تب تک فعل رسول صلعم کا سنت اور
قابل حجت نہ ٹھہرے ہمارے واسطے وہی فعل کافی ہے قال اللہ لقد كان لكم
فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور جائز ہے کہ حضرت صلعم کو بذریعہ الہام یا وحی
غیر متلو کے اصل حال معلوم ہوگیا ہوگا اسپر بحث جناب کی فضول ہے
قولہ اساری بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہے الخ **اقول**
خدا جانے آپکا کیا حال ہے اور کیسا خیال ہے کچھ الفاظ حدیث پر بھی
نظر کیجاتی ہے یا نہین اے حضرت حدیث مین صاف لکھا ہے
فاغار علی اصاب منہم ناسا و سبی منہم نساء
انتہی اور دوسری روایت مین ہے و کانت فیہم منہم
سبیۃ عند عایشۃ فقال اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل الخ
ظاہر ہے کہ لونڈیاں بنائی گئین تھین اور لونڈی کو آزاد کرنا واسطے
پورا کرنے نذر کے خود دلیل استرقاق ہے کیونکہ عتق فرع ہی رقیت کی
اور بحث احادیث مین ہم اس حصہ کو لکھ چکے ہین اور سبی اور عتق
کے معنی مین جو جناب مخاطب تاویل کرکے قیاس فی اللغت روا رکھتے ہین
محض تحکم ہے ہم سبی کے معنے بعلم لغت سے ثابت کرتے ہین مجمع البحار
مین ہے فیہ ذکر السبی و ھو النہب و اخذ الناس عبید
و اماء والسبیۃ المراۃ المنہوبۃ وجمعہا السبایا بلفظ القضا فیہ
وفیہ فاصطفی علی سبیۃ ھی الامۃ اللتی سبیت والاصطفاء
الاختیار واراد بہ ما یاخذہ رئیس الجیش لنفسہ
اور نہایہ مین ہے فیہ السبی النہب واخذ الناس عبید او اماء
والسبیۃ المراۃ المنہوبۃ فعیلۃ بمعنی مفعولۃ جمعہا السبایا بلفظ

باقی رہا لفظ عتق کا وہ بمعنی ضد رقیت کے استعمال کیا جاتا ہے قال
صاحب المحکم العتق خلاف الرق کما فی تہذیب الاسماء وقال
جمال الدین فی کتابہ المثلث العتق بالکسر التخلص من العبودیۃ
وقال الازہری فی باب العتق من کتابہ شرح الفاظ مختصر المزنی
وانما قیل لمن اعتق نسمۃ اعتق رقبۃ وفک رقبۃ وخصت
الرقبۃ دون جمیع الاعضاء لان ملک السید لعبدہ کالحبل
فی رقبتہ وکالغل فاذا اعتق فکانہ فک من ذلک وذکر
ابو محمد بن قتیبۃ فی اول کتابہ غریب الحدیث مثلہ وقال
صاحب مطالع الانوار یقال عتق المملوک یعتق
اب مہربانی فرما کر حضور بھی اپنی تحقیق علم لغت مین دکھا کر معنے اختراعی
ثابت کر دیجیے ورنہ سکوت کیجیے اور اگر ہم یہ بھی تسلیم کر لین کہ مطلق چھوڑ
دینے کو کسی قیدی کی بھی عتق کہتے ہین تو بھی رقیت سے منافات
لازم نہین آتی باقی رہا قرینہ جسکی وجہ سے معنی خاص کا تعین کیا جاے
سو اوسکا بیان بخوبی موجود ہے یعنے بغیر استرقاق کے حضرت عائشہ
کے پاس رہنا لونڈی کا کیونکر ہو سکتا تھا اور جب ایک حدیث مفسر دوسری
حدیث کی ہوتی ہے تو دیگر روایات سے ہم ثابت کر چکے ہین کہ خود حضرت
صلعم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ لونڈی غلام خرید کر لو اور اپنی نذر
پوری کرو کما مر سابقاً اور مواہب لدنیہ مین قصہ نزول جس آیت کا
لکھا ہے اوس سے غایت مرتبہ اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ استرقاق
عمل مین آچکا تھا اوسکے بعد حضرت صلعم نے سبایا کو واپس کر دیا اور
عتق لونڈی غلامون کا فرمایا اور بعض سے فدیہ لیا چنانچہ زرقانی شرح
مواہب لدنیہ مین ہے والذی جزم ابن اسحاق بانہ اعتق بعضا
وفادی بعضا بلفظہ بالجملۃ الفاظ رد علیہم الاسری والسبی

سے اصلیت استرقاق کی معدوم نہین ہوتی ہے علاوہ اسکے
واپس دینا سبایا کا بھی بعد اختیار کرنے اسلام کے پایا جاتا ہے
چنانچہ شان نزول جو تفسیر معالم اور کتاب اسباب النزول مین ہے اوسکے
یہ الفاظ ہین ثم جاء شاعرھم من النبی صلعم فقال اشھد
ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسولہ فقال النبی صلعم لا یضرک
ما کان قبل ھذا ثم اعطاھم رسول اللہ صلعم وکساھم بلفظہ
اور زرقانی مین ہے ورد علیھم لفداء النصف والمن علی النصف کما روی
عن ابن عباس او من علی الکل تفضلا بعد اسلامھم ترغیبا لھم فیہ وان
قبل علی فداء النصف فھذا ھو الظاھر من من کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم کہتے ہین کہ اگر من و فدا ہی فرض ہوتا تو پہلے ہی چھوڑ دیے جاتے
حالانکہ بمجرد درخواست بنی تمیم کے چھوڑ دینا منظور نہین ہوا جیسا کہ روایت
بخاری سے ظاہر ہے غایت الامر روایات صحیحہ وغیر صحیحہ کے جمع کرنے سے
اسقدر نکلتا ہے کہ حضرت نے بعد گرفتاری انکے من و فدا پر عمل نہین کیا
الا بعد اختیار کرنے دین اسلام کے اور التجا بنی تمیم کے چھوڑ دیا مگر ساتھ
اسکے یہ بھی روایت بخاری و شرح قسطلانی سے ہم ثابت کر چکے ہین کہ
حضرت صلعم نے عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ بنی عنبر کی جو اولاد اسمعیل ہی ہین
لونڈی غلام خرید کرکے واسطے ایفاء نذر کے آزاد کردو چونکہ وہ معاملہ بعد
فتح مکہ کے ہے اور استرقاق کا حکم صاف و صریح موجود ہے تو عمل آنحضرت کا
چارون احکام مین سے کسی ایک یا دو حکم پر مستلزم سلب ماعدا کا نہین ہے
اور روایت کشف الغمہ کی جسکی تائید بخاری کی حدیث سے بھی ہوتی ہے
جناب مخاطب نے اپنے حق مین مضر سمجھ کر جو ناقابل اعتبار لکھی ہے یہ اونکا
تحکم ہے کوئی راوی اوسکا مجروح نہین ثابت کیا ہے اور زبان درازی تو
حضرت مخاطب کا وظیفہ ہے اوسکا جواب ہم کیا لکھین اور بحث جواز و عدم جواز

استرقاق اہل عرب مین جو مخاطب سنے فرمایا ہے کہ قوم عرب کا استرقاق
ناجائز تھا اگر ہم تسلیم بھی کرلین تو بعض قرابت داران رسول صلعم کے
باب مین بوجہ عظمت خاندان نبوی کے ہوگا مگر کلام حلت و حرمت استرقاق
مین ہے سو دونون حدیث مستدلہ مخاطب سے حلت بخوبی ثابت ہوگی
پھر یہ کہنا اونکا کہ محض رسم جاہلیت پر استرقاق مبنی تھا اور آن حضرت
صلعم کی اجازت سے مباشرت کیجاتی تھی اور اوسکا نام شہوت پرستی ہے
صاف باطل ہوگیا وہو المقصود **قولہ** غزوہ طائف مین عام منادی
کردی تھی الخ **اقول** عتق واقع ہونا مین استرقاق کو ثابت کرتا ہے
ورنہ بغیر ثبوت ملک کے عتق کیونکر متحقق ہوگا پس ذکر روایت مواہب لدنیہ کا
فضول ہے ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر الخ
ایسی عبارت ہے جس سے عبدیت اور بعدہ حریت پائی جاتی ہے
اسی کا نام رقیت اور عتق ہے کما لایخفی **قولہ** اون حدیثون کے
بیان مین جن سے لونڈی غلام بنانا آن حضرت صلعم کی طرف منسوب
کیا جاتا ہے الخ **اقول** فعل رسول صلعم کا احادیث صحیحہ سے ہم ثابت
کرچکے اور آیت من و فدا اوسکے وقت نزول اور مراد مین جو غلط فہمی
مخاطب کی ہے وہ بھی ثابت ہوچکی تو سنت رسول صلعم ہمارے واسطے
بیشک حجت قاطع ہے اور اوسی پر اجماع تمام امت کا بلا اختلاف ہے
قولہ روایت متعلق غزوہ بنی قریظہ مین لونڈی غلام بنایا جانا پایا جاتا ہے
مگر وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ خدا اور رسول کا **اقول** جب اوس
حکم کو خود رسول صلعم نے پسند کرکے اوسی پر عمل فرمایا اور اوسکو موافق
حکم خدا تعالے کے بتایا تو آپ کے اوپر کا بخوبی استیصال ہوگیا
اور اس حدیث کی بحث مکرر ہم لکھہ چکے اور فعل رسول کو رسم جاہلیت
اور شنیع و قبیح ٹھہرانا مخاطب کا ایسا امر ہے کہ روز جزا اوسکا حال معلوم

ہوجائیگا **قولہ** روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ یہ واقعہ قبل فتح مکہ کا ہے
اقول الحمد للہ کہ اس حدیث صحیح مسلم سے جائز رکھنا استرقاق کا
ثابت ہوا اور کچھ تاویل علیل بھی نہ بن پڑی اور قبل فتح مکہ کے ہونا اوسکا
جو بیان کیا ہے اوس سے ہمارا کیا نقصان ہے دوام کا ثبوت قطعی
ہمارے ہاتھ آیا اول استرقاق سنت رسول تھا نہ رسم جاہلیت و فعل
شنیع ورنہ شارع علیہ السلام کیون روادار ہوتے دوم آیت منّ و فدا قبل فتح مکہ کے
نازل ہوئی تھی ورنہ خدا کا ظہور مین آنا اس آیت کی موافق تھا اور جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ غزوہ بدر
مین اخذ فدا پر عتاب نازل ہوچکا تھا تو توریت و انجیل خواہ رسوم جاہلیت کے موافق تھی
وہ عمل نہو گا کیونکہ نزول عتاب کا رسم سابق کو رفع کر چکا تھا **قولہ** روایات غزوہ بنی المصطلق
جو کچھ اس غزوہ مین ہوا آیت منّ و فدا سے منسوخ ہی الخ **اقول** حلت استرقاق کی سنت
رسول صلعم سے تسلیم کرنی پڑی اور رسم جاہلیت کا تذکرہ جاہلیت کی رسم
قرار پائی والحمد للہ علی ذلک بعد ازآن آیت منّ و فدا کا بعد اس غزوہ کے
نازل ہونا محض بے ثبوت ہے اور خیال فاسد کا جواب دینا فضول ہے
قولہ ذکر آن حضرت صلعم کی سراری کا الخ **اقول** حاصل تقریر جناب
مخاطب کا یہ ہے کہ ماریہ قبطیہ اگرچہ تصرف مین رسول صلعم کے تھین
مگر اوسکی حلت نازل نہین ہوئی تھی مجھکو کمال حیرت ہے کہ دین و ایمان
مخاطب کا کیونکر روادار ہوا ہے کہ قبل نزول آیت انا احللنا لک الخ
سے حضرت صلعم کو مرتکب فعل شنیع و شرک و کفر و شہوت پرستی کا موافق
تمہید اسی آرٹکل کے قرار دیتے ہین اور پھر مسلمان ہونیکا بھی دعوے
چلا جاتا ہے اور کیا غضب ہے کہ سنت فعلی کو محتاج نزول آیت
خاص کا ٹھہراتے ہین اگر یہی قاعدہ ہے کہ جو فعل اور قول رسول صلعم کا
موجب اوسکے باب مین آیت خاص نازل نہو قابل اعتماد نہ ٹھہرے
تو سنت نبوی کوئی چیز نرہیگی کیا آن حضرت صلعم نہین جانتے تھے

کہ تصرف مین لانا ماریہ قبطیہ کا معاذ اللہ ابھی حلال نہین ہوا ہے اور
فعل شنیع اور کفر و شرک ہے اور محض رسم جاہلیت ہے جو خدا کی
مرضی کی خلاف ہے اور خلاف نیچر ہے اور ہر انسان حریت پر مخلوق ہے اور عبدیت
اوسکی نقیض ہے اور ظلم اور شہوت پرستی کا کام انبیا کو نکرنا چاہیے اور
جب تک خدا کا حکم نہ آوے ماریہ کے ساتھ صحبت کرنی نہ چاہیے بلکہ
فوراً چھوڑ دینا واجب ہے جب اصل رقیت ہی قبیح ہے تو کسی کے
تحفہ مین بھیجدینے سے کوئی کسیکا لونڈی غلام کیونکر ہوگا یہ سب کچھ حضرت
رسالت صلعم تو نہ سمجھے مگر جناب نیچر آب سمجھ بوجھکر اپنا ایمان اور اپنی
عاقبت درست کر رہے ہین ہمکو نقل کفریات سے بھی لرزہ آتا ہے
اور بمجبوری نتائج اوہام مخاطب کا فاش کرنا پڑتا ہے اے حضرت
مخاطب یہ وہ ماریہ قبطیہ ہین جنکے ساتھ مباشرت نکرنے کا حضرت صلعم نے
ایکبار ارادہ کر لیا تھا تاکہ بعض ازواج طاہرات کی خوشی ہو اور ملال
رفع ہو جاوے اوسپر وہ آیت نازل ہوئی یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ
لک الخ آیت انا احللنا لک الخ کی مراد ہم بحث آیات مین لکھ چکے ہین
اوسکی غرض اسیقدر ہے کہ حلال رکھین ازواج اور ملک یمین اور وہ
عورتین جو آیندہ مذکور ہوتی ہین یہ مراد نہین ہے کہ آج تک تمہاری
ازواج اور لونڈیان جو تصرف مین آتی رہی ہین حرام تھین اور تم
معاذ اللہ رسم جاہلیت کے مطابق حرکت بہیمیہ و فعل شنیعہ مین گرفتار تھے
اور ہم بھی سکوت کر رہے تھے مگر آج اوس فعل قبیح کو بھی حلال کر دیا
اور ازواج کا بھی نکاح منظور کر لیا گیا ایسے معنے جناب مخاطب ہی قبول
کرینگے نہ کوئی مسلمان ذی علم ذی شعور قطع نظر اسکے جب یہ بھی حکم
نازل تھا کہ قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم
اور اسکی سوا آیات کثیرہ نازل ہو چکی تھین اور سنت رسول صلعم بھی موجود تھی تو اب کیا ضرور تھی

واسطے بھی حلت مین کیا کلام تھا خصوصیات آن حضرت صلعم کے ذکر سے حضور والا کو کیا فائدہ ہے **قولہ** ریحانہ کا یہ حال ہے کہ قبل آیت حسن وغیرہ اسیر یا ے بنی قریظہ مین سے تھی مورخین نے اپنی طبیعتی قیاس کرکے وطیہا بملک الیمین لکھ دیا ہے انتہی محصلا **اقول** ہمارے اکابر دین مورخین معتمدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کیون بد طینت ٹھہرائے جاتے ہین ہان یہ قصور ہے کہ انکی روایات آپ کے خلاف ہین نہ تو تاویل بن پڑتی ہے نہ بدعات محدثات کو کسیطرح تائید ملتی ہے جل جل کر اور کھسیا کھسیا کر گالیان دینے لگے ہین مگر جب رسول صلعم اور صحابہ کو بلکہ خدا تعالے کو آپ کی زبان سے نجات نہین ہے تو مورخین کس حساب مین ہین بہر کیف جب استرقاق ثابت ہوا تو اپنے واسطے اختیار کرنا ریحانہ کا اور وطیہا بملک الیمین کا صحیح ہونا کیا مضائقہ ہے باقی رہا یہ احتمال جناب مخاطب کا کہ ریحانہ پہلے سے حضرت صلعم کے تصرف مین ہوتین تو اون سے درخواست نکاح کی نکرتے خاکسار عرض کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اگر امہات المومنین بنانے کا قصد فرمایا تو یہ ارادہ کیونکر محل اعتراض ہو سکتا ہے اور انکار کرنا ریحانہ کا اسوجہ سے تھا کہ ازواج کی باب مین جو احکام شرعیہ ہین اونکے مقابلہ مین احکام لونڈیون کی تخفیف کے ساتھ ہین اور ازواج کو مدت العمر نکاح ثانی کا امتناع تھا اور لونڈیان بجرد آزاد ہونے کے مجاز ہو سکتی تھین اور ازواج مطہرات کو حکم تھا کہ فقر و فاقہ و تکالیف دنیوی پر صبر کرین مگر ریحانہ نے اپنی طبیعت اوسقدر صبر و تحمل کی استعداد نہ دیکھی ہوگی لہذا لونڈیون مین حضرت صلعم کے رہنا پسند کیا یہ امر اختیاری تھا اور مشہور ہے ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند قطع نظر اسکے جب بعض روایات مین یہ بھی آیا ہے کہ حضرت نے اونکو آزاد کرکے نکاح کر لیا تھا تو کوئی اعتراض باقی نہین رہتا ہے

اور اصل رقیت کی ثبوت مین دونون روایات سے کلام کی حاجت
نرہی اور دونون روایات مین توافق بھی ممکن ہے یعنے جائز ہی
کہ اول ریحانہ نے مناکحت سے انکار کیا ہو اور راوی کو اوسیقدر کا
بیان منظور تھا مگر بعد انکار کے اجر عظیم عقبے پر افہام و تفہیم سے قناعت
کر کے راضی ہوئی ہونگی دوسری روایت مین آخر مین جو کچہ ہوا
اوسکو ذکر کیا کچہ منافات لازم نہین آتی ہے **قولہ** واہ کیا تقدین
رسول کے ہین کہ جو برائیان اونمین ہین وہ سب پیغمبر کی نسبت بہی
قیاس کرتے ہین اور جب ہم ان سے مخالفت کرتے ہین تو ہمارے
زمانہ کے لنبی ڈاڑہی اونچے پاجامہ والے ہمکو غیر مقلد ایمہ اربعہ اور
کافر ملحد بتاتے ہین **اقول** اگر یہ تقلید ستر لاکہ ہم ان ملحدین کی کرین تو دو
کے حلال چیزین آپکو حرام معلوم ہون اور احکام خدا اور رسول بُرے
سمجہ مین آوین تو آج استرقاق مین بحث ہو رہی ہے کلہ کو حکم ہوگا
کہ ۳۰ دن کا روزہ خصوصاً موسم گرما مین خلاف عقل و مخالف نیچر ہے
اور قوتون کو ضعیف کرتا ہے طبیعت کو شگفتگی سے منع کرتا ہے
فلاسفہ جدیدہ اوسپر ہنستے ہین وہ حرام ہے اور سنت رسول صلعم کا
ثبوت نہین جسقدر احادیث ہین سب کی راوی مفتری اور کذاب تھے
اور قرآن کے معنے تمثیلی زبان سمجہ کر جو چاہو اختیار کرو اب جو لوگ
روزہ رکھنا رسول صلعم کی طرف منسوب کرتے ہین وہ کذاو کذا ہین
اور نیچی ڈاڑہی علماء اسلام کے موافق حدیث و اعفوا اللحی کے ہے
نہ واسطے چھپانے کسی نوبنی کے ہے جو اونکے گلے مین ہو اور اونچا
پاجامہ بھی موافق حدیث صحیح کے ہے **قولہ** بتیرے بے نام حرم
جنکی نسبت لکہا ہے کہ وہبت زینب بنت جحش اسکا کچہ پتا نہین ہے
اقول اگر راوی نام نہ بیان کرے تو وجود ہی معدوم ہو جائے

کیا عمدہ فہم شریف ہے قطع نظر اسکے یہ بھی غلط ہے کہ کسی نے اوسکا
نام بیان نہین کیا ہے زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ مین اصابہ سے
نام اوسکا نفیسہ جاری کیا ہے حیث قال قال فی النور لا اعرف اسمہا فیہ
تقصیر ففی الاصابۃ نفیسۃ جاریۃ زینب بنت جحش وھبتہا
للنبی صلعم لما رضی علیہا بعد الہجر سماہا احمد بن یوسف فی
کتاب اخبار النساء انتہی بلفظہ اور جوتھی لونڈی کا بھی زرقانی نے نام لکھا ہے
قال ابو عبیدۃ وکانت جمیلۃ بلفظہ اور بالفرض یہ نام بطور وصف کے
رکھے گئے ہون یا نقل مین آئے ہون تو بھی چار لونڈیون کا موجود ہونا
کافی ہے بحث علت استرقاق وثبوت عمل رسول صلعم مین جاری ہے
نہ رسم نویسی مین لونڈیون کے **قولہ** ہمنے اس بات کا کھوج لگایا الخ
اقول خاک بھی کھوج نہ لگا وہ قصہ ہی علیحدہ ہے جسکا ذکر حدیث مین
ہے بحث اوسکی ہم لکھ چکے مگر یہ چار لونڈیان علاوہ اوسکے ہین
قولہ ذکر آن حضرت صلعم کے بعض ازواج مطہرات کا حضرت
جویریہ بنت الحارث الخ **اقول** جناب مخاطب نے پہلے تو یہ جرات
کی کہ حدیث صحیح مسلم مین تھا فاخبر فاطمۃ فجاءت فہی جویریۃ یعنی
خبر دی فاطمہ زہرا علیہا السلام کو وہ تشریف لائین حالانکہ عمر اونکی تھوڑی
تھی صغیر سن تھین اس حدیث کے الفاظ کو جناب مخاطب نے
یون بدل دیا فاخبر فاطمۃ فجاءت ھی وجویریۃ اور اوسکے معنے یہ ٹھہرائے
کہ فاطمہ اور جویریہ آئین اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جویریہ تو قبل ہجرت
مکہ مین موجود تھین پھر لونڈیون مین کیونکر آئی ہونگی بعد طبع ہونے
تقریر جناب عالی کے خاکسار نے مطالعہ کیا صحت نقل کا اور مین نے
ایک خط مین لکھ بھیجا کہ اصل حدیث کے الفاظ یون نہین ہین جو تائید الاسلام
مین مذکور ہین بلکہ صحیح الفاظ یون ہین اور یہ معنی ہین اور بنارس مین نے

زبانی بھی عرض کیا گیا تب حضرت مخاطب نے سوچا کہ تاویل کرنی ضرور ہے ورنہ الزام تحریف فی الحدیث کا لاجواب ہو جاویگا مجبور ہو کر دوسرے پرچہ تہذیب الاخلاق مین یہ لکھا کہ ایک بڑی غلطی ہمسے ہو گئی ہے یعنے ایک حدیث صحیح مسلم کی نسبت حضرت جویریہ کے نقل کی ہے افسوس ہے کہ جس کتاب سے ہمنے اوس حدیث کو نقل کیا اوسمین غلطی تھی یعنے بجاے اس لفظ کہ فاخبر فاطمۃ فجاءت فھی جویریۃ یہ غلط لفظ لکھی فاخبر فاطمہ فجاءت فھی جویریۃ افسوس ہے کہ ہمنے اپنی جہالت سے اوسی غلط عبارت کی پیروی کی اوسیکو نقل کیا اوسیکو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا اقرار کرتے ہین اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے امید کرتے ہین کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال ۱۲۹۰ ہجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچوین سطر کی لفظ ہو سکتا ہی تک اور سولھوین سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہے اوسکو کاٹ دین اب ہم اپنے شفیق مولوی علی بخش خان صاحب سبارڈنٹ جج گورکھپور کا شکر ادا کرتے ہین جنکے فرمانے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوے راقم سید احمد انتہی بلفظہ اقول آپ نے دو عذر پیش کیے ہین ایک غلط ہونا نسخہ صحیح مسلم کا دوسرے اپنی جہالت عذر اول کو مین تسلیم نہین کر سکتا کیونکہ جب تحقیق و تدقیق کا دعوے ہے اور تمام متقدمین و متاخرین کی کتب پر بحث کرنیکا حوصلہ ہے تو چھاپہ کی صحیح مسلم مع شرح جو ہر شہر مین ملتی ہے میسر نہ آنی خلاف قیاس ہے علاوہ اسکے صحیح نسائی تو آپ کے پاس غلط نہو گی جسمین لفظ جاریۃ کا موجود تھا اوسکو دیکھکر اوسکی تصغیر جویریہ سمجھ مین آ سکتی تھی اور قسطلانی جو پیش نظر تھی اوسمین بھی حدیث صحیح مسلم کا حوالہ تھا

اور قصہ لونڈی ہونے جویریہ کا بہت کتابون مین موجود تھا اور
مین نے جب وہ نسخہ وقت ملاقات کے مانگا جسمین ہی وجویریہ
لکھا ہو تو ارشاد ہوا کہ انتخاب کے وقت غلطی ہوئی وہ نسخہ غلط بھی
نہ دکھایا گیا اور بسم اللہ اگر موجود ہے تو اب دکھائیے مگر عذر ثانی گو
فی الواقع صحیح ہو الا آئندہ و تحریف ثانی دوسری روایت مین دیکھکر
عمدًا تحریف کی عادت ثابت ہوتی ہے یعنے آپ نے لکھا ہے
کہ استیعاب کی روایت مین ہے سحر رسول اللہ صلعم اور اوسکے ترجمہ
مین بھی جادو کا لفظ تحریر فرمایا اور صحابہ کرام کے نزدیک جادو کر ہونا
رسول صلعم کا ٹھہرایا مگر کسی روایت مین سحر رسول صلعم کا لفظ نہین ہے
یہ حضور والا نے اپنے جی سے جوڑ کر افترا کیا ہے اور باوجود اپنی
اسقدر تحریف کے رواۃ حدیث کو گالیان سناتے ہین حالانکہ
روایات مین صاھر اور اصھار کا لفظ ہے جسکی یہ مراد ہے
کہ خویشی و دامادی اختیار کی رسول صلعم نے لہذا اوسکے عظمت
حضرت جویریہ کے اونکے عزیز و قرابت دار لونڈی غلامون کو صحابہ
نے آزاد کر دیا اور اصھار رسول اللہ صلعم سے بھی وہی مراد ہے
کہ یہ لوگ ہماری طرف والے ہو گئے ہین اسواسطے آزاد کر دیا غضب
خدا کا ہے کہ جناب مخاطب نے ص کو س اور ہ کو ح بنا دیا
اور جادوگری کا اتہام لگا دیا ایک قصہ مین حضرت جویریہ کی
دو حدیثین نقل کین دونون مین تحریف کی اب غور کرنا لازم ہے
کہ جہالت کا عذر بھی ہم تسلیم کر لین ہمارے نزدیک یحرفون الکلم
عن مواضعہ ہمارے وقت آیا ہے اور خیر جہالت ہی کا عذر صحیح ہو
اگر جبیہ الفاظ حدیث کے بھی صحیح نہ معلوم ہون تو قرآن کے
معنی تصنیف کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اب انصاف کرنا چاہیے

کہ اپنی غلط فہمی سے جو الفاظ حدیث کو صحیح نہ کیا اور راویان احادیث
کو گمان باطل پر گالیان دے چکے اوسکا اعادہ کسطرح ہوگا اور
وہ سب وشتم کدھر جایگا اور قیامت کے روز کیا جواب دیا جاے گا
اب ہم عبارت بھی بعض کتب کی نقل کرتے ہین جنمین صہر واصہار
موجود ہے زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ مین لکھا ہے وقالوا
هم اصهار و بالنصب بتقدیر ارسلوا او اعتقوا اصهار رسول الله صلعم
بلفظہ اور الدرۃ المضیۃ والعروس المرضیۃ والشجرۃ
المحمدیۃ مطبوعہ مصر صفحہ ہشتم مین یہ عبارت ہے وقالوا قد صاهر
الیهم النبی علیه السلام الخ بلفظہ غرض کہ کسی کتاب مین اصہار
اور کسی مین صہر موجود ہے نقل کرنا تمام روایات وعبارات کا فضول ہے
اب مہربانی کرکے استیعاب مین جناب والا وہ الفاظ دکھاوین
جو نقل کئے ہین اور اگر کوئی نسخہ غلط یا محرف پاس رکھہ چھوڑا ہے
تو سیاق وسباق قصہ پر بھی غور کرین اور یہ بھی لحاظ فرماوین کہ
وہ قصہ دیگر کتب مین کس لفظ کے ساتھ ہے اور اسطرح تصحیح
نسخہ کی ہوسکتی ہے اور ایا لفظ سحر کا نہ تو صحابہ کے کمال ادب
وایمان ویقین کے موافق ہے نہ رسول صلعم کی شان پر صادق ہے
نہ حضرت جویریہ سے سحر کا تعلق ہے یہ ڈھکوسلا حضور کی ایجاد ہے
اور سارا اعتماد نقل روایات کا جاتا رہا چونکہ قصہ جویریہ مین اب
کوئی خدشہ باقی نرہا اور اوسکا لونڈیون مین آنا اور پھر نکاح ہونا ثابت
ہے تو اس سے زیادہ کیا حلت استرقاق کے واسطے حجت قطعی
سنت نبوی سے مطلوب ہے اور آیت من وفدا کا ہزار بار جواب
ہم دے چکے آپکا دعوے اتبک ثابت نہین ہوا ہے پھیر
تقدیم وتاخیر کی بحث کیا ہے فائدہ حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ

رسول صلعم کا یہ گمان کرنا کہ جویریہ کو آن حضرت صلعم پسند کر کے
اپنے واسطے اختیار کرینگے کسی طرح محل طنز و تعریض مخاطب کا نہین ہے
اور محض بیباکی پر مبنی ہے کیونکہ وجہ حلال سے کسی عورت حسینہ
وجمیلہ کا اختیار کرنا بطور زوجیت خواہ ملک یمین سے حضرت صلعم
کے واسطے مورد طعن نہین ہو سکتا اور محبوبۂ رسول صلعم کو غیرت کا
خیال آجانا جو ازواج کو نئی بی بی کے ازدواج مین آنے سے ہوتی ہے
کچھ خلاف قیاس یا قبیح شرعی نہین ہے پس تمام بحث مخاطب کی بیکار ہے
قولہ حضرت صفیہ بنت حی الخ **اقول** احادیث صحاح ستہ سے ہم
ثابت کر چکے کہ صفیہ لونڈیون مین آئی تھین اور حضرت صلعم نے
اونکو لیکر آزاد کر دیا بعدہ نکاح کیا اور وہی آزادی مہر اونکا قرار پایا
نفس رقیت صفیہ مین کوئی روایت مختلف نہین ہے اگر کسیقدر
اختلاف ہے تو پورے قصہ کے بیان مین ہے وہ بھی اس وجہ سے
کہ کسی روایت مین کم کسی مین اوس سے زیادہ کسی مین تمام وکمال
قصہ مذکور ہوا ہے اور اوس سے سلب رقیت کا لازم نہین آتا اور
جب حدیث مین یہ بھی مذکور ہے کہ صحابہ منتظر تھے کہ حضرت صلعم
صفیہ کو امہات المومنین مین شامل کرتے ہین یا ملک یمین رکھتے ہین
تو رقیت مین کچھ کلام نہین اور حدیث بھی باب اتخاذ السراری مین
لکھی ہے اور دوسری حدیث بخاری مین یہ لفظ صاف ہے
کان فی السبی صفیۃ الخ اور قسطلانی نے توافق بھی احادیث مین کر دیا ہے
مین شارح [illegible] اور عبارت مواہب لدنیہ اور سیرت ہشامی مین
مین توافق ہو سکتا ہے یعنے دحیہ کلبی کے پاس جانا صفیہ کا منافی
رقیت کا نہین ہے اور دحیہ سے لے لینا آنحضرت صلعم کا بھی
سبایا اور ملک یمین کی تعریف سے خارج نہین کرتا ہے اور اونس

ابن مالک نے صرف قصہ ولیمہ کا ایک مرتبہ بیان کیا دوسری بار
کچھ زیادہ حال روایت کیا تو کچھ اختلاف نہیں ہے جب مخالف اقوال
موجود نہیں ہیں تو پھر کیا اعتراض ہے الحاصل کسی روایت میں
تفصیل ہے کسی میں اجمال ہے اور اسیقدر پر قناعت کی ہے
کہ صفیہ لونڈیوں میں آئی تھیں حضرت صلعم نے اپنے واسطے
اختیار کر لیا باقی رہا توافق دو روایت میں یعنے ایک میں ہے
کہ حضرت صلعم نے وحیہ کو معاوضہ میں دوسری لونڈی دی دوسری میں
ہے کہ مال دیا ہم کہتے ہیں کہ مال بھی دیا اور لونڈی بھی دی تو توافق موجود
ہے اور مخاطب نے جو ایک حدیث بخاری کی اور دو روایت سیرت
کی نقل کر کے اختلاف ڈالنا چاہا ہے ہرگز اختلاف نہیں ہے
کیونکہ حضرت صفیہ رض غنیمت میں بھی آئیں اور جس صحابی کے حصہ
میں تقسیماً یا عطاءً پہونچیں اوس سے خرید بھی لی گئیں اور حضرت نے
اپنے واسطے اختیار بھی کر لیا اور آزاد کر کے نکاح بھی فرمایا اور
اب سوائے اوسی مصادرہ علے المطلوب آیت من وفداہ کے
کچھ جناب عالی کے پاس باقی نہ رہا اور تمام رسالہ ختم ہو گیا صرف
خاتمہ میں کچھ تقریر باقی ہے اوسکا بھی خاتمہ ہوا جاتا ہے **قولہ**
خاتمہ بعض شبہات کے جواب میں الخ **اقول** جب کہ ہم ثابت
کر چکے کہ تمام زمانہ خلافت راشدہ میں اور آج تک ہر زمانہ میں
اجماع امت حلت استرقاق پر چلا آتا ہے اور خود خلفاء راشدین
کی وہ سنت ہے اور بفحواے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
اور دیگر احادیث کے وہ ہمارے واسطے حجت ہے تو معصوم ہونا
ہر ایک صحابی کا ضرور نہیں ہے بلکہ اجماع امت خطا سے محفوظ ہے
بحث احادیث میں جاری ہی اور حلال سمجھا جانا استرقاق کا ہم لکھ چکے

اور کتب سیرت کو مہا بھارت اور الف لیلہ بھی آپ کہہ رہے ہین
اور پھر اوسی کی روایات کو احادیث صحاح سے معارضہ کر کے
ابطال قصہ معراج اور حلت استرقاق کا بھی کیا چاہتے ہین
عجب واہیات خیالات جم گئے ہین نہ کوئی حدیث صحیح محققین
نہ کسیکا قول معتبر ہے نہ قرآن شریف کے معنے برعایت علم ادب
و معنی بیان و اصول علم تفسیر و احادیث نبوی کے بیان کرنے
ضروری سمجھتے ہین جو کچہ منہ مین آوے اور اپنی ملت نیچریہ کی
تائید ہو سکتی وہی قرآن کے معنی ہین پھر اصرار کی یہ کیفیت ہے
کہ ہزار طرح سمجھاو کبھی نہ مانین اور استعداد شریفہ کا وہ حال ہے
جو ہر مقام مین ظاہر ہوتا چلا جاتا ہے مجبور ہو کر جہالت کا عذر
پیش کر کے نجات چاہتے ہین اعتماد کا وہ حال ہے کہ بے تکلف
تحریف کر دیتے ہین جب کتاب و سنت کی خرابی لگا چکے تو اب
اجماع کے انکار پر مستعد ہوئے اور یہ بھی عجیب استدلال ہے
کہ اجماع ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا پہلا اختلاف کرنیوالا
مین ہون اے حضور یہ مطلب کسی کتاب علم اصول کا نہین ہے
کہ بامید اتفاق آئندہ کے خرق اجماع کر کے صحت اجماع سے
انکار کیا جاوے اور سواد اعظم کو ترک کر کے شذوذ اختیار
فرمایا جاوے بھلا یہ تو فرمائیے آئندہ زمانہ مین آپ کے ساتہ
اتفاق کرنا تمام امت کا یا علماء کا رجماً بالغیب کون مانتا ہے
اور اس پیشین گوئی کو کون سچ جانتا ہے فی زماننا کوئی بھی
آپ کے ساتہ اتفاق نہین رکھتا ہے اور تمام محدثات و بدعات
سے پرہیز کرتے ہین اور آپ کی جہالت و نادانی کا لفظ لکھتے
افسوس کرتے ہین الحمد للہ کہ تمام رسالہ تبصرۃ الاسلام کا جواب اجمالی

ختم ہوا اب حضور والا کی ایک تقریر معقولی منطقی باقی رہ گئی ہے
لیکے حریت اور عبدیت نقیضین ہین اور نیچر انسان کا حریت
پر ہے اوسکے ساتھ عبدیت جمع نہین ہوسکتی لہذا چونکہ عبدیت
خلاف نیچر ہے تو روا رکھنا خدا کا اسے ممکن نہین ہے اور اگر نیچر
کے خلاف کوئی بات کسی مذہب مین ہو تو وہ مذہب باطل ہے
اقول ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ جسوقت مین رقیت ہوتی ہے
اوسوقت حریت بھی باقی رہتی ہے جائز ہے کہ ایک وقت مین
کوئی انسان حر ہو اور دوسرے وقت مین عبد ہوجاوے تو
نقیضین کا اجتماع یا ارتفاع بحث طلب نرہا اور حریت ذاتی انسان
کی نہین ہے نہ عرض لازم ہے کیونکہ اگر کوئی شخص عمر بھر عبدیت
مین رہے تب بھی انسانیت اوس سے سلب نہین ہوتی ہے
بلکہ مثلاً اگر کوئی شخص عمر بھر حبس دوام مین رہے اور مجبور
کرکے اوسکو قید مین رکھا جاوے تب بھی انسانیت باقی
رہتی ہے لامحالہ حریت و عبدیت نام ہے ایک ایک قسم کی
صفت کا جو نسبت مقرر کردینے شارع کی انسان مین پائی جاتی ہے
عبدیت بہ تعمیل حکم شرعی ہوتی ہے کچھ لوازم ذاتی انسان سے
حریت یا عبدیت نہین ہے پس خود ہی جناب مخاطب کا منطقی
طریقہ پر معترض ہونا اور خود ہی اوسکا مرتکب ہونا اور وہ بھی
صحیح نہ نکلا قابل تماشاے اہل نظر ہے اب اخیر مبحث مین وہ
استبعاد عقلی جناب مخاطب کا بیان کرکے ہم جواب دیتے ہین
جسمین اونکو بچون کا اونکی ماں سے جدا ہونا اور لونڈی غلام
بنایا جانا خلاف قانون فطرت معلوم ہوتا ہے ہم کہتے ہین کہ
تمام انبیا کے وقت مین یہی دستور رہا ہے کہ پہلے معجزات

تفہیمات سے منکرین انبیا کو سمجھایا جاتا ہے جب کسیطرح نہین مانتے تو اونپر عذاب نازل ہوتا رہا ہے ایسا عذاب کہ زن و مرد و اطفال بھی محفوظ نہین رہتے تھے بلکہ اونکے جانور بھی مرجاتے تھے تو چونکہ ہمارے جناب مخاطب ہمدردی کفار پر آہ سرد بھرتے ہین دیکھا چاہیے کہ معذبین امم سابقہ پر کیسا نوحہ وزاری کرینگے اور کیا کیا مرثیہ اونکا پڑھین گے اور مقتولین عہد داؤد علیہ السلام و موسے علیہ السلام کا تو یقین ہے حشر تک داغ دل پر سے نہ جایگا اور توریت کے احکام سخت دیکھکر بے اختیار رونا آئیگا جنمین جانور اور عورتون کے بھی قتل کا حکم ہے بہرحال جو کچھ عذاب امم سابقہ پر انکار نبوت کے سبب سے ہوا ہے اوسکا عشر عشیر بھی ہمارے دین اسلام مین نہین ہوا عورتون اور بچون اور بوڑھے آدمیون کے قتل کا حکم نہین ہے الا بضرورت شاقہ اور جزیہ لینا بھی جائز ہے اور احسان کرکے چھوڑ دینا بھی درست ہے اور مثلہ بنانا کسی مقتول کا جائز نہین ہے اور مجرد اسلام لانے کے امان محض ہے اور عہد و پیمان کرکے نہ توڑنا شعار کام اہل اسلام کا ہے اور پہلے دعوت اسلام کرنا معتبر ہے اور آزاد کرنیکا لونڈی غلام کے بڑا ثواب ہے اور لونڈی غلامون کی خبرگیری نان و نفقہ و مایحتاج کی بکمال تاکید ہے اور بھائی بھائی کا سا برتاؤ رکھنا عبد اور مولی مین سکھایا گیا ہے احادیث صحیحہ اس امر کی تصدیق مین موجود ہین اور تکلیف کے ساتھ خدمت لینی بھی منع کی گئی ہے اور اکثر غلام امام ہین فن حدیث و تفسیر و فقہ کے پھر اونکو مدرسہ بے ایمانی کا تعلیم یافتہ کہنا کذب صریح کا ارتکاب ہے اسماء الرجال کے کتب کو ملاحظہ کیجیے کسقدر غلام امام علوم دینی کے ہین اور ائمہ اہل بیت کی

انساب مین دیکھیے کہ لونڈیون سے کیسے کیسے مقبولین بارگاہ
ایزدی پیدا ہوے ہین اور کیا کیا شرف لونڈیون کو دنیا و عقبے
مین حاصل ہوا ہے لونڈی کسرے کی آتش پرست مادر ائمہ اہل بیت
رسالت ہوجاتی ہے اور جویریہ و صفیہ ام المومنین کا مرتبہ پاتی ہین
اور ماریہ قبطیہ کی شان مین اور حضرت بلال کی مدح مین آیت
قرآنی نازل ہوتی ہے اور خود غلامون کا یہ حال تھا کہ بدولت
شرف اسلام کے عمر بھر شکر گذار تھے اور غزوات مین جان نثاری
کیسے کیسے افتخار تھے اور قاسم و ابراہیم کے فرزند تھے اور حضرت
رسول صلعم کے جد امجد کے لخت جگر تھے اور محمد بن حنفیہ کے بطن
پیدا ہوے ہین وغیر ذلک من الاکابر اور جب تمام خیالات جناب کا
استیصال ہوگیا تو اب شروع تبریۃ الاسلام کو جو رسول مقبول صلعم
اور صحابہ کرام کو گالیان سناتی ہین اور تمام انبیاے سابقین ع
اوس سے نجات نہین ملی ہے کیا اہل یورپ جو بھیل کے معتقد ہین
خوش ہو سکتے ہین یا مذہب اسلام مین جو استرقاق تھا جسکے
انسداد کی گورنمنٹ کو کوشش ہے یا گورنمنٹ کا یہ حکم ہے کہ جو بات
قانوناً جاری ہو اوسکو خواہ مخواہ جھوٹ موٹ کی تاویلین کر کے
مذہب اسلام سے مطابق کردو حاشا وکلا اب ہم جو [illegible]
جواب دیتے ہین کہ آیت قرآنی مین جو ترتیب نطفہ سے بچہ تک
مذکور ہے کسی کتاب تشریح جدید کے خلاف نہین ہے بعد
نطفہ کا منعقد ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے بعد وہ [illegible]
ہوجاتا ہے جسکو جما ہوا خون کہہ سکتے ہین پھر وہ ایک ایسا انجماد
اور استحالہ قبول کرتا ہے کہ اوسکو لوتھڑا گوشت نرم کا کہہ سکتے ہین
پھر اوس سے ہڈی پیدا ہوتی ہے اور ہڈی پر گوشت پیدا ہوتا ہے

کتب تشریح جدید مین پہلے پشت کی ہڈی بعدہ انجماد مذکور کے
بنے لگتی ہے قرآن شریف مین اوسکے خلاف کچہ نہین ہے
مطلق ہڈی کا ذکر ہے قرآن مجید تشریح کی کتاب نہین ہے مگر جو
انقلابات مذکور ہین اونپر کوئی اعتراض وارد نہین ہے مین نے
دو کتابین تشریح کی بھی مطابق کر لین اور میڈیکل کالج لاہور کے
سپرنٹنڈنٹ سے بھی دریافت کر لیا ہے اونکے خط کی عبارت یہ ہے
کہ ڈاکٹری کتابون مین نطفہ کے باب مین جو کچہ لکھا ہے وہ عین
مطابق قرآن شریف کے ہے اوسپر اعتراض کفر محض ہے
پھر بنایا نطفہ کو جما ہوا خون یہ بھی کلام الٰہی مطابق تشریح کے ہے
کیونکہ بموجب تشریح کے جب منی مادہ جنین کے ساتھ قاذف
ثانی مین ملتی ہے اور وہان سے مادہ مذکور رحم مین آکر قرار
پاتا ہے تب اوسکی شکل مثل جمے ہوے خون کے ہوتی ہے
پھر بنایا اوسکو گوشت کا لوتھڑا یہ بھی کلام الٰہی عین مطابق تشریح
کے ہے کیونکہ جب مادہ جنین کا رحم مین قرار پاتا ہے تو قبل
بننے صورت کے وہ مضغہ گوشت کے سوا کیا ہوتا ہے پھر
بنایا ہڈی یہ بھی کلام الٰہی درست ہے کیونکہ کل اعضاے جنین
بتدریج پیدا ہوتے ہین نہ دفعۃً راقم نیاز مند رحم خان بہادر سپرنٹنڈنٹ
جماعت ہندوستانی میڈیکل کالج لاہور مورخہ ۲۶ ستمبر سنہ ۷۳ء
الحمد للہ کہ اس مختصر رسالہ مین آپ کے خیالات فلسفیانہ کا جواب
شافی ہوگیا اب جو حضور والا فرماتے ہین کہ ہم حامی اسلام ہین
میرے نزدیک نکتہ سنجی کیجیے تو خامی اسلام کہنا چاہیے اور اگر
توجہ قلبی سے دیکھیے تو حامی اسلام کہنا صحیح ہوگا کیونکہ تمام
تالیفات شریف کا حاصل اسیقدر ہے کہ کل احادیث قابل

اعتماد نہین ہین اور اصول تفسیر و اصول حدیث و اصول فقہ وکتب فقہیہ و تالیفات علماء دین و اجماع امت و اقوال صحابہ و فعل رسول صلعم قابل حجت نہین ہین قرآن شریف کے معنے صحیح وہ ہین جو فلاسفہ نیچرل اسٹ کے نزدیک صحیح ہون ورنہ تمثیلی زبان مین نزول آیات کا سمجھنا چاہیے اور جیسا جسکا جی چاہے معنی لگاوے نہ کوئی کافر ہے نہ مبتدع ہے ہر شخص کو آزادی رائے ہے اور جو عبادت خلاف شگفتگی طبیعت ہو یا عقل کے خلاف ہو وہ باطل ہے اور جسقدر مذہب اسلام خلاف نیچر ہو وہ باطل ہے تو مجکو نہین معلوم ہوتا کہ آپ کس اسلام کے حامی ہین فرض کیجیے کہ اگر فلاسفہ جدید بیان کرین کہ آفتاب دین اسلام مین چمک دمک اسقدر ہے کہ وہ آنکھون کی خیرگی کا باعث ہوتی ہے تو آپ اوسکی روشنی ہی سے انکار کرکے اوسکو سیاہ بتانے پر تیار ہوجائینگے اور ہم یہ جواب دینگے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر

ماہ نومبر سنہ ۱۸۷۳ع مطابق ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں چھاپا گیا